طاہرہ حسن

مکمل ناول

تمہیں مجھ سے محبت ہے

"دیکھیں نا مما! اتنی دیر ہو گئی ہے اور یہ رضا ابھی تک نہیں آیا، آج آفس کا پہلا دن ہے اور اسے فکر ہی نہیں۔"

"ارے بیٹا! آتا ہی ہوگا۔ ٹریفک میں نہ پھنس گیا ہو۔" علیشا وجہ بے صبری سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی

تھی تو مما نے اس کی بے چینی کو کم کرتے ہوئے کہا اور ناشتے کے برتن سمیٹنے لگیں۔ حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ رضا ہمیشہ لیٹ ہو جاتا تھا اور پھر کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر پیش کر دیتا۔

"تھینک گاڈ! لگتا ہے رضا آ گیا۔" بائیک کی آواز سنی تو لپک کر کھڑکی سے باہر جھانکا دیکھا تو رضا ہی تھا۔

"او کے مما! میں چلتی ہوں رضا آ گیا ہے۔" فائل اور بیگ اٹھا کر وہ باہر چلی آئی۔

"شکر ہے کہ تم آج کی تاریخ میں آ گئے ورنہ میں تو سمجھی تھی کہ تمہارا آنے کا کوئی پروگرام نہیں، کہاں رہ گئے تھے تم؟"

"او گاڈ علیشا! کتنا بولتی ہو تم۔" رضا نے ہیلمٹ اتار کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"اتنی دیر سے کیوں آئے ہو؟"

"یار وہی ٹریفک پرابلم تم جانتی تو ہو۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

"ہاں ہاں سب جانتی ہوں تمہیں اور تمہاری ٹریفک پرابلم کو، سمجھے۔"
"اب تمہیں دیر نہیں ہو رہی، جانا نہیں ہے کیا؟"
"اوشٹ چلو چلو پہلے ہی تمہارے انتظار میں لیٹ ہو چکے ہیں۔ اب یہ نہ ہو کہ پہلے ہی دن آفس سے ہوں۔" رضا نے بائیک اسٹارٹ کی اور علیشا اپنا دوپٹہ سنبھالتے ہوئے پیچھے بیٹھ گئی۔
"علیشا! یہ تو بتاؤ کہ تم یہ جاب مستقل کرو گی یا رزلٹ کے بعد چھوڑ دو گی؟"
"آف کورس چھوڑ دوں گی کیوں تمہارا کیا ارادہ ہے؟"
"میں سوچ رہا ہوں کہ اب جب جاب مل گئی ہے تو کیوں نا اسی پر ڈٹے رہیں میں یہ جاب مستقل ہی کروں گا۔ تم تو جانتی ہو اگر ایک بار جاب چھوڑ دو تو دوبارہ ملنا مشکل ہوتی ہے۔"
"ٹھیک کہہ رہے ہو آج کل اتنی آسانی سے اتنی اچھی جاب ملتی کہاں ہے۔" باتوں باتوں میں آفس آ گیا۔ سب سے اپنا تعارف کروانے کے بعد اب ریسپشن پر موجود لڑکی سے سر کے بارے میں انفارمیشن لے رہے تھے۔
مسٹر احتشام درانی کا اپنا کنسٹرکشن کا بزنس تھا۔ اسفند ان کا اکلوتا بیٹا تھا جس نے لندن سے بزنس ایڈمنسٹریشن کی ڈگری لی اور اب تین سالوں سے بزنس میں اپنا ایک اہم مقام حاصل کیا تھا۔
"یوں تو سر کافی گرم مزاج کے ہیں لیکن کبھی کبھی اتنے سوفٹ لہجے میں بات کرتے ہیں کہ لگتا ہی نہیں کہ یہ سر ہیں۔"
"ارے بھئی عمر کا تقاضا ہے۔"
"نہیں آپ غلط سمجھ رہی ہیں عمر تو کافی......" علیشا اس کی بات کاٹ کر بولی۔
"آئی نو تمہارے سر کافی کھڑوس ہیں، اس لیے تو اتنے روڈ لہجے میں بات کرتے ہیں۔"
"دیکھیں آپ کچھ زیادہ ہی......"
"آئی نو میں کچھ زیادہ ہی بولتی ہوں مگر یہ رضا بھی کچھ کم نہیں، پتا نہیں اب کیوں اس کے منہ کو تالا لگا ہوا ہے۔ رضا تم کچھ بولتے کیوں نہیں۔" یہ کہہ کر جیسے ہی پلٹی اپنے مد مقابل بلیک پینٹ کوٹ کے اوپر ڈارک بلیو شرٹ پہنے نہایت ہی گریس فل پرسنالٹی کو کھڑے پایا۔ ایک پل کے لیے وہ ساکت کھڑی دیکھتی ہی رہ گئی۔ اتنے میں پیچھے کھڑی لڑکی نے کہا۔
"گڈ مارننگ سر!"
"یس سر۔" علیشا کی زبان سے بامشکل اتنا ہی نکلا۔
"یس مائی نیم از اسفند درانی۔" اسفی اس کی باتیں سن چکا تھا۔ اس لیے تو اسفند کو دیکھ کر رضا کی بولتی بند تھی۔
"آپ لوگ میرے کیبن میں آ جائیں۔" یہ کہہ کر وہ روم میں چلا گیا مگر علیشا ابھی تک حیرت اور بے یقینی کی سی کیفیت میں جما کھڑی تھی۔ تو رضا اس کے پاس چلا آیا اور کہنے لگا۔
"ایم سوری وہ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ پیچھے سے آ رہے تھے۔ جب دیکھا تو تمہیں بتانے لگا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں تمہیں آگاہ کرتا وہ خود چل کر تم تک پہنچ چکے تھے۔ پتہ نہیں اب کیا ہو گا اگر تمہاری وجہ سے مجھے نوکری سے ہاتھ دھونا پڑا تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں، سمجھیں۔" علیشا کو شولڈر سے پکڑ کر ہلاتے ہوئے کہا وہ تو جیسے ابھی ہوش میں آئی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے اسفند نام کے لوگ تو بڑے ہی ہوتے ہیں مگر یہ تو......؟"
"او میری ماں، تم ابھی تک اپنے لوجیک میں پھنسی ہو اور سر نے ہمیں اندر بلایا ہے۔"
"واٹ؟"
"ہاں!"
"او گاڈ اب کیا ہو گا۔ تم نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی آفس سے نکلوائے جانے کی۔"
"مجھے کیا پتہ تھا کہ سر میرے پیچھے کھڑے ہیں۔ تم نے بھی کوئی اشارہ نہیں کیا تو پھر مجھے کیسے پتا چلتا۔"
"اچھا اب تم ٹوک کرو۔"
"تو......تم کرو۔"
"تو علیشا میڈم، کام تم نے غلط کیا اور ڈانٹ میں سنوں، ہرگز نہیں۔"
"رضا! تم ٹوک کر رہے ہو یا نہیں۔"
"نہیں۔"
"ٹھیک ہے میں بھی نہیں کروں گی۔"
"او کے ایز یو وش۔" اسفند کے کیبن کے باہر کھڑے ہو کر دونوں آپس میں جھگڑنے لگے کہ دروازہ فوری کھل گیا۔ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ اتنے میں اسفند نے کہا۔
"آپ لوگ اندر آ سکتے ہیں، او کے مسٹر آپ کا کیا نام ہے؟"
"سر رضا شیرازی۔"
"اور مس آپ کا؟"
"جی علیشا۔"
اسفند ان کی حرکتوں کو اگنور کرتے ہوئے انہیں ان کے کام کے بارے میں بتانے لگا۔
"مسٹر رضا! آپ یہاں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے کام کریں گے اور مس علیشا آپ میری سیکنڈ سیکریٹری اپائنٹ کی جاتی ہیں۔ انیتا کے ساتھ رہ کر اپنے کام کو سمجھیں میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی ذمے داری کو اچھی طرح نبھائیں۔"
"او کے یوی گونا ڈو اینڈ ڈو یور ورک۔"
دونوں جلدی سے باہر کی طرف بڑھے۔
"ایک منٹ مس! کیا نام بتایا تھا آپ نے؟"
"جی سر! علیشا۔"
"تو مس علیشا! آپ ذرا رکیں اور مسٹر رضا آپ جا سکتے ہیں۔"
"میں جاؤں، او تھینک یو سر۔" رضا مسکراتے ہوئے علیشا کی طرف دیکھ کر باہر چلا آیا اور دروازے کے ساتھ کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔
"جی تو مس علیشا!" اسفند اپنی کرسی سے اٹھ کر اس کے روبرو آ کھڑا ہوا۔ علیشا کے گھبراہٹ کے مارے پسینے چھوٹنے لگے۔ غیر ارادی طور پر علیشا کی نظریں اسفی کی سرخی مائل آنکھوں پر جمی تھیں۔ اسفی اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔ نرم، نازک سی، سرخ و سفید رنگت، پرکشش چہرے پر بے پناہ معصومیت تھی۔ اسفند اسے

READINGCORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

دیکھ کر ایک پل کے لیے دیکھتا ہی رہا، پھر اپنے حواس بحال کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ایک بات میں آپ سے کہنا چاہتا تھا کہ کسی کو دیکھے اس کے بارے میں اتنی اچھی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔ اٹو بیڈ ہو بی! آئی ہوپ یہ آپ کی پہلی اور آخری غلطی تھی۔ اس لیے میں آپ کو معاف کر رہا ہوں، سو نیکسٹ ٹائم بی کیئر فل اب آپ جا سکتی ہیں۔" علیشا جانے کا سن کر یوں غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اسفند اسے جاتا دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ لیے چیئر پر واپس آ بیٹھا۔ رضا نے جب علیشا کو باہر آتے دیکھا تو اس کے پاس چلا آیا اور پوچھا۔

"کیا ہوا کیا کہا سر نے؟"

"ارے کہنا کیا تھا بس یہی کہا کہ یہ آپ کی پہلی غلطی ہے اس لیے معاف کر رہا ہوں آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔"

"بس صرف اتنا ہی۔"

"ہاں اور وہ یہ بھی ہماری پرسنالٹی کے آگے کوئی کچھ بول ہی نہیں پاتا، ڈانٹنا تو دور کی بات ہے۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ سر نے تمہاری صورت دیکھ کر تمہیں کچھ نہیں کہا۔"

"ہاں کہہ سکتے ہیں۔"

"جانے دو یار! معصومیت اور تمہارے چہرے پر، غلط فہمی ہے یہ تمہاری بھی۔"

"اچھا بتاؤ کیا تمہیں میرے چہرے پر معصومیت نظر نہیں آتی۔"

"بالکل بھی نہیں۔"

"ارے آپ لوگ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں؟" اچانک اسفند کی آواز پر دونوں بری طرح چونک گئے۔

"سر وہ ہم...... بس جا ہی رہے تھے۔" یہ کہہ کر دونوں جلدی سے اپنے کیبن کی طرف بھاگے۔ شام کو جب وہ گھر واپس آئی تو آتے ہی بستر پر گر پڑی۔ بنا سلام دعا کے علیشا کو یوں اپنے کمرے میں جاتا دیکھا تو مما بھی پیچھے پیچھے چلی آئیں۔

"کیا بات ہے بیٹا! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔"

"کچھ مت پوچھیں مما! آج جو ہمارا حال ہوا ہے میری توبہ۔ کیا بتاؤں آپ کو۔"

"بیٹا تمہارے بابا کب سے تمہارا انتظار کر رہے تھے اور تم یوں سیدھے اوپر چلی آئی ہو۔"

"کیا بابا آ گئے ہیں؟"

"ہاں وہ آج آفس سے جلدی آ گئے تھے۔"

"اچھا ٹھیک ہے آپ چلیں۔ میں تھوڑی دیر میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر آ گئی اور اب مما بابا کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مگن تھی۔

"اچھا تو آج ہماری بیٹی کا آفس میں پہلا دن کیسا گزرا، اچھا یا برا؟"

"بابا ویسے تو اچھا زیادہ اور برا کم۔"

"اس کم برے میں ہماری بیٹی کے ساتھ کیا برا ہوا؟"

"ارے بابا اتنا ہی پوچھیں تو اچھا ہے۔"

"کیوں بھئی ایسا کیا ہوا۔"

"وہ بابا! کچھ نہیں کیا ہوا تھا۔" علیشا نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ بابا یہ سن کر پہلے تو ہنسے اور پھر کہنے لگے۔

"شکر کرو بیٹا کہ اس نے تمہیں آفس سے نہیں نکالا۔ لگتا ہے تمہارا باس کافی سوبر قسم کے انسان ہیں۔ آج کے دور میں ایسے لوگ کم ہی نظر آتے ہیں۔"

"اچھا اب بہت ہو گئی باتیں کھانا شروع کریں ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔" مما نے ٹیبل پر کھانا لگاتے ہوئے کہا اور خود بھی ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ رات کو علیشا جیسے ہی بستر پر آ کر لیٹی تو فوراً ہی نیند نے اسے آ لیا۔

☆......☆

صبح رضا اسے لینے آیا تو بار بار ہارن دینے پر بھی وہ باہر نہ آئی تو وہ خود ہی اندر چلا آیا۔ اندر آتے ہی علیشا، علیشا چلانے لگا۔ اس کی آواز پر مما کچن سے باہر آ گئیں۔ انہیں آتا دیکھ کر کہا۔

"خالہ! یہ علیشا کہاں ہے اسے آفس نہیں جانا کیا؟"

"ارے بیٹا تم؟ کیسے ہو؟" خالہ کے پوچھنے پر ہی اسے سلام دعا کا خیال آیا تو شرمندہ ہو کر بولا۔

"میں ٹھیک ہوں خالہ! آپ کیسی ہیں۔"

"الحمدللہ ٹھیک ہوں بیٹا! دراصل میں بھول گئی کہ علیشا کو آفس بھی جانا ہے ورنہ میں اسے جگا دیتی۔"

"واٹ...... وہ ابھی تک سو رہی ہے۔ جگائیں اسے اور پوچھیں اسے آفس نہیں جانا کیا؟"

"اچھا بیٹا! تم بیٹھو میں اسے اٹھا کر لاتی ہوں۔" کچھ ہی دیر میں بال سنوارتی تیز تیز چلتی ہوئی وہ باہر چلی آئی۔ اس سے پہلے کہ رضا اسے کچھ کہتا خود ہی شروع ہو گئی۔

"چلو اٹھو جلدی کرو تمہیں جانے کی پڑی ہے، پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا نو بج گئے۔"

"تمہیں کیسے پتہ چلے گا جب اتنی پرسکون نیند سوؤ گی مجھے دیکھو صبح سات بجے کا اٹھا ہوا ہوں اگر معلوم ہوتا کہ تم سو رہی ہو تم، اسی وقت فون کر دیتا۔"

"اچھا اب چھوڑو بھی اور کتنی دیر کرو گے۔" وہ باہر کی طرف نکلی تو وہ بھی بھاگا بھاگا پیچھے چلا آیا۔

"ایک منٹ علیشا بیٹا! ناشتہ تو کرتی جاؤ۔"

"ارے رہنے دیں آنٹی! بہت دیر ہو چکی ہے اور ویسے بھی اگر ایک ٹائم کا نہیں کھائے گی تو مر نہیں جائے گی۔"

"ارے نہیں بیٹا! کیسی باتیں کرتے ہو، مریں اس کے دشمن۔"

"اسفند سر! او ہاں اگر وہ آفس آ چکے ہوئے تو پتہ نہیں پھر کیا ہوگا۔ سنا ہے وہ ٹائم کے معاملے میں بہت پنکچول ہیں۔" اچانک جب سر کا خیال آیا تو پریشان ہو کر بولی۔

"ڈونٹ وری مما! میں آفس کی کینٹین میں کچھ کھا لوں گی۔"

"ٹھیک ہے بیٹا! اپنا خیال رکھنا۔" رضا ہواؤں کے ساتھ بائیک اڑاتا ہوا بیس منٹ میں آفس پہنچا۔ اسفند کی گاڑی ابھی تک پارکنگ ایریا میں موجود نہیں تھی۔ یہ دیکھ کر دونوں نے سکون کا سانس لیا۔

"تھینک گاڈ! سر ابھی نہیں آئے۔"

"ہاں یار! شکر ہے ٹائم پر پہنچ گئے۔ اچھا تم اندر چلو میں بائیک اسٹینڈ کر کے آتا ہوں۔"

"او کے۔" علیشا نے ابھی ایک قدم ہی اٹھایا تھا کہ اچانک گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ فوراً پلٹ کر دیکھا تو اسفند کی کار تھی۔

READINGS CORNER
http://readingscorner.blogspot.com/

"اوشٹ۔" جلدی سے رضا کو اشارہ کر کے اندر کی طرف بھاگی۔ رضا نے مڑ کر دیکھا تو بائیک اسٹینڈ کرنا بھول گیا۔ پھر جلدی جلدی بائیک کو وہاں موجود باقی بائیکوں کے ساتھ سہارا دے کر کھڑا کیا اور فوراً بھاگا۔ ادھر اسفند ان دونوں کی حرکت دیکھ چکا تھا۔ علیشا سے جلدی میں دروازے کا لاک بھی نہیں کھل پا رہا تھا۔ اسفند جیسے ہی علیشا کے کیبن کی طرف پہنچا تو علیشا کی کوشش رنگ لے آئی۔ ادھر اسفند کی نظر علیشا پر پڑی ادھر علیشا فوراً اندر گھس گئی۔ اسفند نے گھڑی پر نگاہ ڈالی۔ پونے دس ہو رہے تھے۔ اپنے کمرے میں آ کر اس نے انیتا کو فون کیا اور کہا۔

"ان دونوں کو اندر بھیجو۔" جب ان دونوں کو سر کا میسج ملا تو دونوں اپنے اپنے کیبن سے باہر آئے۔ باہر آتے ہی رضا علیشا پر برس پڑا۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے اگر تم صبح اٹھ جاتیں تو یہ سب نہ ہوتا۔ اب بھگتو۔ میں تو ابھی سے کہہ رہا ہوں اگر سر نے مجھے کچھ کہا نا تو میں سارا الزام تم پر لگا دوں گا۔"

"واٹ! اب اس میں میری کیا غلطی ہے۔ تم اگر مجھے جلدی لینے آ جاتے تو ہم لیٹ نہ ہوتے۔"

"اچھا تو اب سارا قصور میرا ہے۔"

"دیکھیں! سر آپ دونوں کا انتظار کر رہے ہیں۔" ریسپشن پر موجود لڑکی نے انہیں ٹوک کر کہا۔ دونوں سر کے کیبن کی طرف چلے آئے اور وہ بھی بنا ناک کیے۔ انہیں اپنی اس غلطی کا احساس بھی اندر آنے کے بعد ہوا۔ یہ دیکھ کر اسفند نے کہا۔

"ابھی تک میں نے آپ کو پہلی غلطی کی سزا نہیں دی اور آپ نے دوسری بھی کر دی۔"

"وہ ایکچولی سر! ہم کافی نروس تھے اس لیے...... سوری سر۔" رضا نے فوراً اپنا بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے تو مسٹر شیرازی! آپ مجھے اپنے لیٹ آنے کی وجہ بتا سکتے ہیں؟"

"یس سر وہ میں تو ٹائم پر ہی آ جاتا مگر یہ علیشا......"

اچانک رضا کی چیخ نکلی کیوں کہ علیشا نے اپنا پاؤں اس کے پاؤں پر مارا تھا۔ اسفی نے جب یہ دیکھا تو اٹھ کر کھڑا ہوا۔ علیشا کی جانب دیکھا جو سر جھکائے کھڑی تھی پھر رضا سے مخاطب ہوا۔

"جی تو آپ کیا کہہ رہے تھے۔"

"جی سر! وہ ہم میں...... کچھ نہیں سر۔"

"دیکھیں آپ جانتے ہیں کہ آپ کی جاب برقرار ہے تو مجھے سچ سچ بتایئے۔" یہ سن کر رضا فر فر بولنے لگا۔ اسفند نے ایک گہری نگاہ علیشا پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوکے مسٹر رضا! آپ جا سکتے ہیں۔"

"رئیلی!"

"یس۔ اور آئندہ اپنے وقت کا خیال رکھیے گا۔" "جی سر۔" علیشا بھی رضا کے پیچھے پیچھے جانے لگی تو اسفند نے یہ دیکھ کر کہا۔

"ایک منٹ مس علیشا! رکیں آپ کہاں جا رہی ہیں؟ جب غلطی آپ نے کی ہے تو سزا بھی آپ ہی کو ملے گی۔"

"ایم سوری سر! وہ مجھے خیال ہی نہیں رہا کہ آج آفس بھی جانا ہے۔"

"او تو آپ بھول گئی تھیں۔"

"جی سر!"

"تو پرابلم ہم آپ کے خیال کو حقیقت بنا دیتے ہیں۔"

"جی......!" علیشا نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔

"ایک منٹ ابھی بتاتا ہوں۔" اس نے الماری سے ایک فائل نکالی اور اسے پکڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ رہا آپ کا ہوم ورک۔ گھر پر کچھ کام کریں گی تو خیال رہے گا کہ آفس بھی جانا ہے۔ یہ تمام پیپر آپ سیٹ کیجیے گا۔"

"پر...... سر!"

"آپ جا سکتی ہیں اور ہاں انیتا سے مل لیجیے گا۔" باہر آئی تو انیتا کو اپنا منتظر پایا۔ ابھی دو باتیں ہی کر رہی تھیں کہ رضا ٹپک پڑا۔

"کیا ہوا علیشا کیا کہا سر نے۔"

"رضا مجھ سے فالتو بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، سمجھے تم۔"

"ارے علیشا سنو تو سہی۔" وہ اس کی بات کو اگنور کرتے وہاں سے چلی آئی اندر آ کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"ہوں کیا بات تھی؟"

"علیشا! سر نے مجھے کہا ہے کہ میں تمہیں کام کے متعلق اچھی طرح سمجھا دوں سر کو اپنے کام میں کسی بھی قسم کی لاپرواہی بالکل برداشت نہیں اس لیے جتنی جلدی ہو سکے تم اس کام کو پک کر لو۔" انیتا نے ٹیبل پر رکھی فائل اٹھا کر علیشا کے آگے بڑھا دی۔

"میں آج کل اسی پر کام کر رہی ہوں۔" کچھ دیر بعد علیشا نے فائل اسٹڈی کرنے کے بعد نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"انیتا! کام تو کافی مشکل ہے۔"

"ہاں بھئی مشکل تو ہے لیکن یور گڈ لک کہ میں یہاں ہوں تمہیں ٹرین کرنے کے لیے۔"

علیشا مسکرانے لگی۔

"ڈونٹ وری میں سارا کام اچھی طرح ہینڈل کر لوں گی دیکھنا سر جلد ہی میری تعریف کریں گے۔"

"آئی ہوپ سو۔"

"کیوں بھئی۔"

"کیونکہ سر کم ہی کسی کی تعریف کرتے ہیں۔ ویل آل دا بیسٹ۔"

"تھینک یو۔"

"علیشا میڈم! یہاں تھینک یو سے کام نہیں چلتا بلکہ کام کرنا پڑتا ہے۔"

شام کو گھر آتے ہی کچن میں وہ آ کر کھانے پر ٹوٹ پڑی۔ مما نے جب دیکھا تو اس کے پاس چلی آئیں۔

"کیا بات ہے بیٹا! لگتا ہے دوپہر میں کچھ کھایا نہیں۔"

"بس مما! ٹائم ہی نہیں ملا۔"

"اچھا تم کھانا کھا لو تو تمہارے لیے ایک خوش خبری ہے۔" مما یہ بتا کر کچن سے نکلیں تو وہ بھی سب کچھ

READING CORNER http://readingcorner.pk.blogspot.com/

چھوڑ چھاڑ کر پیچھے بھاگی۔
"مما، مما بتایئے ناں کیا خوش خبری ہے۔"
"ارے بھئی پہلے آرام سے کھانا تو کھالو۔"
"مما چھوڑیں کھانا وانا پہلے آپ مجھے بتایئے کیا خوش خبری ہے۔"
"نہیں پہلے تم کھانا کھالو پھر۔" مما اسے جان بوجھ کر ستارہی تھیں۔
"مما! آپی تو نہیں آرہیں۔" اچانک جب اسے خیال آیا تو جھٹ بولی۔
"ارے واہ تمہیں تو سب پتہ ہے۔" مما نے ہنس کر اس کی بات کی تائید کی۔
"سچ مما! آپی آرہی ہیں۔" مما کو پکڑ کر وہ خوشی سے جھومنے لگی۔
"ارے بیٹا! بس کرو چھوڑو مجھے میں گر جاؤں گی۔"
"اچھا مما! آپی اکیلی آرہی ہیں یا احسن بھائی بھی ساتھ آرہے ہیں۔" وہ اب مما کو چھوڑ چکی تھی۔
"بیٹا اتنے سالوں کے بعد تو تحریم آرہی ہے ظاہری بات ہے احسن بھی ساتھ ہی آئے گا۔"
"واہ پھر تو اور بھی مزہ آئے گا۔ ویسے کب آرہے ہیں؟"
"کل۔"
"کیا......! اور یہ آپ مجھے اب بتارہی ہیں؟"
"رات کو اس کا فون آیا تھا تو میں تمہیں بتانے آئی تھی۔ پر تم سو رہی تھیں سوچا صبح بتادوں گی مگر صبح تم اتنی افراتفری میں چلی گئیں اور مجھے یاد نہیں رہا۔ خیر اب کل تم آفس سے چھٹی کرلینا۔"
"آفس سے چھٹی! نہیں مما! میں آفس سے چھٹی نہیں کرسکتی۔ مما آپ تو جانتی ہیں سر کیسے ہیں اور پتہ ہے آج میرے لیٹ آنے پر انہوں نے یہ فائل مجھے کمپلیٹ کرکے لانے کو دی ہے۔" صوفے سے فائل اٹھا کر انہیں دکھائی۔
"اب آپ ہی بتایئے میں ایسے چھٹی کیسے کرلوں۔"
"لیکن بیٹا......!"
"مما پلیز میں جلدی آنے کی کوشش کروں گی۔"
"ٹھیک اب جیسے تمہاری مرضی۔" "کام کرتے کرتے ٹائم کا پتہ ہی نہیں چلا۔ نیند سے آنکھیں بوجھل ہورہی تھیں گھڑی پر نگاہ ڈالی تو ساڑھے گیارہ ہورہے تھے۔ پھر جلدی سے سب سمیٹ کر صبح جلدی اٹھنے کے خیال سے بستر پر آگری تو پھر صبح ہی آنکھ کھلی۔ صبح جب آنکھ کھلی تو کمرے میں میٹھی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور یہی خوشبو اسے کھینچ کر کچن تک لے آئی۔ دیکھا تو مما گاجر کا حلوہ بنارہی تھیں جو تحریم کے ساتھ ساتھ اس کا بھی فیورٹ تھا۔
"واہ مما! کیا خوشبو آرہی ہے میں چکھ کر دیکھوں؟"
"ارے ابھی نہیں پہلے منہ ہاتھ تو دھولو منہ دھویا نہ برش کیا سیدھا کھانے چلی آئی ہو۔ تمہیں صرف چکھنے کے لیے ملے گا کیوں کہ میں نے یہ حلوہ تحریم کے لیے بنایا ہے۔"
"مما! یہ کیا بات ہوئی۔ آپی آرہی ہیں تو آپ مجھے بھول رہی ہیں۔"
"ارے نہیں ایسی بات نہیں تم تو میری جان ہو۔ اچھا ٹھیک ہے پہلے تم ہی کھالینا۔ اب خوش۔"
"او تھینک یو مما! پیار سے مما کے گلے میں بانہیں ڈال کر بولی۔

"اچھا اچھا میں فریش ہوکر آتی ہوں۔"
"علیشا سنو!"
"جی مما! بیٹا وہ رضا کا فون آیا تھا تمہیں جگانے کے لیے میں بس تمہیں جگانے ہی آرہی تھی کہ تم چلی گئیں۔"
"اوکے مما! میں تیار ہوکر آتی ہوں۔ بیٹا اگر تم چھٹی کرلیتیں تو اچھا تھا۔"
"او ہو مما! میں نے کہا ناں میں جلدی آنے کی پوری کوشش کروں گی۔" کچھ دیر بعد وہ تیار ہوکر آئی تو بابا پہلے ہی ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔
"گڈ مارننگ بابا۔" علیشا وہیں ان کے پاس بیٹھ گئی۔
"آج تو ہماری بیٹی بہت خوش ہوگی۔ اس کی آپی جو آرہی ہے۔"
"جی بابا!"
"تو پھر کیا تیاریاں کیں ہیں آپ نے ہماری بیٹی کے آنے کی خوشی میں۔" بابا نے نیوز پیپر فولڈ کرکے ایک طرف رکھا۔
"وہ بابا! سچی میں نے کچھ تیاری نہیں کی مما ہی نے سب تیاری کی ہیں۔"
"کیوں بھئی! تم نے کچھ کیوں نہیں کیا؟"
"بابا! آپ تو جانتے ہیں آفس جاب کتنی مشکل ہوتی ہے اور اوپر سے ہمارے باس اتنے کھڑوس ہیں کہ کیا بتاؤں۔"
"لیکن میں تو سمجھا تھا کہ آج تم آفس نہیں جاؤ گی۔"
"ٹھیک ہے بابا! میں آفس سے چھٹی کرلیتی ہوں۔"
"ارے نہیں بیٹا! اب جب کام کی ذمے داری لی ہے تو نبھانی تو پڑے گی۔" مما نے ٹیبل پر بریک فاسٹ لگا دیا تو وہ خاموشی سے ناشتہ کرنے لگی۔ علیشا کا موبائل رنگ کرنے لگا۔ دیکھا تو رضا کا نمبر تھا۔ فوراً اٹھ کھڑی ہوگئی۔
"اوکے بابا! میں چلتی ہوں رضا آگیا ہے۔ اوکے مما۔"
"اوکے بیٹا اپنا خیال رکھنا۔" وہ آفس پہنچی تو پتہ چلا اسفند آج نہیں آیا تھا ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی وہ نہیں آیا تو وہ رضا کے پاس چلی آئی۔
"حیرت ہے تم آج میرے کیبن میں۔ تمہیں معلوم ہے آج آپی آرہی ہیں۔"
"کیا......! اور تم آفس میں کیا کررہی ہو تمہیں تو گھر ہونا چاہیے تھا۔"
"کیا کروں سر کی وجہ سے مجھے آنا پڑا۔ انہوں نے مجھے فائل جو کمپلیٹ کرکے لانے کو کہا تھا اگر نہیں آتی تو انہیں سنانے کا موقع مل جاتا۔"
"اوکے تو اب کیا مسئلہ ہے۔"
"ایک اور گڈ نیوز ہے۔"
"وہ کیا؟" تو وہ خوشی سے بولی۔
"سر آج نہیں آئے۔"

READING CORNER
http://readingscornerpk.blogspot.com

AKS DIGITAL

"لیکن اس میں اتنا خوش ہونے والی کون سی بات ہے۔"
"یار! میرا دل چاہ رہا ہے کہ واپس چلی جاؤں۔"
"تو جاؤ ناں۔"
"مگر کیسے چھٹی تو لینا پڑے گی۔"
"میرے پاس ایک آئیڈیا ہے لیکن کرو گی تم۔"
"او کے پہلے بتاؤ تو سہی۔"
"لیکن میری ایک شرط ہے میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"
"دونوں؟"
"ہاں تو کیا ہوا؟"
"مگر کیسے؟"
"بتا رہا ہوں ناں۔" رضا نے اسے اپنا آئیڈیا بتایا۔
اگلے ہی پل علیشا ریسپشن پر موجود ندا کے پاس آئی اور کہا۔
"ندا! وہ میرے کزن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"
"واٹ! او گاڈ کیسے ہوا؟"
"ندا! مجھے چھٹی چاہیے تھی سر بھی یہاں نہیں۔"
"کوئی بات نہیں تم مجھے لیف لکھ کر دے دو میں سر کو دے دوں گی۔" علیشا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا انہوں نے تو اس بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔
"ندا! میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے کہ میں لیف لکھوں مجھے ارجنٹ جانا ہے۔"
"ٹھیک ہے تم جاؤ میں سر سے کہہ دوں گی۔" ندا نے اس کی پریشانی کو سمجھتے ہوئے اسے جانے کی اجازت دے دی تو علیشا نے رضا کو آواز دی۔
"چلو رضا!"
"ایک منٹ یہ رضا کہاں جا رہا ہے۔"
"وہ ندا! اب میں اکیلی کیسے جا سکتی ہوں تم تو جانتی ہو کہ میں رضا کے ساتھ ہی آتی جاتی ہوں۔"
"ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ۔" دونوں سنجیدہ سی شکل بنا کر باہر چلے آئے باہر آتے ہی رضا نے اپنے پلان کی کامیابی پر نعرہ لگایا۔
"یاہو! واہ علیشا! آئی ڈونٹ بلیو اِٹ تم اتنی اچھی ایکٹریس ہو یہ تو میں نے سپنے میں بھی نہیں سوچا تھا۔"
دونوں باتیں کرتے ہوئے پارکنگ ایریا کی طرف چلے آ رہے تھے۔
"اس کا مطلب تم نے مجھے ہی مروا دیا اوئے۔" رضا نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ مسکراتی ہوئی دور بھاگ گئی۔ رضا نے بائیک نکالی اور اسٹارٹ کر کے اس کے پاس لے آیا۔
"او کے چلو اب بیٹھو بھی ناں ہو کہ سر ہی ٹپک پڑیں اور ہماری یہ خوشی غم میں بدل جائے۔"
"شٹ اپ رضا! جب بولو گے برا بولو گے کبھی تو اچھا بول لیا کرو۔"
"او کے بابا! چلو اب بیٹھ بھی جاؤ۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

"ہاں آج کا دن تو میں بھی نہیں بھولوں گی۔" دونوں ہنستے مسکراتے گیٹ سے باہر نکلے تو اسفند نے انہیں دیکھ لیا۔ اندر آ کر رعنا سے پوچھا۔

"یہ لوگ کہاں گئے ہیں۔"

"سر وہ علیشا کے کزن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس لیے وہ چھٹی کر گئے ہیں۔"

"واٹ!! ایکسیڈنٹ"

"جی سر!"

یہ لوگ ابھی جدوجہد کے بعد جب گھر پہنچے تو مما نے بتایا آپی کی فلائٹ چھ گھنٹے لیٹ ہے اور شام کو وہ لوگ آئیں گے۔ یہ سن کر علیشا سر پکڑ کر رہ گئی۔

"دیکھا یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔" وہ رضا کو سنانے لگی۔

"اگر تم جھوٹ نہ بولتے تو یہ سب نہ ہوتا۔"

"کیا میں نے جھوٹ بولا۔"

"ہاں آئیڈیا تو تمہارا تھا ناں۔"

"واہ میڈم! خوب صلہ دیا ہے آپ نے میری محنت کا ایک تو تمہارے لیے میں نے یہ سب کیا اور تم ہو کہ مجھے ہی برا بھلا سنا رہی ہو۔"

"اب مجھے کیا پتا تھا کہ آپی نہیں آئی ہوں گی۔"

"خیر اب کیا کرنا ہے؟"

"واپس چلیں۔"

"واٹ پاگل ہو گئی ہو کیا دماغ خراب ہو گیا ہے دوبارہ مجھے کنویں میں دھکیل رہی ہو۔"

"دیکھو نہ رضا! کل تو میں ہر حال میں چھٹی کروں گی اگر آج بھی چھٹی کی تو سر غصہ ہوں گے۔ اس لیے کہہ رہی ہوں واپس چلتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے لیکن واپس جا کر کہیں گے کیا؟"

"تم تو ایکسپرٹ ہو تو مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو۔ راستے میں ہی کوئی آئیڈیا سوچ لینا۔"

"ہائم کیا ہوا ہے؟ گیارہ بجے ہیں۔ چلو تمہارے لیے یہ رسک بھی لے لیتے ہیں۔"

آفس پہنچے تو اسفند کی گاڑی دیکھ کر دونوں کے ہوش اڑ گئے۔

اوپر کھڑکی میں اسفند کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا جیسے ہی ان پر نظر پڑی تو دیکھا دونوں ابھی تک بائیک سے نیچے نہیں اترے تھے۔ دونوں ہی اس بحث میں لگے تھے کہ واپس جائیں یا نہیں اچانک رضا کے موبائل پر بیل ہوئی تو اس نے بے دھیانی میں نمبر دیکھے بغیر ہی فون ریسیو کیا۔

"اب اگر آپ واپس آ گئے ہیں تو اندر بھی تشریف لے آئیں۔" دوسری جانب اسفند تھا۔ اس کی آواز سن کر رضا کچھ بول ہی نہیں پایا صرف سنتا رہا۔

"کیا ہوا رضا! کس کا فون تھا؟"

"سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ اب اترو بائیک سے اور خاموشی سے اندر چلو پتہ چل جائے گا اوپر سر کھڑے ہیں اور ہمیں دیکھ چکے ہیں۔ اس لیے مزید کوئی بحث نہیں۔" دونوں اب اسفند کے کیبن میں موجود تھے۔

"کہاں گئے تھے آپ؟" اسفند نے دھیمی مگر کافی رعب دار آواز میں پوچھا۔

"سر! وہ ہم......!"

"کچھ بھی کہنے سے پہلے آپ کو یہ بتا دوں کہ میں نے آپ کو جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔" رضا نے بامشکل ہی بولنے کی ہمت کی تھی۔

"آخر آپ لوگوں کو پرابلم کیا ہے۔ واٹس رونگ ود یو۔ شرم نہیں آتی آپ لوگوں کو جھوٹ بولتے ہوئے اگر آپ لوگوں کو جاب میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے تو پھر آفس جوائن کرنے کی ضرورت کیا تھی۔"

"سوری سر!" وہ آج میری سسٹر آ رہی تھیں تو اس لیے ہم......ایم رئیلی سوری۔" آخر علیشا نے ہی اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ اسفند کا لہجہ بھی نرم پڑ گیا۔

"یہی آپ پہلے کہہ دیتیں لیکن نہیں اتنی سی بات کے لیے آپ نے جھوٹ کا سہارا لیا۔ آج آپ لوگ یہ بات کلیئر ہی سن لیں اور اپنے ذہن میں بٹھا لیں کہ مجھے جھوٹ سے شدید نفرت ہے چاہے وہ مذاق میں ہی کیوں نہ بولا گیا ہو۔"

"وی آر سوری سر!"

"آئی تھنک اب میں آپ سے یہ امید کر سکتا ہوں کہ آپ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے۔"

"جی سر!" دونوں بیک زبان بولے۔

"اب جائیے اور جا کر اپنا کام کیجیے۔" دونوں شرمندہ سے ہو کر سر جھکائے باہر چلے آئے۔ ان کے جانے کے بعد اسفند نے انچارج کو اپنے کیبن میں بلایا اور آج کی میٹنگ کے بارے میں ڈسکس کرنے لگا۔

جیسے تیسے وقت گزرا اور وہ گھر پہنچے تو آپی کو دیکھ کر علیشا کی ساری بے زاری دور ہو گئی سب کچھ بھول کر آپی کے گلے لگ گئی۔ رضا بھی اس کے ساتھ اندر چلا آیا تھا۔ علیشا کے پیچھے رضا کو دیکھا تو کہا۔

"ارے بھئی آپ بھی تشریف لائے ہیں۔ کیسے ہو؟"

"جی آپی! بالکل ٹھیک، آپ سنائیے آپ کیسی ہیں۔"

"بس دیکھ لو ایک دم فٹ۔"

"اور آپ کیسے ہیں ہمارے لٹل ماسٹر۔" تین سالہ زین کو اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوں۔" ننھا سا گول مٹول چہرے پر اسمائل کے ساتھ اور بھی بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔

"آپی! احسن بھائی کہاں ہیں؟" علیشا نے ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے پوچھا۔

"ارے بھئی ہم یہاں ہیں۔" کمرے سے نکل کر اپنی شرٹ کے کف درست کرتے ہوئے کہا۔ رضا جیسے ہی آگے بڑھ کر ان سے ملنے لگا تو درمیان میں علیشا آ گئی اور ان سے ملتے ہوئے بولی۔

"کیسے ہیں احسن بھائی۔"

"اسے دن! تم بتاؤ کہ تم نے ہماری سالی صاحبہ کا خیال رکھا کہ نہیں۔"

"رضا صاحب گھر میں سب کیسے ہیں۔ انکل آنٹی اور ثنا کیسی ہے؟"

"جی سب ٹھیک ہیں۔ کل شاید چکر لگائے۔"

"اچھا اور ثنا آج کل کیا کر رہی ہے؟"

"آپی! آپ تو جانتی ہیں کہ اسے سوشل ورک کا کتنا شوق ہے۔ بس اسی چکر میں کبھی کسی ادارے اور کبھی کسی

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

ادارے کے چکر کاٹتی رہتی ہے۔"

"کیوں بھئی اس کی شادی وادی نہیں کرنی ہے یا انہی چکروں میں ساری زندگی گزارنی ہے۔"

"پتہ نہیں آپی! امی تو کہہ کر تھک گئی ہیں مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا یہ بابا نے ہی اسے سر چڑھا رکھا ہے ورنہ تو اسے میرا ابھی خیال نہیں۔"

"اوہو تو جناب کو اپنی شادی کی فکر لگی ہے۔ شرم کرو رضا کچھ تو شرم کرو پہلے بہن کے ہاتھ پیلے ہونے دو پھر اپنے سر پر سہرا سجانے کے خواب دیکھ لینا۔" اب کی بار احسن نے اسے شرمندہ کرتے ہوئے کہا مگر وہ رضا ہی کیا جو شرمندہ ہو۔

"تو کیا ہوا احسن بھائی اگر اسے پروا نہیں تو مجھے تو فکر کرنی پڑے گی۔"

"لگتا ہے اب علیشا کے ساتھ ساتھ تمہارا ابھی کچھ کرکے ہی جانا پڑے گا۔"

"واٹ؟" آپی کی بات سن کر علیشا بری طرح چونکی۔ جب کہ آپی کے چہرے پر شرارت بھری مسکان تھی۔ علیشا کی طرح رضا بھی چونکا تھا۔ رضا آپی کے مزید کچھ کہنے کا منتظر تھا۔ اس لیے اس کی تمام تر توجہ ان کی جانب مرکوز تھی لیکن جب آپی کی جانب سے خاموشی برقرار رہی تو اسے لگا شاید وہ اس کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتیں اس لیے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"او کے اب میں چلتا ہوں کافی ٹائم ہو گیا ہے اور میں نے امی کو بتایا بھی نہیں کہ میں یہاں ہوں۔"

"تو کیا ہوا فون کر لو تم کون سا پرائے گھر بیٹھے ہو۔"

"گھر تو اپنا ہے کل انشاء اللہ ضرور بیٹھوں گا فی الحال چلتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔"

"او کے احسن بھائی اجازت۔" احسن اٹھ کر ملا اور وہ چلا گیا۔

بابا آفس سے آئے تو زین بھاگتا ہوا ان کی گود میں چڑھ گیا۔ بابا نے اسے گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ احسن اور تحریم سے ملنے کے بعد سب نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اب چائے پینے کے ساتھ ساتھ باتیں بھی چل رہی تھیں مما تو سونے جا چکی تھیں۔ دن بھر کام کرنے سے وہ تھک گئی تھیں آپی اور علیشا ان کے بیچ بور ہونے لگیں تو اٹھ کر کمرے میں چلی آئیں۔

آپی! معلوم ہے میں آپ کو کتنا مس کرتی تھی۔ آپ کے بغیر تو مجھے بالکل مزہ نہیں آتا تھا۔" علیشا ان کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی اور آپی اس کے بال سہلا رہی تھی۔

"علیشا میری جان! اب تم آئندہ ایسی کوئی شکایت نہیں کرو گی۔ مائی ڈیئر! اب اتنی بھی بے چینی کیا ہے۔"

"آپی پلیز بتایئے ناں یوں گول مول باتیں کیوں کر رہی ہیں۔"

"ٹھیک ہے تم یہ تو جانتی ہو گی کہ مما نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔"

"کیا آپ کو مما نے بلایا ہے؟"

"ہاں بھئی کیوں تمہیں معلوم نہیں تھا۔"

"نہیں تو۔" علیشا نے لاعلمی ظاہر کی۔

"چلو تو میں نے تمہاری نالج میں اضافہ کر دیا۔"

"مما نے آپ کو بلایا ہے اور مجھے پتہ نہیں۔"

"اوہو میری جان! اتنا مت سوچو۔" وہ علیشا کا ہاتھ تھام کر بولی۔

"چلو ایک بات بتاؤ کہ رضا کے بارے میں کیا خیال ہے۔" رضا کا نام سن کر وہ اٹھ بیٹھی۔

"آپی! اگر آپ اس لحاظ سے پوچھ رہی ہیں تو بالکل بھی نہیں رضا کو آپ جانتی ہیں کیسا ہے وہ اور اس کے ساتھ میں تو وہ۔" اس کے دل میں رضا کے لیے ایسی کوئی فیلنگز نہیں تھیں آپی بھی اس کا جواب سن کر مطمئن ہو گئیں۔

"ریلیکس علیشا میں نے تو ایسے ہی اس کا نام لیا تھا۔ تمہیں اس بے چارے سے اتنی چڑ کیوں ہے۔ اتنا اچھا ہے تو ہمارا کزن اس کی برائی تو مت کرو۔ اچھا تمہیں معلوم ہے کل کون آ رہا ہے۔"

"اب کون آ رہا ہے؟"

"بھئی کل عدنان آ رہا ہے۔"

"کیا عدنان آ رہا ہے اس گڈ نیوز۔"

"علیشا! پھوپھو چاہتی ہیں کہ وہ واپس آ کر ادھر ادھر بھٹکے اس سے پہلے کہ اس کی منگنی کر دیں۔"

"آتے ہی منگنی...... عدنان مانے گا کہاں۔"

"ہاں بھئی کیا کریں پھوپھو بھی چاہتی ہیں۔"

"اچھا تو کون ہے وہ لڑکی جس سے عدی کی منگنی ہو رہی ہے۔"

"بڑی پڑھی لکھی خوب صورت ہے اور آج کل جاب کر رہی ہے اور یہیں رہتی ہے۔"

"کیا...... جاب کرتی ہے؟"

"ہاں۔"

"عدنان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں؟"

"وہ کون سا ہمیشہ کے لیے جاب کرے گی۔ رزلٹ کے بعد چھوڑ دے گی۔"

"لیکن وہ ہے کون؟"

"ارے بدھو اب بھی نہیں سمجھیں۔" علیشا نے نفی میں سر ہلایا۔

"میری پیاری بہنا وہ تم ہی تو ہو۔"

"واٹ میں...... عدنان کے ساتھ۔"

"ہوں...... عدنان میں کیا خرابی ہے۔ پڑھا لکھا ہے اپنا بزنس ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔"

"وہ مجھے پسند کرتا ہے؟"

"ہاں بھئی اسی لیے تو پھوپھو نے تمہارا رشتہ مانگا ہے۔"

"پر آپی میں نے اتنے سالوں سے عدنان کو دیکھا تک نہیں، اب پتہ نہیں کیسا دکھتا ہوگا۔"

"ٹھیک ہے پہلے تم اسے دیکھ لو بات کر لو پھر جو تمہارا فیصلہ ہو ہمیں بتا دینا، کوئی زور زبردستی نہیں۔"

آپی اس کی الجھنوں کو دور کرتی ہوئی بولیں تو وہ اسے اسی کشمکش میں مبتلا چھوڑ کر چلی گئیں۔ علیشا کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس نے تمام فیصلہ تقدیر پر ڈال دیا اور بستر پر لیٹ گئی۔ تمام رات کروٹیں بدلنے میں گزری۔

☆......☆

صبح گھر میں ہر طرف شام کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ بابا آفس جا چکے تھے۔ زین اور احسن ابھی تک سو رہے تھے۔ مما کافی مطمئن نظر آ رہی تھیں پتہ نہیں آپی نے انہیں کیا کہا تھا۔ مما نے ابھی تک علیشا سے کچھ نہیں پوچھا تھا

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

وہ چاہتی تھیں کہ علیشاہ پہلے عدنان کو دیکھ لے۔
"اٹھ گئی علیشا؟"
"جی آپی!" کچن سے باہر آتے ہوئے تحریم کی نظر جب علیشا پر پڑی تو پوچھا۔
"ممی، ممی!" زین آنکھیں ملتا ہوا تحریم کی طرف چلا آیا۔
"میرا لاڈلا اٹھ گیا۔" تحریم نے اسے زمین سے اٹھا کر گود میں بیٹھا لیا۔ وہیں پھر احسن بھائی بھی آ گئے اور انہوں نے مل کر ناشتہ کیا اس کے بعد علیشا اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اچانک جب آنٹی کا خیال آیا تو سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔
"او گاڈ! میں نے تو لیف بھی نہیں دی ایسا کرتی ہوں رضا کو کہہ دیتی ہوں کہ میری لیف سر کو دے دے۔"
"ٹھیک ہے لیف تو میں دے دوں گا مگر اس پر تمہارے سائن چاہیے ہوں گے۔"
"کیا سائن؟"
"ہاں۔"
"اب کیا کروں؟"
"اچھا ٹھیک ہے میں کچھ سوچتی ہوں او کے بائے۔" ٹینشن میں ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگی۔
"میں سر کو ای میل کر دیتی ہوں۔" یہ خیال آتے ہی جلدی سے کمپیوٹر آن کیا اور میل کر دی۔
"شکر ہے جان چھوٹی۔" میل کرنے کے بعد سکون کا سانس لیا۔ شام ہوتے ہی سب آ پہنچے تھے۔ پھوپھو، عدنان، رضا، نائلہ اور خالہ بھی ساتھ تھیں۔ پھوپھو تو باقاعدہ مٹھائی کے ساتھ آئی تھیں۔
"بھئی ہماری بچی علیشاہ کہاں ہے اسے تو بلایئے۔"
"میں اسے لے کر آتی ہوں۔" آپی نے اٹھتے ہوئے کہا۔
"ہاں ہاں بھئی جلدی جاؤ آپا! اتنا سب کچھ لانے کی کیا ضرورت تھی۔" بابا نے ٹیبل پر نگاہ ڈال کر کہا۔
"یہ سب تو اپنی بہن کے لیے لائی ہوں کیوں زینب بھابی آپ کو کوئی اعتراض ہے۔"
"نہیں بھلا میں کیوں اعتراض کرنے لگی آپ اپنی خوشی سے لائی ہیں۔" علیشاہ کچن میں چائے وغیرہ تیار کر رہی تھی۔
"علیشاہ اب آ بھی جاؤ پھوپھو کتنی بار تمہارا پوچھ چکی ہیں۔"
"آپی! عدنان بھی آیا ہے؟"
"کیسے سوال پوچھ رہی ہو؟ آف کورس وہ بھی آیا ہے۔"
"اچھا! وہ کیسا دکھتا ہے۔"
"علیشاہ میڈم! آپ خود ہی جا کر دیکھ لیں۔"
"آپی پلیز، بتایئے ناں۔"
"اب اگر میں اس کی تعریف کروں گی تو تم کہو گی میں جان بوجھ کر اس کی تعریف کر رہی ہوں۔"
"کیا بات ہے چائے تیار ہو رہی ہے یا پایا ہے؟" اچانک احسن بھی کچن میں چلے آئے۔
"چائے تو ریڈی ہے مگر آپ کی سالی صاحبہ نہیں۔"
"کیوں کیا ہوا علیشاہ؟" وہ پریشان ہوئے۔
"نہیں احسن بھائی ایسی کوئی بات نہیں وہ......"

"ارے میں بتاتی ہوں۔ علیشاہ یہ جاننا چاہتی ہے کہ عدنان کیسا دکھتا ہے۔"
"او تو یہ بات ہے۔"
"نہیں احسن بھائی! آپ آپی بھی ناں ایسے ہی بول رہی ہیں۔"
"دیکھو علیشاہ انسان کی صورت ہی سب کچھ نہیں ہوتی ہمیں اس کی سیرت دیکھنی چاہیے، انسان کی اصل خوب صورتی اس کے اندر ہوتی ہے۔"
"علیشاہ بیٹا تم لوگ یہیں کھڑے باتیں کر رہے ہو وہاں تمہارے بابا ناراض ہو رہے ہیں۔" آخر مما خود کچن میں چلی آئیں۔
"تم دونوں بھی یہیں آ کر بیٹھ گئے ہو۔"
"نہیں مما وہ ہم آ ہی رہے تھے۔ اچھا چلو اب جلدی سے چائے لے کر آؤ مما یہ کہہ کر چلی گئیں۔
"علیشاہ! اب چائے لے ہی جاؤ یہ نہ ہو کہ اب بابا ادھر چلے آئیں۔" احسن نے ہنس کر کہا۔ علیشاہ نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے ہی سب کو یک وقت سلام کیا۔
"شکر ہے بیٹا تمہارا چہرہ دیکھنے کو ملا آؤ یہاں بیٹھو میرے پاس۔"
"جی پھوپھو۔" علیشاہ کے چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی۔ وہ پھوپھو کے پاس آ بیٹھی۔
"کیسی ہے میری بچی؟"
"جی ٹھیک ہوں۔" وہ جلدی سے اٹھی اور سب کو چائے سرو کی۔ اب صرف عدنان رہ گیا تھا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے عدنان کو چائے کا کپ پکڑایا۔ وہ جیسے اس کے قریب آئی تو عدنان نے کہا۔
"یو آر ویری پریٹی۔" علیشاہ جانے لگی تو احسن نے آواز دے کر روک لیا اور اپنے پاس بیٹھا لیا۔ احسن، عدنان کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد احسن اٹھ کر چلا گیا۔ اب صرف یہ دونوں ہی موجود تھے۔
"کیسی ہو تم؟" عدنان اس خاموشی کو توڑتے ہوئے بولا۔
"ٹھیک ہوں۔"
"ویسے تم اب چائے اچھی بنانے لگی ہو۔"
"شکریہ۔"
"تمہارا رزلٹ کب تک آ رہا ہے؟"
"چار پانچ مہینے تک لگ جائیں گے۔"
"تو آج کل تم کیا کر رہی ہو؟"
"پھوپھو نے تو بتایا ہی ہوگا۔"
"ہاں بتایا تھا لیکن کیا جاب کرنا ضروری ہے۔"
"جی......؟"
"آئی مین بزی رہنے کے لیے تم کچھ اور بھی کر سکتی تھیں۔"
"آپ کو میرا جاب کرنا پسند نہیں۔"
"نہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔
"اچھی لگی مجھے......" اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی۔ مما نے علیشاہ کو آواز دی۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

"جی مما!"
"بیٹا اب ذرا کھانے کا انتظام بھی کر لو۔" وہ اٹھ کر باہر چلی آئی۔ کچن میں آکر اس نے سکون کا سانس لیا۔
"تھینک گاڈ! مما نے بچا لیا۔ ورنہ پتہ نہیں اور کیا کیا پوچھتے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دوں۔"
"کیا ہو گیا یار! اب وہ اتنا برا بھی نہیں، جتنا تم ڈر رہی ہو۔" آپی بولیں۔
"اچھا یہ بتاؤ کہ کھانے کی کیا پوزیشن ہے؟"
"آپی! کھانا تو ریڈی ہے۔"
"اوکے تو پھر جلدی سے ٹیبل پر لگا دیتے ہیں۔" کچھ دیر میں سب ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔ سوائے علیشاہ کہ اس سے پہلے کہ کوئی اس کا پوچھتا آپی نے رضا کو اشارہ کیا تو وہ اٹھ کر علیشاہ کو لینے چلا آیا۔
"علیشاہ تم تو بڑی چھپی رستم نکلیں لڑکا دیکھ بھی لیا اور پسند بھی کر لیا، مجھے بتایا تک نہیں۔" اچانک رضا کی آواز پر وہ دروازے کی طرف متوجہ ہوئی۔
"ویسے تو بلاوجہ بولتی رہتی ہو اور اب جب کام کی بات تھی تو مجھے بتایا تک نہیں۔"
"ارے رضا! ایسی بات نہیں وہ کل اچانک ہی آپی نے مجھ سے پوچھا تو میں نے......"
"تو تم نے ہاں کر دی۔"
"نہیں، مطلب پتہ نہیں؟"
"علیشاہ! پہلے ڈیسائیڈ کر لو کہ تمہیں کہنا کیا ہے۔"
"رضا! میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا میں کیا کروں۔"
اس کا مطلب تم نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا لیکن باہر تو سب یہی سمجھ رہے ہیں کہ تم نے ہاں کر دی ہے۔"
"واٹ!"
"ہاں اور کیا لیکن میں نے تو ابھی تک عدنان کو دیکھا بھی نہیں۔"
"ڈونٹ بی سلی۔"
"سیریس میں نے واقعی ابھی تک عدنان کو دیکھا بھی نہیں۔"
"مگر تم تو ابھی اس سے مل کر آ رہی ہو اور وہ تو تمہاری طرف ہی متوجہ تھا بلکہ یوں کہو کہ وہ تم میں ہی کھویا ہوا تھا۔"
"اچھا چھوڑو ان باتوں کو باہر سب تمہارا ویٹ کر رہے ہیں۔" ڈنر کے بعد آپی برتن اٹھا کر کچن میں چلی آئیں تو علیشاہ بھی پیچھے پیچھے چلی آئی۔ آپی فریج سے سویٹ ڈش نکالنے لگیں اور علیشاہ برتن سمیٹنے میں لگ گئی۔ علیشاہ کھیر لے کر کمرے میں داخل ہوئی تو سب کے ہنسنے کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔
"ارے آیئے آیئے! فی الحال آپ کی گفتگو نہیں ہو رہی تھی۔" رضا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا کیوں کہ عدنان بھی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تھا جب کہ احسن سامنے دوسرے صوفے پر موجود تھا تو علیشاہ آگے بڑھ کر کھیر سرو کرنے لگی۔ پیالی میں ڈالنے کے بعد سوچنے لگی کہ پہلے کسے دے۔ احسن بھائی بڑے تھے مگر اس وقت گیسٹ عدنان تھا اسی کشمکش میں تھی کہ رضا نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پیالی لے لی۔
"تھینک یو۔" رضا کی اس حرکت پر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تو وہ گھوم کر احسن کے برابر آ بیٹھا۔
"ارے علیشاہ! اب کھڑی ہی رہو گی یا ہمیں بھی سرو کرو گی؟" تانیہ اٹھ کر اس کے پاس چلی آئی۔ پھر سب کو سرو کیا گیا۔

"اوگاڈ! یہ کیا چکر ہے؟" رضا نے ناگواری سے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔
"علیشاہ! یہ کھیر کس نے بنائی ہے؟"
"میں نے، کیوں کیا ہوا؟" علیشاہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔
"علیشاہ! کسی چیز کو دینے سے پہلے کم از کم چیک تو کر لیا کرو کہ اس میں سب ٹھیک ہے کہ نہیں۔"
"ارے بھئی ہوا کیا؟ کیوں ہماری علیشاہ کو پریشان کر رہے ہو۔"
"احسن بھائی! آپ کھا کے دیکھیں آپ کو پتا چل جائے گا۔ علیشاہ نے میٹھے کی بجائے نمکین کھیر بنائی ہے۔"
"کیا! نمکین ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو چینی ڈالی تھی۔"
"تو کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں خود چکھ کر دیکھ لو۔"
"رہنے دیں احسن بھائی ہو سکتا ہے مجھ سے غلطی ہو گئی ہو۔" احسن نے چمچہ اٹھایا ہی تھا کہ علیشاہ نے آگے بڑھ کر روک دیا۔
"اچھا عدنان کیا تم یہ کھیر کھا سکتے ہو؟" رضا نے عدنان کو ٹیپ کرنے کی کوشش کی۔
"میں؟"
"ہاں بھئی تم! آخر آل علیشاہ نے خاص تمہارے لیے ہی تو یہ کھیر بنائی ہے لیکن افسوس میں جلدی کر گیا۔"
"اگر ایسی بات ہے تو میں ضرور کھاؤں گا۔"
"پلیز مت کھائیں۔" علیشاہ نے پہلی بار نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔ اسمارٹ پرسنیلٹی، گندمی رنگت، گہری براؤن آنکھیں اور چہرے پر بھی مسکان لیے وہ علیشاہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔ علیشاہ نے فوراً نظریں جھکا لیں۔ اسے دیکھنے کے بعد اس کی بے چینی کم ہوئی۔
"چیک کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔" یہ کہہ کر عدنان نے جیسے ہی چمچ منہ میں ڈالا علیشاہ نے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔ عدنان نے کھیر کھانے کے بعد رضا کی جانب دیکھا۔ رضا نے مسکرا کر آنکھ ماری۔ احسن نے رضا کی یہ حرکت دیکھ لی۔
"ارے علیشاہ! اب اتنا بھی نمک نہیں ہے۔"
"کیا واقعی! اس میں نمک ہے۔"
"علیشاہ! تم جانتی ہو کہ مما ہائی بلڈ پریشر کی مریض ہیں اگر انہوں نے وہ کھیر کھا لی تو؟" رضا نے اسے مزید ڈرایا تو علیشاہ کے آنسو نکل آئے یہ دیکھ کر رضا نے زوردار قہقہہ لگایا۔
"سوری یار! میں مذاق کر رہا تھا۔"
یہ سن کر علیشاہ کا بس نہیں چل رہا تھا اگر احسن اور عدنان موجود نہ ہوتے تو وہ اس کا گلا دبوچ دیتی وہ اٹھ کر باہر چلی آئی۔
"رضا! کچھ تو شرم کیا کرو رلا دیا نا میری سالی کو۔"
"یار میں تو مذاق کر رہا تھا مجھے کیا پتا تھا کہ یہ رو دے گی۔ میں اسے منا کر لاتا ہوں۔"
"ایک منٹ رضا! تم رکو میں جاتا ہوں۔" عدنان نے اسے روکتے ہوئے کہا اور اٹھ کر باہر چلا آیا۔
"یہ کیا آپ ابھی تک رو رہی ہیں؟" کچن میں آکر علیشاہ کو جب روتے دیکھا تو بولا۔
"تم جانتی ہو کہ رضا کیسا ہے پھر بھی اس کی حرکت پر رو رہی ہو ویسے کھیر بہت اچھی تھی۔" علیشاہ نے اپنے آنسو

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

پوچھتے ہوئے کہا۔
"ایک بات پوچھوں۔"
"ہاں۔"
"اگر کھیر میں واقعی نمک ہوتا تو آپ کھا لیتے؟"
"آف کورس کھا لیتا، آزما کر دیکھ لو۔"
"اچھا تو یہ بات ہے، ایک منٹ۔" علیشاہ نے نمک کا ڈبا اٹھایا اور پاس پڑی کھیر میں انڈیل دیا۔
"لیجیے اب کھا کر دکھائیں۔"
"اوکے۔" عدنان نے چمچا کھیر کی طرف بڑھایا تو علیشاہ نے فوراً ہی اس کا ہاتھ تھام لیا۔
"ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں میں تو مذاق کر رہی تھی۔"
"میں بھی تو مذاق کر رہا تھا۔" یہ سن کر علیشاہ کے چہرے پر مسکان آ گئی۔
"تحریم میرے لیے ایک کپ چائے بنا دو۔" احسن بھائی اچانک ہی اندر آتے ہوئے بولے ان دونوں کو دیکھ کر وہیں رک گئے۔
"او...... میں سمجھا کہ تحریم یہاں ہے۔"
"ارے نہیں احسن بھائی آپ آئیے میں تو علیشاہ سے کہہ رہا تھا کہ کھیر بہت اچھی بنی تھی۔"
"ہاں علیشاہ عدنان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے کھیر واقعی اچھی بنی تھی۔"
"اونہہ احسن بھائی اب بس بھی کریں، اچھا میں آپ کے لیے چائے بناتی ہوں۔"
"مگر یہ تحریم کہاں ہے۔"
"آپی شاید زین کو سلا رہی ہیں۔"
"اچھا تو ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔" علیشاہ نے چائے کا پانی چولہے پر چڑھایا اتنے میں رضا بھی ادھر چلا آیا۔
"علیشاہ! یہاں چائے پلانے کا رواج ہے کہ نہیں۔"
"تمہیں بالکل بھی نہیں۔ تمہیں تو خاص کر نہیں۔"
"لگتا ہے ابھی تک ناراض ہو، او کے بابا آئی ایم سوری اچھا اب جلدی سے چائے پلا دو۔"
"بھول جاؤ کہ میں تمہیں چائے بنا کر دوں گی۔" "ٹھیک ہے تمہاری مرضی میں عدی کا کپ لے لوں گا۔" اس نے عدی کے کپ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو علیشاہ نے اس کے ہاتھ پر چپت لگائی۔
"ایک نمبر کے گھٹیا انسان ہو تم۔"
علیشاہ نے اپنا کپ اس کی طرف بڑھا دیا۔
"رضا کچھ تو شرم کرو واپس کرو اسے چائے۔"
"کیوں بھئی! میں کیوں واپس کروں اگر تمہیں زیادہ شرم آ رہی ہے تو اپنا کپ دے دو ناں۔" عدی نے اپنا کپ علیشاہ کی طرف بڑھایا۔
"رہنے دیں عدی میں اور بنا لوں گی۔" علیشاہ نے اپنے لیے چائے کا پانی پھر چڑھایا۔ علیشاہ نے دودھ واپس فریج میں رکھ دیا تھا اور اب عدی فریج سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ وہ وہیں رک کر سوچنے لگی کہ اب عدی سے کیسے کہے لیکن دودھ تو چاہیے تھا آخر ہمت کر کے بولی۔

"عدی وہ دودھ فریج میں۔"
"او سوری۔" عدی نے جلدی سے سائیڈ پر ہو کر فریج کا دروازہ کھولا۔ علیشاہ ڈبا اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھا ہی رہی تھی کہ عدنان نے فوراً آگے بڑھ کر ڈبا اٹھا لیا۔ اس ایک پل میں نظروں کا ملاپ ہوا۔ رضا جو چائے پینے میں مگن تھا اچانک ہی اس کی نظر ان پر پڑی تو فوراً اسے شرارت سوجھی اور جلدی سے اٹھ کر عدی کے کپ میں مرچوں کا چمچہ بھر کر ڈال دیا اور مکس کرتے ہوئے واپس اپنی جگہ پر آ کر گلا کھنکھارنے لگا۔ تو دونوں اپنے خیالوں سے باہر آئے۔ عدنان نے بے دھیانی میں چائے کا سپ لیا ہی تھا کہ فوراً ہی منہ پر ہاتھ رکھ کر کچن سے باہر کی طرف بھاگا۔ رضا اپنی ہنسی پر کنٹرول نہیں کر پایا اور قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ علیشاہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اچانک ہی عدی کو کیا ہوا ہے مگر جب رضا کو ہنستے دیکھا تو سمجھ گئی کہ ضرور اس نے کوئی حرکت کی ہے۔ علیشاہ نے عدی کے کپ کو منہ لگایا تو فوراً ہی تھوک دیا۔ پھر غصے سے رضا کی جانب بڑھی۔ رضا علیشاہ کو اپنی جانب آتا دیکھ کر فوراً وہاں سے بھاگا۔ علیشاہ اب اسے چھوڑنے والی نہیں تھی اس کے پیچھے بھاگی۔ رضا بھاگتا ہوا جا رہا تھا کہ تحریم سے جا ٹکرایا۔
"ارے بھئی کیا ہو گیا یوں طوفان کی طرح کیوں بھاگے جا رہے ہو۔"
"آپی! اس لیے بھاگ رہا ہوں کہ میرے پیچھے سونامی پڑی ہے۔"
"سونامی؟"
"ہاں وہ دیکھیں آپ کی بہن۔" یہ کہتا ہوا سیدھا بڑوں میں جا بیٹھا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا علیشاہ یہاں نہیں آنے والی۔ علیشاہ آپی کے پاس پہنچی تو آپی نے اسے روک لیا۔
"کیا ہوا علیشاہ۔"
"آپی دیکھیں ناں اس رضا کے بچے نے کیا کیا۔ میں نے عدی کے لیے چائے بنائی تھی اور اس اسٹوپڈ نے اس میں مرچیں ڈال دیں۔"
"اچھا تم رکو میں اس کی خبر لیتی ہوں۔ تم جا کر عدنان کو دیکھو، سنو سویٹ ڈش کھلا دینا اسے۔"
"جی آپی۔" آپی کے ڈانٹنے پر رضا نے عدنان سے سوری کی۔
"اوکے علیشاہ، بیٹا اپنا خیال رکھنا۔" پھوپھو نے علیشاہ کو پیار کرتے ہوئے کہا۔
"چلیں اب کل بھی آئیں اور کتنی بار کہیں گی۔" رضا نے چڑ کر کہا۔
"اوکے بھئی چلو چلو۔" سب سے مل کر وہ گاڑی میں آ کر بیٹھے تھے کہ اچانک عدنان کو کچھ یاد آیا تو فوراً بھاگتا ہوا واپس آیا۔ علیشاہ اور آپی اندر جانے ہی والی تھیں کہ اس نے آواز دے کر علیشاہ کو روک لیا۔ اس کے پاس چلا آیا اور جیب سے گفٹ نکال کر اسے تھمایا۔
"علیشاہ! یہ میں تمہیں خود پہنانا چاہتا تھا مگر بھول گیا۔" وہ گفٹ پکڑا کر واپس چلا گیا۔ گھر پہنچ کر عدنان نے علیشاہ کو کال کی کہ میں تمہیں صبح آفس ڈراپ کر دوں گا اوکے کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

☆......☆

علیشاہ نے آج پرپل اینڈ گرین کلر کے کنٹراس کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ ساتھ ہی میچنگ ایئر رنگ بھی۔ عدی نے جب علیشاہ کو آتے دیکھا تو فرنٹ ڈور کھول دیا۔ علیشاہ اندر آ کر بیٹھ گئی۔ عدی نے دیکھتے ہی اس کی تعریف کی۔
"بہت خوب صورت لگ رہی ہو۔"
"تھینک یو۔"

"بس تم سے ملنے کو جی چاہا تو چلا آیا۔"
"اور رضا کہاں رہ گیا؟"
"دیکھو پگلی میں نے ہی اسے منع کر دیا تھا۔"
"لیکن آپ مجھے بتا تو دیتے۔"
"پر رات کو بتا تو دیا تھا۔"
"واٹ؟"
"ہاں بھئی تم ہی نے تو فون اٹھایا تھا۔"
"اوہ وہ آپی نے آپ سے بات کی ہوگی۔"
"واٹ اوہ آپی تھیں۔"
"ہاں۔"
"او شٹ، کیوں کیا ہوا؟"
"آپ نے کچھ ایسا ویسا تو نہیں کہہ دیا۔"
"ارے نہیں میں نے تو صرف آنے کی اجازت مانگی تھی۔ ویسے مجھے ڈاؤٹ ہوا تھا کہ تم ایک ہی پل میں کیسے مان گئیں۔ پھر سوچا چلو اچھا ہے تم لڑکیوں کی طرح زیادہ نخرے نہیں دکھاتیں۔"
"ایکسیوزمی، اب میں اتنی بھی سیدھی نہیں ہوں کہ آپ ایک بار کہیں اور میں مان جاؤں نخرے تو میں ضرور دکھاؤں گی۔"
"اوہ تو یہ بات ہے۔"
"جی جناب اور ہاں آئندہ آپ کو فون کرنا ہو تو میرے موبائل پر کیجیے گا۔"
"لیکن میرے پاس تمہارا نمبر نہیں۔"
"او گاڈ! میں تو اپنا سیل گھر پر بھول آئی ہوں۔"
"تو واپس چلتے ہیں۔"
"نہیں رہنے دیں اب اتنی دور آ گئے ہیں اور ویسے بھی آگے پانچ منٹ کا راستہ ہے۔"
"ایز یو وش۔"
"ویسے علیشاہ تمہیں رنگ پسند آئی۔"
"رنگ...... وہ تو میں نے پہنی ہی نہیں۔"
"واٹ؟ پر کیوں؟"
"وہ آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپ پہنانا چاہتے تھے اس لیے۔"
"ارے ہاں میں نے کہا تھا لیکن یہ بھی تو کہا تھا کہ میں بھول گیا تھا۔ پر تم تو پہن لیتیں، چلو واپس جا کر رنگ لے آتے ہیں۔"
"واپس؟"
"ہاں۔"
"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں گھر جا کر پہن لوں گی۔"

"نہیں تم ابھی پہنو گی۔"
"لیکن آفس سے دیر ہو جائے گی۔"
"کوئی بات نہیں اگر تمہارے باس نے کچھ کہا ناں تو میں خود اس سے بات کر لوں گا۔"
"پر میں گھر جا کر سب کو کیا کہوں گی۔"
"کچھ بھی، بس تم جاؤ اور رنگ لے کر آؤ۔" عدنان بضد تھا اس نے واپسی کے لیے گاڑی موڑ دی تو علیشاہ بھی چپ ہو کر بیٹھ گئی گھر پہنچ کر گاڑی سے اتری اور اندر جا کر رنگ لے آئی اور ساتھ اپنا موبائل بھی۔
"یہ لیجیے اپنی رنگ آپ بھی ناں حد کرتے ہیں۔"
"علیشاہ! میں چاہتا تھا کہ تم جب گھر سے باہر نکلو تو میری بن کر۔"
"او کے لیجیے پہنا دیں۔" علیشاہ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو عدنان نے اسے رنگ پہنا دی۔
"تھینک یو...... اب چلیں۔" تھوڑی ہی دیر میں دونوں آفس پہنچ گئے۔ علیشاہ دل ہی دل میں دعائیں کیے جا رہی تھی کہ سر ابھی تک نہ آئے ہوں۔ علیشاہ نے دیکھا تو پارکنگ ایریا میں اسفند کی گاڑی موجود نہیں تھی۔ اس نے سکون کا سانس لیا۔
"او کے عدنان بائے۔"
"ارے سنو! میں لینے کب آؤں؟"
"کیا آپ لینے بھی آئیں گے؟"
"کیوں نہیں آؤں کیا؟"
"نہیں ایسی بات نہیں میں رضا کے ساتھ آ جاؤں گی۔"
"بھئی رضا نے بہت خدمت کر لی۔ اب ذرا ہمیں بھی موقع دو۔"
"پر آپ......"
"نہیں مجھے کوئی پرابلم نہیں، تم ٹائم بتا دو۔"
"جی چھ بجے۔"
"او کے بائے۔" عدنان چلا گیا تو وہ اندر چلی آئی۔ اندر آئی تو رضا اس کا منتظر تھا۔
"ارے علیشاہ! کہاں رہ گئی تھیں تم؟"
"وہ میں......؟"
"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ کہ سر کب تک آئیں گے۔"
"ہو سکتا ہے سر آج بھی نہ آئیں۔"
"آج بھی مطلب؟ سر کل نہیں آئے تھے؟"
"ارے میں تو تمہیں بتانا ہی بھول گیا کہ کل میرے ساتھ کیا ہوا۔"
"کیا ہوا؟"
"بتاتا ہوں پہلے بیٹھ تو جاؤ۔" علیشاہ کو پکڑ کر اپنی کرسی پر بٹھا دیا اور خود اس کے سامنے ٹیبل پر بیٹھ گیا۔
"میں تمہیں شروع سے بتاتا ہوں۔ کل جب گیارہ بجے تک سر نہیں آئے تو میں اینا سے پوچھنے کے لیے اپنے کیبن سے نکلا ہی تھا کہ کسی لڑکی سے جا ٹکرایا۔ اس کے ہاتھ میں موجود فائلز نیچے گر گئیں۔ اس سے پہلے میں اس

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

سے سوری کرتا وہ بولی۔ ''آپ اندھے ہو دیکھ کر نہیں چل سکتے۔'' پھر جیسے ہی اس نے میری طرف دیکھا۔ او گاڈ! کیا بتاؤں تمہیں شی از سو بیوٹی فل، اسٹیپ کٹنگ بال شانوں پر بکھیرے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں ایسی چمک کہ سورج کی کرنیں بھی مدھم لگنے لگیں۔ ہونٹوں پر پنک شیڈ کی لپ اسٹک، وہ کسی پری رخ سے تشبیہ دے رہی تھی۔

''رضا لگتا ہے کہ تم گئے کام سے۔''

''کہاں یار۔'' رضا نے تحمل سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''جانتی ہو وہ لڑکی کون ہے؟''

''کون؟''

''اس آفس کی دوسری ہیڈ یعنی ہماری دوسری باس، ثانیہ میڈم!''

علیشاہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

''ہاں یار!'' وہ سنجیدگی سے بولا۔

''ایک بری خبر بھی ہے۔''

''کیا؟''

''کل میں نے جو چیک پاس کیا تھا وہ واپس آ گیا کیوں کہ اس پر اسفند سر کے سائن نہیں تھے اور یہ ٹریجڈی ثانیہ میڈم کے ساتھ ہوئی۔''

''پھر کیا ہوا؟''

''ہونا کیا تھا انہوں نے پہلے میری کلاس اور پھر سزا کے طور پر میری سیلری ہاف کر دی۔''

''یہ تو بہت برا ہوا۔''

''سر نے آپ کو اپنے کیبن میں بلایا ہے۔'' پیون نے آ کر رضا کو اطلاع دی۔

''سر آ گئے ہیں؟''

''جی اور میڈم بھی۔''

''او کے میں آتا ہوں۔ پتہ نہیں اب سر نے کیوں بلایا ہے۔''

''مسٹر شیرازی! آئندہ مجھے آپ کی شکایت ملی تو یو آر ڈس مس۔''

''سوری سر! میں آئندہ خیال رکھوں گا۔''

''ٹھیک ہے آپ جائیے۔''

''سر وہ میری سیلری۔''

''ڈونٹ وری، آپ کی پہلی مسٹیک تھی اس لیے معاف کر رہا ہوں آپ کو آپ کی پوری سیلری ملے گی۔''

''او تھینک یو سر۔''

''آپ جا سکتے ہیں۔''

''لیکن اسفند؟'' ثانیہ نے اسفند کو ٹوکنا چاہا۔ اسفند نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ رضا کے جانے کے بعد کہا۔

''آئی نو ثانیہ اس کی غلطی چھوٹی نہیں تھی مگر اس کا ذمے دار تو میں ہی ہوں، مجھے سائن دونوں طرف سے دیکھ

لینے چاہیے تھے سو اٹس او کے۔ تم یہ بتاؤ کہ انکل آنٹی کیسے ہیں۔''

''فائن۔''

''اور کل تمہارا دن کیسا گزرا؟''

''بس ٹھیک ہی تھا۔''

''اسفند! تم نے کہا تھا کہ تمہاری دوسری سیکریٹری بھی ہے مگر وہ تو مجھے کل نظر ہی نہیں آئی۔''

''او ٹھیک یاد دلایا تم نے؟ اچھا ذرا علیشاہ کو اندر بھیج دیں۔'' اس نے انٹر کام پر اپنا کو میسج پہنچایا۔ کچھ ہی دیر میں علیشاہ دروازے پر موجود تھی۔ ناک کر کے اجازت لی اور اندر چلی آئی۔

''سر! آپ نے مجھے بلایا؟''

''یس مس علیشاہ!'' اسفند چیئر سے ٹیک لگا کر بولا۔

''کل آپ کہاں تھیں؟''

''سر وہ میں نے آپ کو لیف لکھی تھی۔''

''مجھے؟'' اسفند حیران ہو کر بولا۔

''جی سر!''

''کب؟''

''سر میں نے کل آپ کو ای میل کی تھی۔'' وہ فوراً بولی۔

''ای میل؟ ویری گڈ مس علیشاہ آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں یہاں آپ کی میلز پڑھنے کے لیے فارغ بیٹھا ہوں۔''

''سر مجھے لگا آپ چیک کر لیں گے۔''

''دیکھیں آپ آفس میں کام کرتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر آپ کو چھٹی چاہیے تو لیف ایک دن پہلے دی جاتی ہے۔ تاکہ آپ کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے کو اپائنٹ کیا جا سکے۔ وہ تو شکر ہے اپنا پہلے سے موجود ہے ورنہ اگر آپ کے بھروسے آفس چھوڑ دیں تو اگلے روز ہی بند ہو جائے گا۔''

''اٹس او کے اسفند!'' ثانیہ کو لگا وہ کچھ زیادہ ہی اسے ڈانٹ رہا ہے تو ٹوک کر کہا۔ علیشاہ بھی کافی انسلٹ فیل کر رہی تھی۔ اسفند نے جب یہ محسوس کیا تو کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔

''آپ جا سکتی ہیں۔'' علیشاہ غصے سے باہر چلی آئی۔

''ایڈیٹ سر نے جان بوجھ کر اس لڑکی کے سامنے مجھے اتنی سنائیں ایک چھٹی کیا کی رعب دکھانے لگے۔ عدنان ٹھیک کہتے ہیں مجھے آفس جوائن کرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ خوامخواہ اتنی انسلٹ برداشت کی۔''

''اسفند! تم جانتے ہو یہ میٹنگ کتنی ضروری ہے۔''

''آئی نو ثانیہ! لیکن میں کیا کروں میں چاہ کر بھی ٹائم نہیں نکال پاؤں گا۔ میٹنگ یہاں ہوتی تو میں کچھ کر لیتا مگر اسلام آباد جانا میرے لیے امپاسبل ہے۔''

''اس کا مطلب تم مجھے اکیلے بھیجنا چاہتے ہو لیکن اسفند میں اکیلے کیسے جاؤں گی۔ پاپا بھی یہاں نہیں۔''

''ڈونٹ وری میں نے اس کا بھی انتظام کر لیا ہے۔''

''مطلب کہ تم نے پہلے سے سوچ رکھا تھا کہ تم نہیں جاؤ گے ہے ناں؟'' وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

''یہی سمجھ لو۔'' وہ نظریں پھیر کر بولا۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

"او کے تو کے بیج رہے ہو میرے ساتھ۔"
"ایک منٹ ابھی بتاتا ہوں۔" اس نے انٹر کام سے رضا کو کال کی۔
"رضا میرے کیبن میں آئیں۔"
"رضا..... کون رضا! کہیں وہ ہی تو نہیں جو ابھی یہاں آیا تھا۔"
"ہاں وہی۔"
"تو دیکھو اسفند میں اس کے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گی۔"
"تانیہ وہ تمہاری ہیلپ کرے گا۔"
"جو اپنی ذمے داری نہیں سنبھال سکتا وہ میری ہیلپ کیا کرے گا۔"
"دیکھو تانیہ! تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے ناں تو جو میں کہہ رہا ہوں اسے مان لو۔"
"مے آئی کم ان سر؟" رضا نے دروازے پر ناک کرتے ہوئے پوچھا۔
"سر! آپ نے بلایا۔"
"مسٹر رضا! آپ کے لیے ایک گریٹ اپر چونٹی ہے۔"
"واٹ سر؟"
"یہ سمجھیں آپ کو چانس مل رہا ہے اپنی صلاحیت پروف کرنے کا۔"
"سر! میں سمجھا نہیں۔"
"پہلے مجھے بات کمپلیٹ تو کر لینے دیں۔"
"سوری سر!"
"آج ہماری بہت امپورٹنٹ میٹنگ ہے اسلام آباد میں، اس میٹنگ کے لیے مجھے جانا تھا لیکن میرے پاس ٹائم نہیں۔ اس لیے اب آپ جا رہے ہیں۔"
"واٹ..... سر میں؟"
"جی ہاں اینی پرابلم۔"
"نو سر۔"
"سر! کب جانا ہے؟"
"ٹائم کیا ہوا ہے۔"
"سر! گیارہ بج رہے ہیں۔"
"تو دو بجے آپ کی فلائیٹ ہے۔ جائیے اور گھر جا کر ضروری چیزیں لے آئیں۔"
رضا خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ باہر آ کر سیدھا علیشاہ کے کیبن میں چلا آیا۔
"علیشاہ! آئی ایم سو ہیپی۔"
"کیوں کیا ہوا؟" وہ جو کام میں مصروف تھی فائل بند کر کے اس کی جانب متوجہ ہوئی۔
"علیشاہ! اسفند سر کتنے اچھے ہیں۔" علیشاہ کو سن کر کھانسی کا دورہ پڑا۔ رضا نے جلدی سے ٹیبل سے گلاس اٹھا کر اس کے آگے بڑھایا۔ علیشاہ نے پانی کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔
"کیوں بھئی خیریت ہے تمہارے منہ سے آج اسفند سر کے لیے پھول کیوں جھڑ رہے ہیں۔"

"یو نو واٹ سر نے مجھے کیوں بلایا تھا۔"
"کیوں؟"
"میں اور تانیہ میڈم اسلام آباد جا رہے ہیں۔"
"واٹ؟ لیکن کیوں؟"
"ہے کوئی میٹنگ اور ہم لوگ ایک ہفتے کے لیے جا رہے ہیں۔ ایم شیور یہ آئیڈیا تانیہ میڈم کا ہوگا۔"
"ڈیئر رضا! تم کچھ زیادہ ہی خوش فہمیاں پال رہے ہو، تمہیں کیا لگتا ہے پورے جہاں میں ایک تم ہی ہو جن کے ساتھ وہ فلرٹ کرے گی۔"
"یار فلرٹ نہ سہی پر دوستی تو کر سکتی ہیں۔"
"دوستی اور وہ بھی تم سے، زیادہ اونچے خواب مت دیکھو۔ دوستی تو دور کی بات وہ تم سے ڈھنگ سے بات بھی نہیں کرے گی۔"
"میں تو اس سے دوستی کر کے ہی رہوں گا چاہے تم بیٹ لگا لو۔"
"او کے آل دا بیسٹ۔" رضا نے ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ اس سے ہاتھ ملاتی ہوئی بولی۔
"یار! تم نے مجھے باتوں میں لگا دیا او کے بائے میں چلتا ہوں۔" گھر جا کر وہ ضروری سامان لے آیا آفس پہنچا تو تانیہ آل ریڈی گاڑی میں بیٹھی اس کا ویٹ کر رہی تھی۔ بیگ سنبھالتے ہوئے اس کے قریب پہنچا۔
"ہیلو..... آپ؟" تانیہ نے نظر اٹھا کر پہلے اسے اور پھر اس کے بیگ کو دیکھا۔
"مسٹر رضا! ہم ایک ہفتے کے لیے جا رہے ہیں ایک مہینے کے لیے نہیں۔"
"آئی نو میڈم! لیکن پورے ہفتے ایک ڈریس تو پہنا نہیں جا سکتا۔" شرمندہ ہونے کے بجائے وہ عقل مندی دکھاتے ہوئے بولا اور بیگ اٹھا کر گاڑی میں رکھ دیا۔ تانیہ نے ناگواری سے اسے گھورا۔ کیوں کہ وہ اس کے برابر آ کر بیٹھ گیا تھا۔
"چلو ڈرائیو۔" اس کے اندر بیٹھتے ہی تانیہ نے کہا تو وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے نکل پڑا۔

☆.....☆

علیشاہ چھٹی کے بعد باہر آئی دیکھا تو ھدی کی گاڑی پہلے سے موجود تھی۔
"ہیلو ھدی!" گاڑی میں بیٹھتے ہی بولی۔
"ہیلو سالی صاحبہ!" "احسن بھائی آپ یہاں،" پلٹ کر احسن کو دیکھا تو چونک گئی۔
"جی ہاں یہاں، بھئی جب تمہارے پاس ہمارے لیے وقت نہیں تو ہم نے سوچا ہم ہی تمہیں گھما لائیں۔" تحریم نے کہا۔
"کیا گھومنے واؤ۔" خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے بولی۔
"ہاں بھئی، لیکن ممی نہیں آئیں۔"
"وہ بیچی بابا کو آفس میں کام تھا اس لیے وہ لیٹ آئیں گی۔"
"لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں۔"
"جہاں ہماری علیشاہ کہے گی۔" احسن نے کہا۔ علیشاہ فوراً بولی۔
"سی ویو چلیں۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

''کیا سی ویو اور وہ بھی اس وقت کہیں اور نہیں چل سکتے۔''

''عدنان صاحب آپ تو ابھی سے ہماری بہن کی فرمائش پوری نہیں کر رہے تو آگے جا کر کیا کریں گے۔''

''ارے نہیں آپی! میں تو اس لیے کہہ رہا تھا، جاتے جاتے سورج ڈوب جائے گا۔ اندھیرے میں بھلا کیا مزہ آئے گا؟ میں تو چاند پر بھی اسے لے جاؤں اگر یہ کہے تو۔'' عدی اچانک رومینٹک ہو کر بولا تو احسن کھانستے ہوئے کہنے لگا۔

''ارے یار! فی الحال تم ہمیں سی ویو ہی لے جاؤ۔'' احسن کی بات پر سب نے قہقہہ لگایا تو علیشاہ بھی مسکرانے لگی۔ اگلے کچھ ہی لمحوں میں وہ سمندر کی لہروں کا مزہ لے رہے تھے۔ کافی وقت گزرنے کے بعد وہ گھر لوٹ آئے۔ زین تو رستے میں ہی سو گیا تھا۔ علیشاہ کو بھی کافی تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی اس لیے آ کر چینج کیا اور سو گئی۔

☆......☆

''علیشاہ بیٹا اب رضا تو ہے نہیں اس لیے میں نے عدنان کو کہا ہے وہ تمہیں لینے اور چھوڑنے آ جائے گا۔'' بریک فاسٹ پر ممانے علیشاہ سے کہا۔

''مما! اس کی کیا ضرورت تھی میں خود آ جاتی۔''

''بیٹا تحریم نے کہا تو میں نے ہاں کر دی۔ اب تم جلدی کرو وہ آتا ہی ہوگا۔''

''ٹھیک ہے مما! جیسے آپ کی مرضی۔'' علیشاہ ہینڈ بیگ اور موبائل لے باہر آئی تو دیکھا ڈرائیور گاڑی کے ساتھ کھڑا تھا۔

''یہ تو اسفند سر کا ڈرائیور ہے مگر یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔'' یہ سوچتی ہوئی وہ اس کے پاس چلی آئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتی وہ کہنے لگا۔

''میڈم سر نے مجھے آپ کو لینے کے لیے بھیجا ہے۔''

''اچھا آپ جائیں میں خود آ جاؤں گی۔''

''مگر سر نے کہا ہے کہ آپ کو ساتھ لے کر آؤں۔''

''دیکھیے میرے پاس گاڑی ہے میں آ جاؤں گی۔''

''لیکن سر نے کہا ہے کہ آپ کو ساتھ لے کر ہی آؤں۔'' اس کے بار بار منع کرنے پر بھی وہ مصر تھا تو وہ چڑ کر بولی۔ ''میں نے آپ سے کہہ دیا ناں آپ جائیں میں آتی ہوں۔''

''لیکن میم......'' اسی وقت عدنان کی گاڑی اندر ٹرن ہوئی تو وہ پھر سے اس سے مخاطب ہو کر بولی۔

''دیکھیں میں ان کے ساتھ آ رہی ہوں آپ گاڑی واپس لے جائیں۔'' وہ دو ٹوک لہجے میں بات کر کے عدی کی گاڑی کی طرف بڑھ گئی تو وہ گاڑی واپس لے کر چلا گیا۔

''کیا ہوا علیشاہ کون تھا یہ؟''

''کچھ نہیں وہ سر نے گاڑی بھیجی تھی لیکن میں نے منع کر دیا۔'' عدنان نے گاڑی کی اسپیڈ فل چھوڑ دی اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا۔ علیشاہ بھی خاموش بیٹھی تھی۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ کہنے لگا۔

''آج آفس کے بعد تمہارا کیا پروگرام ہے؟''

''جی گھر ہی جاؤں گی۔''

''وہ تو جاؤ گی مگر میں سوچ رہا تھا کیوں نہ ہم کہیں ڈنر کرنے چلیں۔''

''کیا؟ لیکن کل ہی تو ہم گئے تھے۔''

''ہاں! مگر کل سب ساتھ تھے اس لیے ٹھیک سے بات نہیں ہوئی۔ اگر آج تم اپنا تھوڑا سا وقت مجھے دے دو تو۔'' وہ علیشاہ کی جانب دیکھنے لگا تو وہ الجھی سی بولی۔

''مشکل ہے عدی! پہلے تو مما اجازت نہیں دیں گی اور پھر یہ کہ آفس سے نکلنا مشکل ہے۔''

''تم ممانی کی فکر مت کرو، ان سے میں بات کر لوں گا بس تم آفس سے جلدی نکل آنا۔'' عدی نے اتنے پرامید لہجے میں کہا کہ علیشاہ کو ہاں کرنی پڑی۔ آفس پہنچی تو اسفند کی گاڑی موجود تھی۔ اس نے جلدی سے گھڑی پر نگاہ ڈالی پانچ منٹ باقی تھے نو بجنے میں۔

''تھینکس گاڈ!'' سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اوکے عدی تھینک یو۔''

''مائی پلیژر۔'' وہ گاڑی سے اتر کر جلدی سے اندر کی طرف چل دی۔ اچانک عدی نے آواز دے کر روکا وہ آگے جا چکی تھی اس لیے اس کی آواز نہ سن سکی تو خود ہی گاڑی سے باہر نکل آیا۔ ذرا اونچی آواز میں علیشاہ کو پکارا۔

''علیشاہ تمہارا موبائل۔'' علیشاہ کے کانوں میں اس کی آواز گئی تو فوراً پلٹ کر اس کی طرف آئی۔ عدی کی آواز پر اسفند بھی اٹھ کر کھڑکی پر چلا آیا تھا۔ علیشاہ نے موبائل کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تو عدی نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ وہ نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھنے لگی۔ علیشاہ نے دوسرے ہاتھ سے جلدی سے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹنا چاہا لیکن اس نے ہاتھ اوپر ہوا میں کر دیا۔

''عدی پلیز دیجیے ناں۔''

''لے لو میں نے کہاں منع کیا ہے۔''

''آپ ایسے نہیں دینے والے۔''

''اوہوں۔'' اس نے نفی میں سر ہلایا۔ علیشاہ نے جمپ لگائی مگر سنبھل نہیں پائی اور اگلے ہی پل عدی کے سینے سے جا ٹکرائی۔ اس ایک پل میں علیشاہ کی نظریں عدی کی گرفت میں آ گئیں۔ اوپر اسفند جو یہ سب دیکھ رہا تھا فوراً سے وہاں سے ہٹ گیا۔ علیشاہ اب سنبھل چکی تھی۔ عدی نے بھی مزید اسے تنگ نہ کرتے ہوئے اسے موبائل دے دیا۔

''کون ہے یہ جو علیشاہ کو چھوڑنے آیا ہے؟'' وہ سوال دل میں لیے کرسی پر واپس آ بیٹھا۔ اسی لمحے اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔

''ہیلو تانیہ! بولو کیا رزلٹ رہا میٹنگ کا؟''

''تمہیں کیا لگتا ہے۔''

''میرے خیال میں میٹنگ کامیاب رہی۔''

''یس یو آر رائٹ میٹنگ از سکسیس فل۔''

''تانیہ!! از گریٹ نیوز، اوکے تو اب جلدی سے واپس آ جاؤ۔''

''ہاں ایک دو دن میں آ رہے ہیں۔''

''اوکے سی یو سون۔''

''اب پتہ نہیں کل کی پریزنٹیشن کا کیا رزلٹ نکلتا ہے۔'' اب اسے اگلی کام ربی کی فکر لگ گئی تھی۔ کیوں کہ بار

READINGCORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

اسے گوارا نہیں تھی۔ اسفند نے انیتا کو اپنے کیبن میں بلایا۔
"انیتا! کل کی ساری تیاری کمپلیٹ ہے؟"
"جی سر! اس کام میں علیشاہ نے میری کافی ہیلپ کی ہے۔ کافی اچھی طرح سمجھ گئی ہے وہ اس کام کو۔"
"وہ سب ٹھیک ہے فی الحال میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔" اسفی اس کی بات کاٹ کر بولا۔
"کل مجھے ہر حال میں پریزنٹیشن تیار چاہیے۔"
"جی سر!"
"آپ نہیں جانتیں یہ میٹنگ میرے لیے کتنی ضروری ہے۔"
"ڈونٹ وری سر! سب اچھے سے ہو جائے گا۔" انیتا کے جانے کے بعد اس کی نظر سامنے کام کرتی علیشاہ پر گئی جو کافی اسپیڈ سے فائل کا ریٹن باندھ رہی تھی۔ علیشاہ اپنے کیبن سے نکل کر انیتا کے پاس آئی اور فائل دے کر جلدی سے واپسی کے لیے مڑی تو انیتا نے آواز دے کر روک لیا۔
"کیا بات ہے علیشاہ آج تم جلدی جلدی اپنا کام ختم کر رہی ہو۔ سب خیریت تو ہے ناں؟" تو علیشاہ ہنس کر بولی۔ "ہاں سب ٹھیک ہے انجلی میں عدنان کے ساتھ ڈنر پر جا رہی ہوں۔"
"اوہ تو یہ بات ہے۔"
"وہی عدنان جو تمہارا فیانسی ہے ناں؟" انیتا نے شرارت سے پوچھا۔ علیشاہ نے اس بات پر سر ہلایا۔
"بھئی پھر ہمیں بھی ملاؤ ان سے۔"
"کیوں نہیں۔ آج ہی مل لینا۔"
"او کے تو ہمیں شدت سے انتظار رہے گا چھ بجے کا۔"
"چھ نہیں چار۔"
"کیا چار۔"
"جی ہاں۔"
"لیکن سر اجازت نہیں دیں گے۔"
"شاید دے دیں۔" وہ پرامید لہجے میں بولی۔
"وش یو آل دا بیسٹ۔"
"تھینک یو۔" جب علیشاہ واپس اپنے کیبن میں آ گئی تو اسفند نے انیتا کو کال کر کے اپنے کیبن میں بلایا۔
"یس سر!"
"یہ علیشاہ آپ سے کیا باتیں کر رہی تھیں۔" وہ بتانا نہیں چاہتی تھی لیکن اسفند کو جانے بغیر قرار کہاں آنا تھا۔ اس لیے کہنے لگا۔
"آپ اتنی دیر سے باتیں کر رہی تھیں کچھ تو کہا ہوگا انہوں نے۔"
"سر! وہ انجلی اس نے اپنے کزن کے ساتھ ڈنر کا پروگرام بنایا ہے۔ بس اس بارے میں بات کر رہی تھی۔"
"او مجھے لگا شاید آپ آفس ورک کے بارے میں ڈسکس کر رہی ہیں۔ ویل تھینک یو آپ جا سکتی ہیں۔"
(باقی آئندہ ماہ)

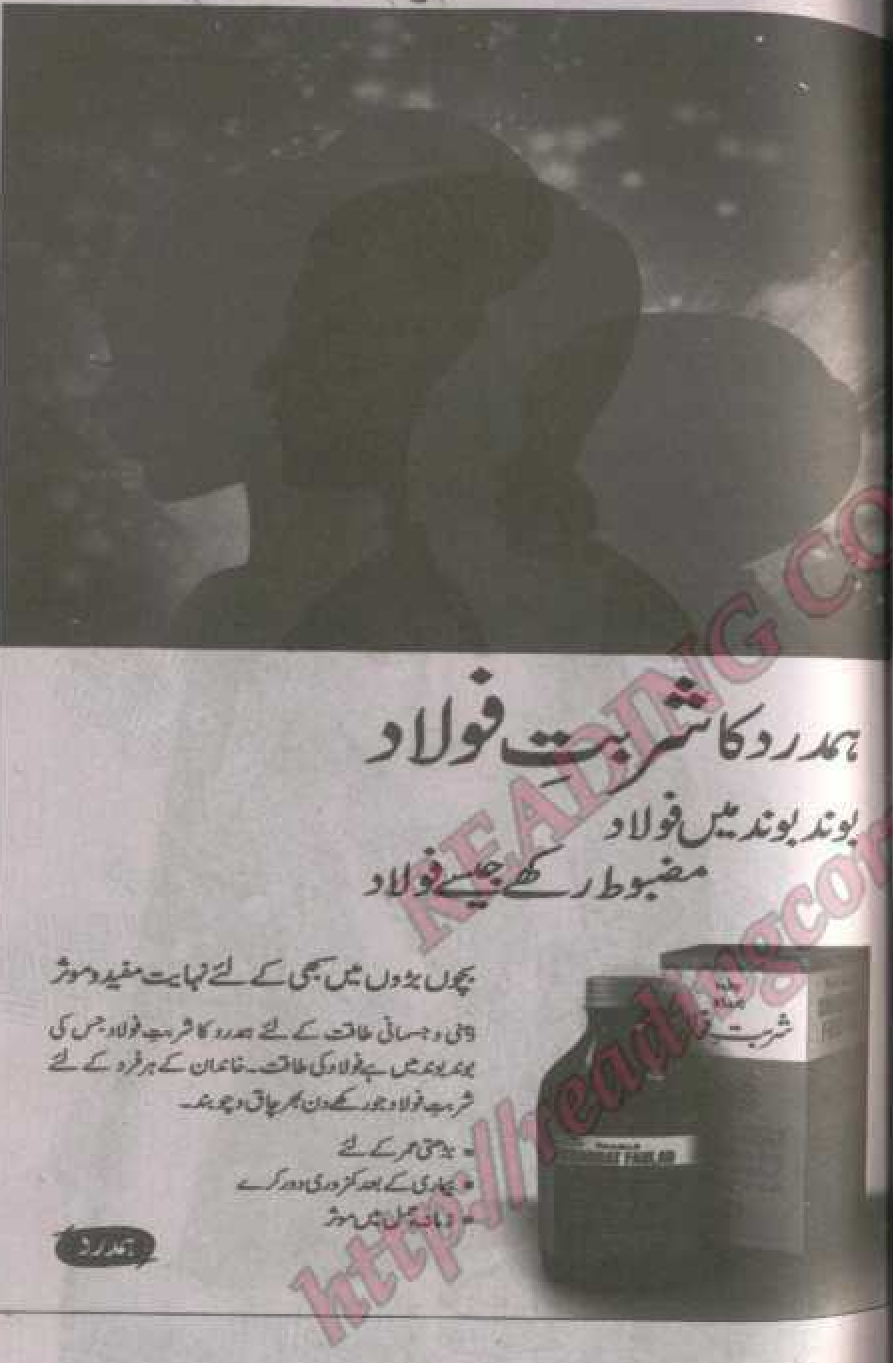

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

طاہرہ حسن

مکمل ناول

(دوسرا حصہ)

تمہیں چاہیں محبت سے

اس کے جانے کے بعد اس نے علیشاء کو دیکھا وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی شاید وہ عدنان ہی تھا اس نے اپنے کیبن میں بلایا علیشاء نے ایمرجنسی میں عدی کو بائے کہا اور اسفند کے کیبن میں چلی آئی۔

"جی سر!"

"علیشاء آپ کو اس آفس کو جوائن کیے ایک مہینے سے اوپر ہو گیا ہے تو کیوں ناں آج آپ کی پروگریس چیک کی جائے۔"

علیشاء اس قدر چونکی تھی جیسے کوئی انوکھی بات سن لی ہو۔

"جی ہاں آفٹر آل مجھے بھی تو پتہ ہونا چاہیے کہ کون سب سے گڈ ورک کر رہا ہے اس سے آپ کی پروموشن کرنے میں آسانی رہتی ہے جائیے اور جا کر ساری فائلیں لے کر آئیے۔" تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد علیشاء واپس آئی۔

"مس علیشاء کیا میں نے آپ کو پروجیکٹ تیار کر کے لانے کو کہا تھا جو آپ اتنی دیر بعد واپس آئی ہیں۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

"سر وہ فائلز۔۔۔"

"رہنے دیں ایکسکیوز بعد میں دیکھیے گا اور دکھائیں مجھے یہ فائلز۔" علیشاہ نے ہاتھ میں پکڑی تمام فائلز اس کی ٹیبل پر رکھ دیں اسفند کافی دلچسپی سے فائل کے ایک ایک پیج کو پڑھنے لگا علیشاہ بار بار گھڑی پر نگاہ ڈال رہی تھی اسفند پندرہ منٹ لگا کر ایک فائل پڑھ رہا تھا علیشاہ بے زاری سے ادھر ادھر دیکھنے لگی کھڑے کھڑے وہ تھک گئی تھی اسفند نے جب یہ نوٹ کیا تو اسے بیٹھنے کو کہا تو وہ فوراً بیٹھ گئی آخر چار بج گئے اور پھر پانچ بھی علیشاہ غصے سے اسفند کو دیکھنے لگی اچانک اس کا سیل رنگ ہوا فون عدی کا ہی تھا اس لیے فوراً ریسیو کرتی ہوئی سائڈ پر چلی آئی ہے۔

"کمال کرتی ہو علیشاہ! میں کب سے کھڑا ہوا تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم ہو کہ تمہارا کوئی اتا پتہ ہی نہیں۔"

"آئی ایم سوری عدی! وہ کچھ ضروری کام آ گیا تھا اس لیے فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

"لیکن علیشاہ!"

"پلیز عدی! ہم بعد میں بات کرتے ہیں۔" اسفند نے جب عدی کا نام سنا تو نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو عدنان سے باتیں کرنے میں مگن تھی اور پھر سوری کہہ کر فون بند کر دیا جیسے ہی مڑی اسفند نے اس کے مڑنے سے پہلے ہی فائل میں ایسا کھویا دکھائی دیا جیسے اس نے ان کی باتیں سنی ہی نہ ہو علیشاہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی علیشاہ یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ نجانے اب عدنان کیسا ری ایکٹ کرے گا آفس ٹائم اوور ہوتے ہی باہر آئی دیکھا تو عدنان موجود نہیں تھا کچھ دیر میں اسفند بھی چلا آیا۔

"کیا ہوا علیشاہ آپ ابھی تک کھڑی ہیں۔" اسفند نے جب اتنی دیر علیشاہ کو کھڑے دیکھا تو پوچھ بیٹھا۔

"سر وہ میں اپنے کزن کا ویٹ کر رہی ہوں۔" علیشاہ نے سرسری سی نگاہ ڈال کر جواب دیا۔

"وہ ابھی آتے ہی ہوں گے۔" اسفند اسے یوں اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا تبھی بولا۔

"دیکھیں علیشاہ ابھی کچھ دیر میں آفس بند ہو جائے گا آپ کب تک اس طرح کھڑی رہیں گی میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔" اسفند یہ کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا اور گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر علیشاہ کا منتظر رہا اسفند نے ہارن دے کر اس کی محویت کو توڑا تو وہ چلتی ہوئی گاڑی کے قریب آئی۔

"سر میں خود چلی جاؤں گی۔"

"مس علیشاہ! اگر انہیں آنا ہوتا تو اب تک آ چکے ہوتے پھر بھی اگر تمہیں انتظار کرنا ہے تو ایز یو وش۔" اسفند نے روڈ لہجے میں کہا تو وہ آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"اوکے چلیں۔" علیشاہ کو لگا اب زیادہ عدی کا انتظار کرنا بیکار ہے اس لیے گاڑی میں آ بیٹھی۔

اسفند گاڑی اسٹارٹ کر کے نکلنے ہی والا تھا عدنان کی گاڑی گیٹ سے ٹرن ہوتی دکھائی دی اس سے پہلے کہ علیشاہ کی نظریں اس پر پڑتیں اس نے جلدی سے گاڑی دوسرے گیٹ کی طرف موڑی۔

"سر آپ گاڑی اس گیٹ سے کیوں نکال رہے ہیں مین سے کیوں نہیں؟" علیشاہ نے جب دیکھا تو پوچھ بیٹھی۔

"وہ یہاں سے کلوز تھا تو میں نے سوچا یہیں سے نکال لوں کیوں کوئی پرابلم ہے؟"

"نو سر اِٹس اوکے۔" اسفند نارمل انداز میں بات چھپا گیا تو علیشاہ مزید کچھ نہ بولی عدنان گاڑی سے اتر کر علیشاہ کو ادھر ادھر ڈھونڈنے لگا۔

"سر آپ کسی کو ڈھونڈ رہے ہیں؟" واچ مین اس کو دیکھ کر اس کے پاس چلا آیا۔

"جی ہاں وہ یہاں مس علیشاہ ہوں گی؟"

"جی سب تو چلے گئے۔"

"لیکن علیشاہ میڈم تو ہوں گی آپ ذرا دیکھیں۔"

"ارے صاحب میں کہہ تو رہا ہوں اب یہاں کوئی نہیں ہے سوائے میرے ہاں ایک لڑکی تھی جو یہاں کھڑی تھی لیکن وہ بھی ہمارے صاحب کے ساتھ چلی گئی۔"

"آپ کے سر کے ساتھ؟"

"کیا وہ مس علیشاہ تھیں۔"

"صاحب نام تو مجھے نہیں معلوم۔" اس نے سوچ کر جواب دیا یہ سن کر عدی کے چہرے کے رنگ ہی بدل گئے اور غصے سے گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

"علیشاہ آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کو کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟" اسفند نے دوسری بار اپنا سوال دہرایا تھا علیشاہ جو خاموش بیٹھی تھی اس کے چہرے پر نظر ڈال کر خاموش ہو گئی کیونکہ اس کے چہرے پر ایسا کچھ نہیں تھا جسے وہ پڑھ سکے اس لیے تھوڑے توقف کے بعد بولی۔

"ماں کے ہاتھ کا کھانا۔" اسفند کو شاید اس جواب کی توقع نہیں تھی اس لیے کافی حیرت سے اسے تکنے لگا۔

"جی سر کیا آپ کو اپنی مما کے ہاتھ کا کھانا پسند نہیں۔" اچانک ایک جھٹکے سے گاڑی رک گئی۔

"کیا ہوا سر؟ میں نے کچھ غلط کہا۔"

"نہیں بالکل بھی نہیں وہ مجھے میری مما یاد آ گئیں۔" اسفند کے لہجے میں درد نمایاں تھا۔

"کیوں کیا آپ کی مما آپ کے ساتھ نہیں۔" علیشاہ پوچھے بغیر نہ رہ سکی۔

"میری مما کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔" اسفند اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگا گاڑی میں ایکدم خاموشی چھا گئی۔

"ڈیڈی ہیں لیکن مما کے بارے میں کچھ زیادہ ہی پوزیسیو ہوں۔" اسفند نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کر دی تھی اس وقت اسے سب سے منفرد لگا کیونکہ وہ اپنی ماں اپنی جنت کو یاد کر کے آنسو بہا رہا تھا پھر وہ اسے اس کے گھر ڈراپ کر کے اپنے گھر پہنچ گیا علیشاہ چاہ کر بھی اسے دلاسہ نہ دے سکی۔

"او گاڈ یہ مجھے کیا ہو گیا تھا کیوں میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پایا۔" وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اپنی حرکت پر غصہ ہو رہا تھا اسفند درانی نے آج تک اپنا دکھ کسی سے شیئر نہیں کیا تھا مگر وہ اس لڑکی کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کر آیا نجانے کیوں اسے یہ دکھا آیا ہے اسفند درانی اندر سے کتنا ٹوٹا ہوا اور بکھرا انسان ہے کیوں؟ غصے میں آ کر کمرے کی ہر چیز بکھیرنے لگا۔

"علیشاہ آج تمہارے ساتھ کون تھا؟" علیشاہ کھانا کھا رہی تھی تو مما نے پوچھا۔

"وہ مما میرے باس تھے۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

"تو تم نے انہیں اندر کیوں نہیں بلایا۔" آپی جو ساتھ ہی چیئر پر بیٹھی تھیں پلیٹ میں سالن نکالتے ہوئے بولیں۔

"نہیں وہ اندر نہیں آنے والے تھے۔"

"کیوں بھئی۔"

"وہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔" نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تم نے تو عدنان کو فون تو کر لیا ہوگا۔"

"فون وہ مجھے یاد نہیں رہا۔"

"تم نے اُسے فون بھی نہیں کیا حد ہوتی ہے علیشاہ لاپروائی کی بھی۔"

"کیا ہوا اب کر دیتی ہوں۔" علیشاہ اٹھ کر موبائل لے آئی تو آپی نے منع کر دیا۔

"ارے بیٹا کرلو اور یہ بھی پوچھ لینا کہ وہ تمہیں لینے کیوں نہیں آیا۔" مما کے کہنے پر علیشاہ نے عدنان کا نمبر ملایا لیکن آف جا رہا تھا پھر اس نے گھر کے نمبر پر فون کیا فون عدنان نے ہی اٹھایا۔

"ہیلو!" علیشاہ نے صرف اتنا ہی کہا تھا وہاں سے لائن کاٹ دی گئی اس نے دوبارہ ٹرائی کیا۔

"مجھے عدنان سے بات کرنی ہے۔"

"لیکن مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" عدنان نے روڈ لہجے میں کہا اور فون پٹخ دیا۔

"یہ عدنان کو کیا ہوا؟! ایک تو مجھے لینے نہیں آیا اور اب اس طرح بی ہیو کر رہا ہے۔"

"کیا ہوا علیشاہ کیا کہا اس نے؟" علیشاہ جو ابھی تک موبائل تھامے سوچوں میں گم تھی آپی کے پکارنے پر متوجہ ہوئی۔

"پتہ نہیں آپی کیا ہوا اسے۔"

"کچھ تو ہوا ہوگا یاد کرو۔"

"نہیں آپی ایسی کوئی بات نہیں ہوئی جس سے اس کا موڈ آف ہو جائے۔" وہ سوچنے لگی اچانک ہی اسے یاد آیا تو کہنے لگی۔

"او ہاں یاد آیا عدی نے مجھے آج ڈنر پر چلنے کو کہا تھا مگر کام کی وجہ سے جلدی نہیں نکل پائی۔"

"شاید وہ اسی وجہ سے ناراض ہو تم سے۔"

"تو اب میں کیا کروں؟"

"ارے میں کیا بتاؤں تم نے ناراض کیا ہے تم ہی مناؤ۔"

"مگر کیسے؟" آپی اٹھ کر جانے لگیں تو ان کا ہاتھ تھام کر بولی۔

"مائی ڈیئر اب یہ تم خود سوچو میں چلتی ہوں۔" آپی زین کو اٹھا کر کمرے سے گئیں تو علیشاہ بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی کافی سوچنے کے بعد اس نے عدنان کو میسج کیا اس کے بعد خود بھی کافی ریلیکس فیل کر رہی تھی پھر بستر پر آ کر لیٹ گئی۔

☆......☆

"اوکے مسٹر رضا! اب واپسی کی تیاری بھی کر لیجیے۔" بریک فاسٹ کرتے ہوئے تانیہ نے کہا۔

"ارادے تو ٹھیک ہیں آپ کے ویل مجھے کوئی اعتراض بھی نہیں۔" رضا کے لہجے میں شوخی نمایاں تھی۔

"جسٹ شٹ اپ میرا ہرگز وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ اس کی بات پر چڑ کر بولی۔ تانیہ بھی اب کچھ حد تک اس کے مزاج سے واقف ہو چکی تھی اور اب تو ان میں بہت انڈر اسٹینڈنگ ہو گئی تھی اس لیے تو ساتھ بیٹھ کر بریک فاسٹ کر رہے تھے۔

"مس تانیہ یا اسفند سر شروع سے ہی ایسے ہیں آپ کیا انہیں بچپن سے ہی جانتی ہیں' کزن ہیں پھر تو آپ جانتی ہی ہوں گی ان کی نیچر کو۔"

"رضا تم مجھے ڈائریکٹ تانیہ کہہ سکتے ہو رہی بات اسفند کی تو وہ بالکل ایسا نہیں ہے میں نے تمہیں بتایا تو ہے آنٹی کے بارے میں بس اس حادثے کے بعد وہ تو جیسے ہنسنا بھول ہی گیا ہے' وہ اپنی مما سے بہت اٹیچ تھا اپنا زیادہ تر وقت انہی کے ساتھ گزارتا تھا' جب سے انکل آنٹی کی کار ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہوئی تب سے اسفند نے خود کو سب سے الگ کر لیا ہے' انکل نے بہت کوشش کی اس کو اس صدمے سے باہر نکالنے کی اسے بزنس میں انوالو کیا تاکہ وہ کام میں بزی رہے اور اس حادثے کو بھول جائے اور ایسا ہی ہوا اس میں کافی چینج آیا۔"

"اگر ایسا ہے تو آپ سر کی شادی کیوں نہیں کر دیتے۔"

"شادی اسفند تو شادی کے نام سے ہی چڑ جاتا ہے' انکل کتنی بار کوشش کر چکے ہیں مگر اسفی ہر بار کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ٹال جاتا ہے۔"

"آپ کیوں نہیں سر سے شادی کر لیتیں؟"

"واٹ" کافی کا مگ ٹیبل پر رکھ کر وہ بولی۔

"میرا اور اسفند کا نیچر اپوزیٹ ہے ہم دونوں کی سوچ میں بہت ڈیفرنس ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسفند جیسے خاموش طبیعت پرسن کے ساتھ لائف گزارنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے بلکہ یوں سمجھو ایک چیلنج ہے۔" رضا حقیقتاً تانیہ کے اندر کی فیلنگز جاننا چاہتا تھا کہ وہ اسفند کے بارے میں کیا سوچتی ہے تانیہ نے جب اسے اپنی سوچ کے بارے میں آگاہ کیا تو وہ ریلیکس ہو گیا۔

"ویسے اگر اسفی نے مجھے شادی کے لیے پرپوز کیا تو میں شاید انکار نہ کر پاؤں۔" رضا کو ایسا لگا جیسے پل میں کسی نے اس کے سپنوں کا محل توڑ دیا۔

"کیا ہوا تم کیوں اس طرح چونک گئے؟"

"کچھ نہیں بس میں جانے کی تیاری کرتا ہوں۔"

☆......☆

علیشاہ بار بار کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی آپی نے جب اسے بیقرار دیکھا تو پوچھ ہی لیا۔

"کیا بات ہے کسے دیکھ رہی ہو؟"

"عدی کو اور کسے دیکھیں ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں اور وہ ابھی تک نہیں آئے۔"

"علیشاہ! کیا تم نے اسے منا لیا؟"

"ہاں میسج کیا تو تھا۔"

"اس نے ریپلائے کیا؟"

"نہیں۔" وہ بے دلی سے بولی۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ مان گیا ہوگا؟"
"آپی اب اتنی بڑی بات بھی نہیں ہوئی تھی جو وہ نہ مانتا۔"
"اگر ایسا ہے تو اب تک آ چکا ہوتا۔"
"آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟"
"ابھی تمہیں دیر ہو رہی ہے تم جاؤ۔"

☆......☆

آج آفس میں میٹنگ تھی۔ اسفند نے انجا کے کیبن میں کال کی مگر کوئی ریسپونس نہ ملنے پر ندا کو اندر بلایا۔
"انجا کہاں ہے اسے بلایئے اور وہ فون کیوں نہیں اٹھا رہی؟" اسفند نے ایک ساتھ اتنے سوال کر دیے کہ وہ جھجکتے ہوئے بولی۔
"سر وہ آج انجا آفس نہیں آئیں۔"
"واٹ؟" اسفند کرسی سے ایسے اچھلا جیسے اسے کرنٹ لگا ہو یکدم وہ گھبرا گئی۔
"ہاؤ کین شی ڈو دز؟" اسفند نے چلا کر کہا باہر سب نے ہی اس کی گرج دار آواز سنی تھی سب فوراً اپنے کام میں لگ گئے ندا بھی اس کی آواز پر سہم گئی۔
"جایئے اسے کال کیجیے اور جلد سے جلد آفس آنے کا کہیے۔" انجا نے فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے اور آفس نہیں آ سکتی اس نے کہا وہ اس کی جگہ کسی اور کو ڈیوٹی دے دیں ندا نے جب اسفند کو یہ بتایا تو وہ مزید ہائپر ہو گیا۔
"یہاں کسی کو اپنی ذمے داری کا احساس نہیں، جبکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ میٹنگ کتنی امپورٹنٹ ہے۔"
"سر وہ واقعی بیمار ہے۔" ندا نے اس کی سائیڈ لینی چاہی تو وہ مزید بھڑک گیا۔
"لیکن اب یہ میٹنگ تو گئی ناں۔" اسفند لاچارگی سے بولا۔
"مے آئی کم ان سر؟" علیشاہ نے دروازے پر ٹوک کیا۔
"سر یہ فائل انجا نے آپ کو دینے کو کہا تھا۔"
"اوکے رکھ دیجیے۔" اسفی نے بنا نظریں اٹھائے لاپروائی سے کہا۔ علیشاہ نے فائل ٹیبل پر رکھی اور جانے کے لیے مڑی ہی تھی تبھی اسفند نے کہا۔
"واٹ انجا نے دی تھی۔" اسفند نے چونک کر جلدی سے فائل اٹھائی علیشاہ بھی جاتے جاتے رک گئی اسفند فائل کھول کر سارے پیپرز الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔
"تھینک گاڈ فائل کمپلیٹ ہے۔" اسفند کے چہرے پر یکدم طمانیت چھا گئی یہ دیکھ کر علیشاہ جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ اسفند نے اسے روک لیا۔
"جسٹ آ منٹ مس علیشاہ!"
"یہ فائل آپ اچھی طرح سے اسٹڈی کر لیں میٹنگ میں آپ اسے پریزنٹ کریں گی۔" علیشاہ نے اتنی حیرت سے اسے دیکھا کہ اسفند اسے دیکھے بنا نہ رہ سکا اس کے چہرے کی رنگت یکدم بدل گئی۔

"دیکھیں علیشاہ زیادہ مشکل کام نہیں صرف کانفیڈنس کی ضرورت ہے اینڈ آئی ایم شیور آپ یہ کر سکتی ہیں۔" علیشاہ ابھی تک اسی سچویشن میں تھی۔
"کیا ہوا علیشاہ آپ اتنی نروس کیوں ہو رہی ہیں پلیز بی کانفیڈنٹ۔"
"آئی ایم سوری سر مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔" علیشاہ کے چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی۔
"سر مجھے اس کا ایکسپیرینس نہیں آئی ایم سوری میں نہیں کر پاؤں گی۔"
"بس یہی پرابلم ہے تم جیسی لڑکیوں کی خود پر بالکل بھروسہ نہیں رکھتی اور اسی وجہ سے آپ آگے نہیں بڑھ پاتیں وہی سیکنڈ کی سیکنڈ رہ جاتی ہیں جسٹ گیٹ آؤٹ۔" اس کی بات پر وہ تپ گیا علیشاہ کیبن سے باہر چلی آئی ذرا دیر بعد اسے ندا نے آ کر انفارم کیا۔
"سر مسٹر ہمدانی کا فون آیا تھا وہ لوگ میٹنگ کے لیے آ رہے ہیں۔"
"تم جانتی ہو پریزنٹیشن کے لیے کوئی بھی نہیں ہے تو پھر تم نے انکار کیوں نہیں کیا۔"
"سر میں وہ منع کرنے ہی والی تھی علیشاہ نے مجھے روک دیا۔"
"علیشاہ نے؟"
"جی سر!"
"لیکن کیوں؟"
"سر وہ پریزنٹیشن کے لیے تیار ہیں۔"
"اوکے آپ میٹنگ کی تیاری کریں میں آتا ہوں۔" مسٹر ہمدانی کے ہمراہ ان کے دو اسسٹنٹ بھی تھے۔
انٹروڈکشن کے بعد اب سب کی نظریں علیشاہ پر مرکوز تھیں، اسفند نے اسے پریزنٹیشن شروع کرنے کو کہا علیشاہ نروس ہوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اس نے ہلکے گلابی رنگ کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا بڑا سا دوپٹہ شولڈر پر لٹک رہا تھا اسے درست کرتے آگے بڑھی ایک نظر اسفی کے چہرے پر ڈالی جو پُرامید نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا علیشاہ نے دل ہی دل میں دعا مانگ کے پریزنٹیشن شروع کی شروع میں کافی نروس ہو رہی تھی لیکن جیسے جیسے آگے بولتی جا رہی تھی اس کی آواز کے ساتھ ساتھ باڈی لینگویج میں بھی کانفیڈنس آنے لگا اسفند کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ یہ کچھ دیر پہلے والی علیشاہ ہے جو یہاں آنے سے بھی گھبرا رہی تھی اچانک ہی تالیوں کی آوازیں گونجنے لگیں تالیوں کی آواز پر اسفند اپنے خیال سے باہر آیا پریزنٹیشن ختم ہو چکی تھی اور تالیاں اس بات کی گواہی دے رہی تھیں کہ پریزنٹیشن کامیاب رہی مسٹر ہمدانی نے پُرجوش انداز میں کھڑے ہو کر اسفند سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔
"مسٹر اسفند! آپ نے کہا تھا کہ یہ فرسٹ ٹائم پریزنٹ کر رہی ہیں لیکن ہمیں ایک پل کے لیے بھی ایسا نہیں لگا شی از ویری ٹیلنٹڈ آئی ایم امپریس۔"
"تھینک یو سر۔" اسفند کے کچھ کہنے سے پہلے ہی علیشاہ اپنی تعریف سن کر خوش ہوتے ہوئے بولی یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ اس وقت اسفند سے بات کر رہے ہیں اسفند نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا اسفند دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ واپس ان کی طرف متوجہ ہوا۔
"سر میں یہ سمجھوں کہ میٹنگ از سکسیس فل۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

"نیس آف کورس، ہمیں بہت خوشی ہے ہم یہ کنٹریکٹ آپ کے ساتھ کر رہے ہیں۔" اسفند یہ کنٹریکٹ پا کر بہت خوش ہوا تھا، علیشاہ فائل اٹھا کر باہر کی جانب بڑھی۔

"گڈ جاب۔" اسفند اس کے پاس آ کر کہا۔

"تھینک یو سر!" علیشاہ نے مسکراتے ہوئے کہا، اسفند اس پر سرسری نگاہ ڈال کر باہر چلا گیا۔

شام کو جب گھر واپس لوٹی تو اس کی پہلی نگاہ عدنان پر پڑی پہلے تو یقین نہیں ہوا کہ یہ عدنان ہی ہے عدنان جو اس کی آمد پر اسے دیکھنے میں مصروف تھا، تو وہ اسے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ سلام کر کے اندر چلی آئی، آپی زین کو کھلا رہی تھیں۔

"یہ عدنان کب آیا؟"

"وہ کب سے آیا بیٹھا ہے تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

"علیشاہ مجھے تم سے بات کرنی ہے، یہ بتاؤ کہ بھلا کوئی اتنی دیر تک ناراض رہتا ہے کیا؟"

"میں کہاں عدی ہی مجھ سے ناراض تھے۔"

"دیکھو علیشاہ! ابھی تم لوگوں کا رشتہ اس نازک موڑ پر ہے جہاں کوئی چھوٹی سی غلط فہمی اس رشتے کو توڑ سکتی ہے۔"

"آپی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔"

"جانتی ہوں میں لیکن تمہیں آئندہ کے لیے وارن کر رہی ہوں آئی ہوپ تم سمجھ رہی ہو میں تمہیں کیا کہنا چاہتی ہوں۔" آپی نے کہا۔

"ڈونٹ وری آپی میں خیال رکھوں گی۔"

"اچھا اب جاؤ اور جا کر تیار ہو جاؤ وہ تمہیں لے جانے آیا ہے۔"

"تم ان کی فکر نہ کرو میں نے مما سے بات کر لی ہے چلو شاباش اٹھو اور تیار ہو جاؤ۔"

"آپی مجھے یہ سب اچھا نہیں لگتا میں نہیں جانا چاہتی اس کے ساتھ۔" علیشاہ دوٹوک لہجے میں بولی۔

"منگیتر ہے وہ تمہارا اس کے ساتھ نہیں جاؤ گی تو کس کے ساتھ جاؤ گی۔"

"کچھ بھی ہو میں نہیں جانا چاہتی۔" علیشاہ ضد پر آ گئی۔

"اب اگر وہ ناراض ہو گیا تو خود ہی منانا میں کوئی ہیلپ نہیں کروں گی۔"

"مطلب آپ نے اسے......" تحریم کے انکشاف پر اسے حیرت ہوئی۔

"کافی ناراض تھا کہہ رہا تھا تم دو منٹ اس کا انتظار نہیں کر سکتی تھیں۔"

"کیا دو منٹ میں نے بیس پچیس منٹ اس کا انتظار کیا تھا۔"

"جانتی ہوں میں نے اسے بھی کہا، پھر کہنے لگا اسے اپنے باس کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"کیا عدنان نے ایسا کہا؟"

"ہاں میں تمہیں یہ بتانا نہیں چاہتی تھی مگر میری جان یہی وقت ہے ایک دوسرے کو سمجھنے کا ایک دوسرے کو جاننے کا اگر اسے یہ بات بری لگی ہے تو ہو سکتا ہے اسے تمہارا کام کرنا بھی اچھا نہ لگتا ہو۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں اس نے مجھ سے کہا تھا کہ ابھی کام رہ گیا ہے کرنے کو تب میں اس کا مطلب

نہیں سمجھی تھی اگر اسے میرا کام کرنا پسند نہیں تو پہلے کہہ دیتا۔"

"اگر وہ کہہ دیتا تو تم جاب چھوڑ دیتیں؟"

"شاید ہاں لیکن اب نہیں آپی آپ جانتی ہیں مجھے یہ عادت بہت بری لگتی ہے اگر آپ کو کسی کا کوئی کام یا عادت پسند نہیں تو آپ اسے بتا دیں یوں اندر ہی اندر رکھنے کا کیا فائدہ مجھے تو ایسا لگتا ہے اسے مجھ پر بھروسہ ہی نہیں۔"

"ارے نہیں علیشاہ! ایسی کوئی بات نہیں ہے تم بھی بات کو کہاں سے کہاں لے جا رہی ہو۔" آپی نے اسے سمجھاتے ہوئے بات کو ہی ختم کرنا چاہا لیکن شاید علیشاہ کو یہ بات دل پر چبھی تھی۔

"عدنان کے رویے کو دیکھ کر کبھی آپ کو ایسا نہیں لگتا کہ رشتے کی بنیاد بھروسے پر قائم کی جاتی ہے مگر مجھے ایسا لگتا ہے ہمارے رشتے میں ایسی چیز ہے ہی نہیں۔"

"علیشاہ جذباتی مت ہو، ایسا کچھ نہیں ہے۔"

"آپی رشتے میں کچھ ہو نہ ہو اعتماد کا ہونا بہت ضروری ہے ورنہ ایک ساتھ چلنا ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے میں نے صرف اتنا ہی چاہا تھا اتنی ہی تمنا کی تھی جس سے میری شادی ہو وہ مجھ پر مکمل بھروسہ کرتا ہو یہ نہیں کہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور ہی موجود ہو اگر پیار نہ ملے تو انسان جی سکتا ہے مگر بھروسہ ہی نہ ملے تو ساتھ چلنا بے کار ہے۔"

"اوہو علیشاہ! اب بس بھی کرو اگر اس نے کچھ سن لیا تو خواہ مخواہ ناراض ہو جائے گا۔"

"سن لے مجھے پروا نہیں آپی آپ کی علیشاہ کو کچھ ملے نہ ملے لیکن سچا بھروسے مند اور عمر بھر ساتھ نبھانے والا جیون ساتھی چاہیے جس کی سوچ اس قدر چھوٹی اور تنگ نہ ہو مجھ پر نہیں تو ہمارے رشتے پر تو اعتبار کیا ہوتا، کیا سوچ کر انہوں نے یہ بات کی اگر وہ میرے بارے میں ایسی رائے رکھتا ہے تو میں ابھی کہ ابھی اس رشتے کو توڑتی ہوں۔"

"علیشاہ! ہوش میں تو ہو کیا بکواس کر رہی ہو کم از کم کہنے سے پہلے سوچ تو لو چلو ختم کرو اس بات کو۔"

"ٹھیک ہے لیکن میں نہیں جا رہی اس کے ساتھ کسی ڈنر وِنر پر۔" یہ کہہ کر جیسے ہی مڑی تو پیچھے عدنان کھڑا تھا جو ابھی ابھی اندر آیا تھا، تحریم زین کو اٹھا کر باہر چلی گئی۔

"کیا بات ہے اتنی خفا کیوں ہو ایک تو غلطی بھی خود کرتی ہو اور ناراض بھی خود ہوتی ہو۔" اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا آنکھوں میں شکوہ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ وہ بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا تو وہ نظریں جھکا گئی۔

"میں نے آپ کا بہت انتظار کیا پورا اسٹاف جا چکا تھا اس وقت میں نے آٹو یا ٹیکسی کرنا مناسب نہیں سمجھا مما کافی بار فون کر چکی تھیں اس لیے میں......"

"میں نے تم سے کوئی صفائی نہیں مانگی پھر تم کیوں؟"

"جانتی ہوں لیکن پھر بھی میں نے بتانا ضروری سمجھا۔"

"اوکے چھوڑو ان سب باتوں کو تم یہ بتاؤ ڈنر پر کیوں نہیں جا رہیں۔" وہ اسے لیے صوفے پر بیٹھا۔

"میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔" وہ بہانہ بنا کر بولی۔

"اوکے نو پرابلم ہم گھر پر ہی ڈنر کر لیتے ہیں، کیوں اب تو کوئی اعتراض نہیں ہے ناں۔"

''ٹھیک ہے میں چینج کر کے آتی ہوں۔''

''علیشاہ سنو!'' وہ جانے لگی تو آواز دی وہ مڑ کر دیکھنے لگی وہ کچھ لمحے اسے یونہی دیکھتا رہا علیشاہ کا حلیہ کافی بے ترتیب ہو چکا تھا' بال جو کچھ دیر پہلے کیچر میں تھے آزادانہ اس کے رخسار کو چھو رہے تھے' تھکن کے باوجود بھی چہرہ فریش لگ رہا تھا' دوپٹہ اس کے بازو پر اور آدھا زمین کو چھو رہا تھا گلابی سوٹ میں اس کی من موہنی صورت اور بھی پیاری لگ رہی تھی۔

''کیا بات ہے عدی؟'' جب اسے لگا عدی کھو سا گیا ہے تو اس کی محویت توڑتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں میں چلتا ہوں کل تمہیں لینے آؤں گا۔''

''لیکن ڈنر؟''

''پھر کبھی جب تمہاری طبیعت ٹھیک ہوگی۔'' وہ ایک طرح سے طنز کرتے ہوئے بولا۔

''آئی ایم اوکے آپ بیٹھیں۔''

''رہنے دو میں چلتا ہوں پھر کبھی۔'' یہ کہہ کر وہ رکا نہیں اور تیزی سے باہر نکل گیا تحریم اس کے جاتے ہی اندر چلی آئی۔

''اب کیا ہوا کیا کہا اس نے؟''

''کچھ نہیں۔''

''اور ڈنر؟''

''وہ اس نے خود ہی کینسل کر دیا کہہ گیا کہ مجھے کل لینے آئے گا۔'' علیشاہ یہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

☆......☆

گاڑی کے ہارن کی آوازیں مسلسل آ رہی تھیں علیشاہ جلدی جلدی اپنی چیزیں سمیٹ کر نیچے چلی آئی دیکھا تو عدنان نہیں تھا اس بلیک کار میں کوئی اور ہی موجود تھا اس سے پہلے کہ علیشاہ آگے بڑھ کر دیکھتی' گاڑی کا دروازہ کھلا گاڑی سے وائٹ ڈریس میں ایک شخص نکلا' غور کیا تو اسفند کا ڈرائیور تھا جو آج پھر علیشاہ کو لینے آیا تھا۔

''آپ آج پھر سے کیوں آئے ہیں۔''

''وہ سر نے مجھے بھیجا ہے انہوں نے کہا آج آپ انکار نہیں کریں گی۔''

''آئی ایم سوری آپ جائیں میں آ رہی ہوں۔''

''لیکن میڈم!''

''میں نے کہا ناں میں سر سے بات کر لوں گی۔'' وہ گاڑی لے کر چلا گیا' کچھ دیر میں عدنان بھی آ گیا علیشاہ گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

''سوری یار! میں لیٹ ہو گیا۔''

''اٹس اوکے۔''

علیشاہ نے مختصر سا جواب دیا۔

''انکل ابھی گئے ہیں کیا؟''

''نہیں تو۔''

''پھر یہ گاڑی کس کی تھی؟''

''وہ سر نے بھیجی تھی۔'' علیشاہ نے بلا جھجک کہا تو وہ خاموش ہو گیا۔

''ایکچوئلی کل میں آٹو میں احسن بھائی کے ساتھ آفس گئی تھی۔ شاید اس لیے سر نے ڈرائیور بھیجا ہو۔''

''او آئی ایم سوری' میری وجہ سے تمہیں......''

''اٹس اوکے۔ آپ تو جانتے ہیں گھر پر ایک ہی گاڑی ہے جو بابا آفس لے جاتے ہیں۔''

''میں بہت شرمندہ ہوں۔''

''عدی پلیز! میں نے اس لیے نہیں کہا کہ میرا ارادہ آپ کو شرمندہ کرنے کا تھا۔ میں تو بس یہ کہنا چاہتی تھی کہ بابا آفس کے لیے جلدی نکل گئے ورنہ میں ان کے ساتھ چلی جاتی۔''

علیشاہ نے بات کو ختم کیا۔ دونوں خاموش ہو گئے۔ پھر اچانک عدنان نے غیر متوقع طور پر یہ سوال کر کے علیشاہ کو پزل کیا۔

''ڈو یو لو می؟''

''آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔''

''میں بس ایک بار تمہاری زبان سے اقرار سننا چاہتا ہوں۔''

''کیا اس کی ضرورت ہے؟''

''ہاں بہت ضرورت ہے۔''

''لیکن مجھے نہیں لگتا۔''

''اوکے لیکن کہنے میں کیا حرج ہے لو میں کہتا ہوں۔ آئی لو یو۔'' وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔ تو وہ مزید سمٹ گئی۔

''لگتا ہے کہ آج آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔''

''ارے بھئی بالکل ہوش و حواس میں بیٹھے ہیں۔ آپ سے ذرا اقرار کیا مانگا آپ کو ہماری دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا۔''

''نہیں میرا مطلب ہرگز یہ نہیں تھا۔''

''اچھا تو پھر کہہ بھی دو۔''

''دیکھیے ڈرائیونگ پر دھیان دیں کہیں الٹی سیدھی گھما دی تو چالان ہو جائے گا۔''

''مجھے اس کی پروا نہیں۔'' وہ شوخی سے بولا۔

''لیکن مجھے ہے' میں آفس سے لیٹ ہو جاؤں گی۔'' اس کی بات پر وہ بے اختیار ہنس دیا۔ ''کم آن علیشاہ! تم تو بات کو یوں گھما رہی ہو جیسے میں نے تم سے نجانے کیا مانگ لیا ہو۔'' تو وہ سیریس ہوتے بولا۔

''عدی! یہ رنگ میں نے یوں ہی نہیں پہنی اور ویسے بھی مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ میں چلتی ہوں۔''

''کہاں؟''

''مسٹر عدنان! ہم آفس پہنچ چکے ہیں۔''

READING CORNER http://readingcornerpk.blogspot.com/

"مگر میں نہیں آپ کو نہیں جانے دوں گا۔" گاڑی روک کر کہا۔

"جب تک تم کچھ کہو گی نہیں میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔"

"عدنان پھر بھی۔"

"نہیں ابھی اسی وقت۔"

"پلیز جانے دیں ناں، ورنہ ڈانٹ کھانی پڑے گی۔"

"آئی ڈونٹ کیئر۔"

"کیا؟ مجھے ڈانٹ پڑے گی تو آپ کو فکر نہیں۔"

"ارے نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔"

"بس بس اب رہنے دیں۔"

"علیشاہ سنو تو۔" علیشاہ گاڑی سے اتر کے اندر کی طرف چلی آئی اور وہ آوازیں دیتا رہ گیا۔ علیشاہ اپنے کیبن میں پہنچی ہی تھی کہ سیل رنگ کرنے لگا۔ ریسیو کیا تو دوسری جانب عدنان تھا۔

"دیکھو علیشاہ اگر تم نے نہیں کہا ناں تو میں تم سے بات نہیں کروں گا۔"

"ہیلو آواز نہیں آ رہی۔" علیشاہ نے جان چھڑانے کے لیے کال کاٹ دی۔

"او گاڈ! کیا مصیبت ہے پتہ نہیں آج انہیں کیا ہو گیا ہے۔" موبائل ٹیبل پر رکھ کر چیئر پر بیٹھ گئی۔

"اچھا تو میری آواز سنائی نہیں دے رہی۔ کوئی بات نہیں میں بھی چھوڑنے والا نہیں۔" عدنان آج ہر حال میں اس سے کہلوانا چاہتا تھا۔ اس لیے اسے مسیج کیا۔ علیشاہ نے ابھی کمپیوٹر آن کیا ہی تھا کہ مسیج ٹون پر موبائل کی جانب متوجہ ہوئی۔ پڑھا تو عدی کا ہی تھا۔ وہی بات وہی سوال وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ بار بار اس کا موبائل بجنے لگا۔ علیشاہ بھی اگنور کرتے جا رہی تھی۔ اسفند نے اسے اپنے کیبن میں بلایا۔ اسفند چیئر سے سر لگائے کافی پی رہا تھا اس کے آنے کے بعد بھی اسی پوزیشن میں بیٹھا رہا۔

"علیشاہ مسٹر ہمدانی نے ہمیں ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے اور ہم آفس کے بعد جا رہے ہیں۔"

"جی سر!" سر کہ کر وہ جلدی سے باہر چلی آئی کیوں کہ اس دوران اس کا موبائل کافی بار رنگ کر چکا تھا۔ اس لیے بنا کسی انکار کے بنا کسی سوال کے ہاں کہہ کر چلی آئی تھی۔ اسفند کو بھی اس کی ہاں پر کافی حیرت ہوئی تھی۔ علیشاہ نے جب کام ختم کر کے ریسٹ کے لیے سر چیئر سے ٹکایا ہی تھا کہ اسفند کی باتوں کا خیال آیا تو فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"او گاڈ! میں نے تو گھر بتایا ہی نہیں اور سر سے ہاں بھی کر دیا۔" چھ بجنے ہی والے تھے۔ اس نے جلدی سے تحریم کو فون کیا اور اجازت لے لی۔

"ٹھیک ہے دس بجے تک آ جانا۔" یہ بوجھ کچھ کم ہوا تو عدی کی ٹینشن ہونے لگی۔

"او...... میں نے عدی سے کہا ہی نہیں کہ میں سر کے ساتھ ڈنر پر جا رہی ہوں۔ کیا کروں؟ بتا دیتی ہوں یہ ناں ہو کہ کہیں پھر سے ناراض نہ ہو جائے۔" موبائل اٹھایا تو دیکھا عدنان کے اتنے سارے میسجز تھے۔

"میں نے تو ایک بھی نہیں پڑھا اگر پوچھیں گے تو کیا جواب دوں گی۔" سارے مسیج میں ایک ہی بات موجود تھی۔ اس نے فون ملایا۔ پہلے کہا کہ آج وہ ڈنر پر جا رہی ہے میٹنگ کے سلسلے میں اس لیے وہ اسے لینے مت آئے۔ یہ سن کر اس کا موڈ آف ہو گیا لیکن ظاہر نہیں کیا۔

"ویسے آپ کے سارے میسجز اچھے تھے۔ آئی رئیلی لائیک۔"

"میں نے لائیک کرنے کے لیے نہیں جواب مانگنے کے لیے کیے تھے۔" عدنان نے خفا ہوتے ہوئے کہا۔

"ویسے میں نے جواب دینے کے لیے ہی فون کیا تھا۔" اچانک ہی عدنان کی آواز میں کھنک پیدا ہوئی۔

"او کے تو کہو ناں۔"

"آئی......"

"علیشاہ! جلدی کریں سات بجے ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔" اچانک اسفند کی آمد پر اس کی بولتی بند ہو گئی اور موبائل ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"کیا ہوا علیشاہ! آر یو او کے؟" علیشاہ کے اس طرح کے ایکشن پر اسفند نے حیرانگی سے پوچھا۔

"جی جی سر! وہ میں مما سے نہیں آپی سے بات کر رہی تھی۔"

"تو کیجیے میں نے کہاں منع کیا ہے۔" وہ جانے لگا تو واپس مڑا علیشاہ کانپتے ہاتھوں سے موبائل اٹھا رہی تھی۔ اسفند مسکراتے ہوئے بولا۔

"ریلیکس علیشاہ! آپ اتنی نروس کیوں ہو رہی ہیں۔"

"نروس! میں!"

"آپ بات کیجیے میں گاڑی میں آپ کا ویٹ کر رہا ہوں۔ بات کرنے کے بعد آ جائیے گا۔" وہ چلا گیا تو اس نے موبائل دیکھا وہ گرنے کی وجہ سے آف ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نے دوبارہ نہیں ملایا۔ تمام چیزیں سمیٹ کر باہر چلی آئی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

"سر! باقی سب کہاں ہیں؟"

"کس کی بات کر رہی ہیں آپ؟"

"سر! اسٹاف ممبرز، ان کے ساتھ ہی جا رہے ہیں ناں۔"

"اسٹاف ممبرز؟" علیشاہ کو لگا وہ اسٹاف ممبرز کے ساتھ جا رہے ہیں۔

"سر آپ کیا سوچنے لگے؟"

"وہ سب آپ کو وہیں ملیں گے۔" جس اسفند کو جھوٹ سے نفرت تھی آج نجانے کیوں جھوٹ بول گیا۔ علیشاہ یہ سن کر مطمئن ہو گئی۔ ان کی گاڑی شاندار ریسٹورنٹ پر آ کر رکی۔ اسفند نے گاڑی سے اتر کر چابی واچ مین کو دی اور علیشاہ کے ہمراہ اندر چلا آیا۔ اندر آتے ہی علیشاہ نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں لیکن اسے آفس کا کوئی بھی پرسن نظر نہیں آیا۔

"سر! سب کہاں ہیں؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ پائی۔

"دیکھیں مس علیشاہ! انہوں نے صرف ہمیں ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے نہ کہ پورے اسٹاف کو۔" اسفند جانتا تھا کہ وہ یہاں آ کر واپس نہیں جائے گی اس لیے پر اطمینان لہجے میں بول کر آگے بڑھ گیا۔ علیشاہ کو یہ سن کر کافی غصہ آیا۔ اسفند نے ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھا چہرے پر خفگی نمایاں تھی۔ مسٹر ہمدانی نے ان کا بھرپور استقبال کیا۔ مسٹر ہمدانی نے ڈسپن کھولنے کے لیے اسفند سے کہا۔ اسفند اپنی چیئر سے اٹھ کر کھڑا

READING CORNER

دیا تو باقی سب بھی کھڑے ہوگئے تو مجبوراً علیشاہ کو بھی کھڑا ہونا پڑا۔ اسفند نے بوتل ہاتھ میں لے کر بھرپور جوش کے ساتھ ایک ہی جھٹکے میں بوتل کھول دی جیسے بچپن سے اس کا ایکسپرینس ہو۔ اسفند نے سب کو سرو کیا اور بے دھیانی میں علیشاہ کے گلاس میں بھی ڈال گیا۔ علیشاہ نے گھبرا کر اسے دیکھا کم از کم وہ اس سے اس بات کی توقع نہیں رکھتی تھی۔ اسفند بالکل اس سے غافل تھا۔

"ارے آپ نے ابھی تک گلاس نہیں اٹھایا۔" مسز ہمدانی کی نظر پڑی تو کہا۔ علیشاہ جو خاموش بیٹھی تھی یکدم گھبرا گئی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ انہیں منع کیسے کرے۔ اسفند بھی کافی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جانتا تھا اسے یہ سب پسند نہیں نجانے کیوں وہ اس کے منہ سے انکار سننا چاہتا تھا۔ آخر علیشاہ ہمت کر کے بولی۔

"آئی ڈونٹ لائیک ڈرنک۔"

"اوہ ایم سوری۔ آپ سوفٹ ڈرنک تو لیں گی ناں۔"

"جی۔" انہوں نے ویٹر سے کہہ کر علیشاہ کے لیے سوفٹ ڈرنک منگوائی۔ اسفند کو اس کا یہ کانفیڈنس بہت اچھا لگا۔ علیشاہ کے موبائل پر رنگ ہوئی سب کی نظریں اس پر لگی تھیں۔ تو ایکسکیوز کرتی ہوئی اٹھ کر سائیڈ پہ چلی آئی۔

"علیشاہ! مجھے لگا کہ تم ڈرنک لے لوگی۔ بٹ تھینک گاڈ میرا شک غلط ثابت ہوا۔"

"عدی! آپ یہاں؟" وہ حیران سی ہو کر بولی۔

"ہاں میں ہی ہوں بالکل تمہارے سامنے۔" علیشاہ نے یہاں وہاں نظریں گھمائیں تو وہ سامنے ٹیبل پر نظر آیا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

"کیا کروں تم مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی آئیں۔ اس لیے میں بھی چلا آیا۔" وہ مسکرا کر بولا۔

"عدی! ایک بات پوچھوں؟ کیا آپ کو لگا کہ میں ڈرنک لے لوں گی؟"

"ہاں۔" بنا ورے کے بولا گیا تو وہ خاموش ہو گئی۔

"کیا ہوا چپ کیوں ہو گئیں؟"

"کچھ نہیں۔ میں بعد میں بات کرتی ہوں۔"

موبائل آف کر کے پژمردہ چہرے کے ساتھ وہ واپس آ کر بیٹھ گئی۔ اسفند نے اس کا رویہ نوٹ کیا۔ ڈنر کے بعد ریسٹورنٹ سے جب وہ نکلے۔ علیشاہ بالکل خاموش تھی۔ اسفند نے گاڑی میں بیٹھ کر فرنٹ ڈور کھول دیا۔ اس سے پہلے علیشاہ اندر آ کر بیٹھتی سامنے سے آتی ہوئی کار ان کی گاڑی کے بالکل سامنے آ کر رکی اور اس سے باہر نکلنے والا شخص کوئی اور نہیں عدنان تھا۔ وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا علیشاہ کے پاس آیا۔

"چلو علیشاہ!"

"تھینکس فور یور ڈنر سر!" اسفند کی جانب دیکھ کر سر کے لفظ پر کافی زور دے کر بولی۔

"چلیں عدی!" گاڑی کا دروازہ بند کر کے عدنان کے ساتھ چل دی۔ علیشاہ کے بی ہیو کو دیکھ کر اسے یہ احساس ہوا کہ اسے یہ سب اچھا نہیں لگا۔ عدنان کی گاڑی تیزی سے اسفند کی گاڑی کے آگے سے

گزری۔ اسفند علیشاہ کو جو کہنا چاہتا تھا وہ کہہ نہیں پایا۔ دوسرے دن صبح عدنان علیشاہ کو لینے آیا۔

"اوہو! یہ عدنان کو آج کیا ہو گیا ہے۔ ہارن پہ ہاتھ رکھ کر بھول گئے ہیں۔" علیشاہ جلدی سے چیزیں سمیٹ کر چلی آئی۔

"تم......" علیشاہ اسے دیکھ کر چونک گئی۔

"جی ہاں، آپ کا خادم پھر سے حاضر ہے۔"

"میں بھی کہوں کہ آج عدی کو کیا ہو گیا ہے۔ بھول گئی تھی کہ تم بھی ابھی اس دنیا میں موجود ہے۔" آگے بڑھ کر اس کی پھیلی بانہوں کو نیچے کرتے ہوئے بولی۔

"کیا یار ملو گی نہیں تم؟"

"آج صبح ہی۔"

"کیا آج آئے اور آفس بھی چل پڑے۔"

"ہاں یار گھر پہ دل کہاں لگتا تھا۔"

"کیوں بھئی، کہاں دل چھوڑ آئے ہو۔"

"علیشاہ! تمہیں یاد ہو گا میں نے جانے سے پہلے تم سے کیا کہا تھا؟"

"کیا؟"

"یار تم اتنی جلدی بھول گئیں۔ حد ہے کمال کی یادداشت ہے تمہاری۔"

"ارے ہاں یاد آیا ثانیہ والی بات۔"

"شکر ہے میڈم یاد آگیا۔"

"اچھا بتاؤ کیا بنا تمہاری دال گلی یا نہیں؟"

"بتاتا ہوں پہلے آ کر بیٹھو تو سہی۔ یہاں ہو کہ آفس سے لیٹ ہو جائیں۔"

"او کے چلو ارے یار عدنان نہیں آئے ابھی تک۔"

"کیوں تمہاری بات ہوئی ہے کیا۔"

"ہاں اور میں نے ہی اسے منع کیا ہے۔ وہ جناب تو تیار کھڑے تھے آنے کے لیے۔ میں نے کہا اگر تم اسی طرح روز روز جاؤ گے تو تمہاری امیج کم ہو جائے گی۔ لہٰذا خود پر کنٹرول رکھے۔"

"رضا! تم ایک نمبر کے بدتمیز انسان ہو۔" رضا تمام راستے اپنی اور ثانیہ کی باتیں سناتا رہا۔

☆......☆

"ارے ثانیہ! تم آج ہی آئی ہو اور آج ہی آفس چلی آئی ہو۔ تھوڑا ریسٹ کر لیتیں۔"

"امی! ریسٹ کر کے ہی آئی ہوں اور ویسے بھی تم سے ملنا بھی تو تھا۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے پاس صوفے پر آ بیٹھا۔

"یو نو واٹ امی! میٹنگ میں جو پوائنٹ میں مس کر گئی تھی وہ رضا نے اس خوب صورتی کے ساتھ پیش کیے کہ میں خود حیران رہ گئی۔"

"رضا نے۔"

"ہاں، صورت سے ڈفر لگتا ہے مگر ہے نہیں۔" ثانیہ نے سنجیدگی سے کہا تو اسفند کو بے اختیار ہنسی

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

آ گئی۔

"سیریسلی اس نے میری بہت ہیلپ کی ہے۔ ہی از وری ٹیلینٹڈ۔"

"اسٹرینج تانیہ احمد کسی کی تعریف کر رہی ہے۔"

"اوہو اسفی! اب بس بھی کرو میری ٹانگ کھینچنا۔ تم بتاؤ تمہاری میٹنگ کیسی رہی؟" وہ اٹھ کر کھڑکی میں آ کھڑا ہوا اور دھیرے دھیرے سب کہہ سنایا۔ اکثر بیچ میں رک جاتا اور کبھی جلدی سے بول جاتا۔

"اسفی اس کا مطلب ہے تمہاری کامیابی کے پیچھے علیشاہ ہے۔"

"ہاں کہہ سکتے ہیں۔ ایکچولی مجھے خود ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ اس نے اپنی پہلی میٹنگ اتنے اچھے طریقے سے ہینڈل کی ہے۔ حالانکہ وہ جانے سے بھی گھبرا رہی تھی۔"

"اوکے تو اسفند کیا خیال ہے پارٹی ہو جائے؟"

"ویسے آئیڈیا برا تو نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم پارٹی دے دو۔"

"مطلب؟ تم ہمارے ساتھ نہیں ہو گے؟"

"وہ ایکچولی آج میں فارم ہاؤس جا رہا ہوں ہمارے والے۔"

"واٹ؟ نہیں اسفی آج نہیں پھر کبھی چلے جانا۔" تانیہ نے اسے روکنا چاہا وہ جانتی تھی کہ وہاں جا کر وہ پھر سے پرانی یادوں میں کھو جائے گا لیکن وہ بضد تھا۔

"ٹھیک ہے تو ہم تمہارے ساتھ چلیں گے۔"

"واٹ!"

"ہاں اب اس میں اتنا حیران ہونے والی کون سی بات ہے۔"

"لیکن وہ نہیں مانے گی۔"

"کون؟"

"علیشاہ۔" وہ جلدی سے بولا تو وہ گھورنے لگی۔

"آئی مین رضا اور وہ۔"

"یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ بس یہ بتاؤ کہ تمہیں کوئی پرابلم تو نہیں؟"

"نو وے۔"

"اوکے تو پھر ٹھیک ہے۔"

☆......☆

سب کے تصورات سے بھی بڑھ کر حسین تھا یہ فارم ہاؤس۔ گیٹ سے اندر آتے ہی سب سے پہلی نظر سامنے موجود اس خوب صورت اور دلکش جھیل پر گئی۔ جہاں پرندے چہک رہے تھے اور اس مصنوعی جھیل کا پانی اتنا شفاف اور نیلا تھا جو قدرتی مناظر کا عکس پیش کر رہی تھی۔ سب ہی اس جھیل کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ علیشاہ اس میں اپنا عکس دیکھ کر کہیں کھو سی گئی تھی۔

"ارے بھئی یہاں صرف یہی جگہ دیکھنے لائق نہیں اور بھی بہت سی جگہیں ہیں۔" تانیہ کی آواز پر سب اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

"ایک اور بات آپ سب وہ کمرا چھوڑ کر جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔" تبھی اسفند نے آ کر سب کو انفارم کیا۔ تمام فارم ہاؤس کا جائزہ لینے کے بعد اب سب پلے ایریا میں موجود تھے کرکٹ کھیلنے کے لیے۔ رضا اپنی ٹیم کا کپتان بنا تھا۔ تانیہ اسی کی ٹیم میں تھی اور دوسری طرف علیشاہ نے سب کے کہنے کے باوجود یہ ذمے داری نہیں لی تھی۔ رضا کی ٹیم نے پہلے بیٹنگ شروع کی مگر زیادہ رنز نہ بنا سکی۔ تانیہ تو دوسری بال پر ہی آؤٹ ہو گئی۔ رضا کا شاید اس کے بغیر دل نہیں لگا وہ بھی پندرہ اسکور کر کے واپس ہو لیا۔

اب علیشاہ کی ٹیم کی باری تھی جو شروع سے ہی کچھ اچھا نہیں کھیل رہی تھی۔ علیشاہ نے لاسٹ پر اپنا نمبر رکھا تھا اور وہ جلد ہی آ گیا۔ اب ان کی ٹیم کو چھ بالز پر آٹھ رنز چاہیے تھے۔ علیشاہ کی ساتھی ندا تھی اور باؤلر رضا۔ جیسے تیسے کر کے انہوں نے تین رنز بنا لیے۔ رضا کی آخری بال تھی اور انہیں پانچ رنز درکار تھے جو ناممکن تھے کیوں کہ ان کے سامنے ڈرتی کانپتی علیشاہ تھی۔ رضا دو بار بال پھینکنے کے لیے آیا مگر اس کی حالت دیکھ کر ہنستا ہوا وہیں رک جاتا۔ پھر سب نے اسے ڈانٹا وہ علیشاہ کو اور نروس کر رہا تھا۔ فائنلی اس نے بال پھینکی۔ علیشاہ نے پاور کے ساتھ بیٹ گھمایا۔ بیٹ تو اس کے ہاتھ سے چھوٹا ہی تھا مگر بال بھی کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

"وہ رہا بال۔" اچانک ندا کو جب بال نظر آئی تو کہا۔ جو اڑتا ہوا اسفند کے کمرے کی کھڑکی سے ٹکرانے ہی والا تھا سب جلدی سے سب کچھ وہیں چھوڑ کر گارڈن کی طرف بھاگے۔ اچانک زور سے شیشہ ٹوٹنے کی آواز آئی۔ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اس سے پہلے کہ کوئی کمنٹس پاس کرتا۔ اسفند ہاتھ میں بال لیے ان کے پاس چلا آیا۔

"کون سپر مین کی اولاد ہے جس کو شارٹ کے لیے ایریا بھی کم پڑ گیا۔" سب کی نظریں علیشاہ پر اٹھیں۔ تبھی تانیہ آگے بڑھ کر بولی۔

"ایکچولی اسفی! علیشاہ کی ٹیم وکٹری کے نزدیک تھی لاسٹ بال پر سکس چاہیے تھا۔ اس لیے علیشاہ نے بال گھما دی۔"

"رئیلی؟"

"ہاں!"

"تو اس کا مطلب علیشاہ کی ٹیم جیت گئی۔ کیوں مس علیشاہ؟"

"جی سر!" وہ بمشکل اتنا ہی کہہ پائی۔ تانیہ نے اس کے رویے کو خاص نوٹ کیا۔

"علیشاہ اپنی کامیابی پر ہمیں کچھ کھلائیں گی نہیں۔" اسفند نے مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ تو سب کی رکی سانسیں بحال ہو گئیں۔

"کیوں نہیں سر۔" ندا فوراً آگے بڑھ کر بولی۔

"ہم آپ کو وہ کھلاتے ہیں جو علیشاہ لے کر آئی ہے۔ اوکے پہلے آپ لوگ فریش ہو جائیے۔ جب کھانا لگ جائے تو میرے کمرے میں بھیج دیجیے گا۔"

"اوکے سر!" کچھ دیر میں جب سب فریش ہو کر آئے تو انہوں نے وہیں گارڈن میں دسترخوان بچھا کر تمام ڈشز سجا دیں جو سب الگ الگ بنا کر لائے تھے۔ جب کھانا لگا تو علیشاہ کو فوراً اسفند کا خیال آیا۔

"ارے پہلے سر کو تو دے آؤ۔"

"او ہاں جلدی کرو، پہلے سر کو علیشاہ کی بریانی تو ٹیسٹ کروایئے اور ہاں فروٹ سیلڈ بھی ساتھ رکھنا۔" کھانے سے فارغ ہوئے تو سب ہی علیشاہ کی لائی ہوئی بریانی کی تعریف کرنے لگے تو وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"بریانی میں نے نہیں مما نے بنائی تھی۔"

"واہ یار! تمہاری مما تو بہت اچھا کھانا بناتی ہیں۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ان کے ہاتھ میں جادو ہے۔"

"او گاڈ! کیا ہوا تانیہ؟"

"میں تو بھول گئی اسفند اتنا تیکھا کھاتے نہیں اور بریانی تو تیز مصالے والی تھی۔" علیشاہ ایک دم گھبرا گئی۔

"ہاں وہ ایکچولی اسفند کو تیکھا بالکل سوٹ نہیں کرتا۔" تانیہ اس کے روم کی جانب بڑھ گئی۔

"علیشاہ! یہ کھیر لے جاؤ سر کے لیے۔" تانیہ کے جانے کے بعد عا کو سویٹ ڈش کا خیال آیا تو فوراً سے علیشاہ کو تھماتے ہوئے کہا۔

"اسفی! ٹیسٹ کر کے پتہ تو چل گیا تھا کہ یہ کتنی تیکھی ہے تو پھر اتنی کھانے کی کیا ضرورت تھی۔" تانیہ نے ٹیبل پر رکھی پلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ جو آدھی سے زیادہ خالی تھی اور وہ خود سوسو کرتا ہوا کمرے کے چکر کاٹ رہا تھا۔

"اٹس اوکے تانیہ!"

"واٹ اوکے! حالت دیکھو اپنی پورا چہرہ سرخ ہو رہا ہے تمہارا۔ آنکھوں میں پانی ایسے تیر رہا ہے کہ اب برسا۔"

"سر! یہ کھیر کھا لیجیے۔" علیشاہ نے اندر آتے ہوئے کہا اور کھیر کی پلیٹ اس کی جانب بڑھائی تو اسفند نے فوراً پکڑ لی اور کھانے لگا۔ اسفند کی حالت دیکھ کر علیشاہ کافی ندامت محسوس کر رہی تھی۔

"ایم رئیلی سوری سر!" اسفند کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو کہا۔

"اٹس اوکے علیشاہ!"

"سر! مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ آپ لائٹ کھاتے ہیں۔" وہ شرمندہ سی ہو رہی تھی۔

"تو علیشاہ!" اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں۔ میں نے ہی شاید کچھ زیادہ کھا لیا۔ جب کہ مجھے نہیں کھانا چاہیے تھا۔ وہ آپ لائی تھیں تو سوا اس لیے میں......" وہ اپنے جملے کو ادھورا چھوڑ گیا۔ جب کہ تانیہ کچھ کچھ سمجھ گئی تھی۔

"علیشاہ! جلدی سے باہر آؤ۔" رضا کے پکارنے پر وہ فوراً باہر آئی دیکھا تو سب درخت کے نیچے کھڑے نشانہ لگا کر سیب گرانے کی کوشش کر رہے تھے اور کچھ تو کامیاب بھی ہو رہے تھے۔ اسفند بھی ان کے پیچھے چلا آیا تھا مگر یہ دیکھ کر واپس چلا گیا۔ جب کہ تانیہ ان میں شامل ہو گئی۔

(باقی آئندہ ماہ)

القریش پبلی کیشنز کے۔ نئے ناول شائع ہو گئے ہیں

ناول	مصنفہ	قیمت
اب کر میری رفوگری	سائرہ رضا	600/- روپے
رگِ جاں سے جو قریب تھے	صالحہ محمود	600/- روپے
دل کی دہلیز پہ	اشتیاق فاطمہ	600/- روپے
میرے ہمنوا کو خبر کرو	فاخرہ گل	600/- روپے
زندگی کی حسین راہ گذر	نمیرا شریف طور	400/- روپے
وہ اک لمحہ محبت	نمیرا شریف طور	400/- روپے
دردِ دل	نبیلہ عزیز	900/- روپے
زرد پتوں کا شجر	نایاب جیلانی	400/- روپے

القریش پبلی کیشنز
سرکلر روڈ، چوک اردو بازار لاہور
فون: 042-37668958 — 37652546

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

طاہرہ حسن

مکمل ناول (آخری حصہ)

تمہیں مجھ سے محبت ہے

"سر یہ کھیر کھا لیجیے۔" علیشا نے اندر آتے ہوئے کہا اور کھیر کی پلیٹ اس کی جانب بڑھائی تو اسفند نے فوراً پکڑ لی اور کھانے لگا۔ اسفند کی حالت دیکھ کر علیشا کافی ندامت محسوس کر رہی تھی۔

"آئی ایم رئیلی سوری سر!" اسفند کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو کہا۔

"اٹس اوکے علیشا!"

"سر مجھے قطعی علم نہیں تھا کہ آپ لائٹ کھاتے ہیں۔" وہ شرمندہ سی ہو رہی تھی۔

"نو علیشا اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے میں نے شاید کچھ زیادہ ہی کھا لیا جبکہ مجھے نہیں کھانا چاہیے تھا وہ آپ لائی تھیں تو اس لیے میں......" وہ اپنے جملے کو ادھورا چھوڑ گیا جبکہ تانیہ کچھ کچھ سمجھنے لگی۔

"علیشا جلدی سے باہر آؤ۔" رضا کے پکارنے پر وہ فوراً باہر آئی دیکھا تو سب درخت کے نیچے کھڑے نشانہ لگا کر سیب گرانے کی کوشش کر رہے تھے اور کچھ تو کامیاب بھی ہو رہے تھے۔ اسفند بھی ان کے پیچھے چلا آیا تھا مگر یہ دیکھ کر واپس چلا گیا جبکہ تانیہ ان میں شامل ہو گئی۔

"چلو علیشا تم بھی اپنا نشانہ چیک کرو نشانے پر ہے یا نہیں۔" رضا نے زمین سے پتھر اٹھا کر اسے تھمایا۔

"رضا! یہ باغیچہ نہیں سر کا فارم ہاؤس ہے۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

بھول کر نشانہ لگانے لگی۔ ''ارے چھوڑو یار! چلو آ ؤ نشانہ لگاؤ۔'' رضا اسے پکڑ کر درخت کے نیچے لے آیا علیشا بھی سب

''ہیلو مس تانیہ! کتنی کامیاب رہیں آپ؟'' رضا نے تانیہ کے پاس آ کر پوچھا جس نے ابھی تک ایک سیب بھی نہیں گرایا تھا۔

''مسٹر رضا!! ابھی تو شروعات ہے۔''

''او کے کیری آن۔'' وہ اس پر ہنس کر آگے چلا گیا اور خود بھی نشانہ لگانے لگا اور کامیاب بھی رہا علیشا سے ابھی تک ایک سیب بھی نہیں گرا تھا لیکن تانیہ آخر کامیاب ہو ہی گئی۔

''رضا دیکھو! میں نے ایک بار میں دو سیب گرائے۔''

''اوہ گریٹ آپ نے تو گرا لیا مگر ادھر دیکھیں لگتا ہے واپسی پر بھی ان کے ہاتھ کچھ نہیں آنے والا۔'' رضا علیشا کی طرف اشارہ کر کے مسکرا دیا۔

''علیشا مان لو کہ تم سے نہیں ہوگا۔'' علیشا انسلٹ سے بچنے کے لیے بولی مگر رضا بھی کہاں باز آنے والا تھا ہاتھ میں پکڑے سیب اس کی طرف بڑھا کر کہنے لگا۔

''جی نہیں اب ایسی بھی کوئی بات نہیں اور ویسے بھی میں نے ابھی تک ٹھیک سے نشانہ لیا ہی نہیں۔''

''میری مانو یہ تم لے لو اور باہر جا کر سب سے کہنا تم نے گرائے ہیں۔''

''نو تھینکس مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور تمہیں کیا لگتا ہے میں یہ نہیں توڑ پاؤں گی۔''

''جی ہاں بالکل۔''

''او کے پھر دیکھو میں تمہیں توڑ کے دکھاتی ہوں۔''

''آل دی بیسٹ شام میں ملتے ہیں چلو تانیہ ہم اپنی محنت کا پھل کھاتے ہیں۔'' رضا نے اسے مزید تپایا اور تانیہ کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔

''سمجھتا کیا ہے خود کو میں کر نہیں سکتی اب میں کر کے دکھاتی ہوں اسے۔'' کئی بار ٹرائی کرنے کے بعد بھی اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا اب تو اسے غصہ آنے لگا اچانک اسے ایک ترکیب سوجھی اس نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا جب وہ مطمئن ہو گئی کہ کوئی اسے نہیں دیکھ رہا تو درخت پر چڑھ گئی اور ہاتھ بڑھا کر کئی سیب نیچے گرا دیے۔

''آئی تھنک اتنے کافی ہیں اب میں تمہیں بتاتی ہوں کہ نشانہ کیسے لگاتے ہیں وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اسفند کی نگاہیں کب سے اس پر لگی ہیں جو اس وقت کھڑکی میں کھڑا کافی دیر سے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا جلدی اترنے کی کوشش میں اچانک اس کا بیلنس بگڑا تھوڑا ہی فاصلہ تھا کہ دھڑام سے نیچے آ گری اسفند یہ دیکھ کر بھاگتا ہوا اس تک آیا۔ علیشا انسلٹ کی وجہ سے چل بھی نہیں پائی اس کا پاؤں مڑ گیا تھا درد کی شدت سے وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پائی۔

''کس نے کہا تھا آپ کو اوپر چڑھنے کو؟'' اپنے قریب مانوس سی آواز سن کر سر اٹھایا۔ آنکھوں میں موجود پانی آنسوؤں کی صورت میں اس کے رخسار پر بہہ رہا تھا یہ دیکھ کر اسفند نے مزید اسے کچھ نہیں کہا اور سہارا دے کر اسے اندر لے آیا۔

''آر یو او کے؟'' اس کا لہجہ بہت نرم تھا علیشا کو چیئر پر بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

''جی سر!'' اسے بٹھا کر خود اس کے قریب زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہاتھ آگے بڑھایا۔

''دکھایئے مجھے۔''

''نو سر! ایس او کے۔''

''علیشا پلیز!'' نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ سخت ہو گیا تو اس نے ڈرتے ڈرتے اپنا پاؤں آگے بڑھایا اسفند نے جیسے ہی اس کا پاؤں دبایا وہ درد سے کراہ گئی۔ اسفند نے اس کی طرف دیکھا آنسوؤں سے تر چہرہ بہت معصوم لگ رہا تھا اسفند نے اس کے پاؤں کو دوبارہ موڑ کیا وہ زور سے چلائی۔

''ریلیکس اب ٹھیک ہے۔'' وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''سر آپ نے تو کمال کر دیا۔'' وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی اور اٹھ کر چلنے کی کوشش کی تو درد کی شدت کم تھی جس سے وہ با آسانی یہاں سے وہاں آسانی سے چل رہی تھی علیشا کے چہرے پر مسکان دیکھ کر وہ بھی اب ریلیکس ہو گیا تھا وہ باہر چلی گئی۔

''کہاں گئے تمہارے سیب؟'' رضا نے اسے خالی ہاتھ آتے دیکھا تو پوچھا اس سے پہلے کہ علیشا کوئی جواب دیتی اسفند نے پلیٹ میں بہت سارے سیب رکھ کر رضا کے سامنے ٹیبل پر رکھ کر کہا۔

''علیشا آپ یہ سیب وہیں بھول آئی تھیں۔'' وہ پلٹ کر واپس ہو لیا۔

''اب بولو رضا! تمہاری بولتی کیوں بند ہو گئی۔''

''ارے واہ تم نے تو ہمیں بھی پیچھے چھوڑ دیا۔''

''او کے کیا خیال ہے ایک گیم اور کھیل لیں شام ہونے سے پہلے پہلے اور اب کی بار اسفند کو بھی شامل کریں کیا کہتے ہیں آپ؟'' تانیہ کے پوچھنے پر سب نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

''او کے میں سر کو بلاتی ہوں کوئی میرے ساتھ نہیں چلے گا۔'' مڑ کر دیکھا تو کوئی بھی آگے نہیں بڑھا پھر مسکرا کر کہنے لگی۔

''ٹھیک ہے میں اکیلی ہی بلا لاتی ہوں۔ اسفی اب تھوڑا سا ٹائم ہمیں بھی دے دو۔'' اسفند اس وقت پودوں کو پانی دینے میں مصروف تھا۔

''اوہو اسفی! میں تم سے بات کر رہی ہوں۔'' تانیہ نے اس کے ہاتھ سے پائپ لے کر کہا۔

''ارے تانیہ دو منٹ۔'' وہ اس سے پائپ لینے لگا۔

''نو اسفی!'' تانیہ نے گرفت مضبوط کر لی۔

''تانیہ چھوڑو نا پلیز مجھے نہیں کھیلنی کوئی بھی گیم تم لوگ انجوائے کرو۔''

''او کے تم ایسے نہیں ماننے والے یہ لو پھر۔'' تانیہ نے پائپ کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ اسفند پر جیسے ہی پانی پڑا وہ اچھل کر دوسری طرف ہو گیا۔

''تانیہ یو......'' وہ اسے بھگو کر مزے لے رہی تھی۔

''ایک بار پائپ میرے ہاتھ میں آ جائے پھر دیکھنا۔'' وہ بھیگنے کی پرواہ کیے بغیر اس کی طرف بڑھا اور اس سے پائپ لینے میں کامیاب ہو گیا تانیہ جھٹ سے بھاگنے کے لیے دوڑی اسفند نے فوراً پائپ کا رخ اس کی طرف کیا تانیہ تیزی سے دوسری جانب مڑی اس کے عین پیچھے علیشا چلی آ رہی تھی جو اس سچویشن کو سمجھ نہیں پائی تھی اور پانی کی تیز دھار سیدھی علیشا پر آ گری۔ اچانک اس افتاد پر وہ بری طرح چونک گئی۔ نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تمام غصہ دور ہو گیا۔ وہ بری طرح سے بھیگ گئی تھی اس سے پہلے اسفند اس سے سوری کہتا وہ وہاں سے

READING CORNER

بھاگتی ہوئی سیدھی سامنے والے کمرے میں گھس گئی رضا سامنے کھڑا یہ دیکھ چکا تھا اسے تانیہ کے بچ جانے پر خوشی اور علیشا کے زد میں آجانے پر ہنسی آرہی تھی علیشا کمرے میں آکر اپنے بھیگے بالوں کو سنوار رہی تھی تبھی رضا کمرے میں چلا آیا۔

"کیوں مزہ آیا؟"

"تم؟"

"ہاں میں۔"

"بچ رضا!! اگر سر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اچھی خاصی سنا دیتی اس کو سارا ڈریس خراب کر دیا۔" علیشا تپ گئی۔

"علیشا الو یہ ڈریس پہن لو ایسا نہ ہو کہ تمہیں ٹھنڈ لگ جائے۔" اندر آتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا سوٹ بیڈ پر رکھ دیا۔

"ویٹس او کے تانیہ!! ابھی سوکھ جائیں گے۔"

"دیکھو علیشا اسفند واقعی بہت شرمندہ ہیں اسے برا لگے گا۔"

"کم آن علیشا!! تانیہ کہہ رہی ہے تو پہن لو ویسے بھی اتنی سردی ہے بیمار پڑ گئی تو آپی کو تو مجھے جواب دینا پڑے گا۔" رضا نے اسے ڈریس اٹھا کر تھمایا تو اس نے لے لیا۔

"گڈ او کے تم چینج کر لو ہم چلتے ہیں۔" علیشا ان ڈھیلے ڈھالے کپڑوں میں چھپ سی گئی تھی مڑ کے آگے اپنا جائزہ لے رہی تھی۔

"ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے مما کا سوٹ پہن لیا ہو۔" ان کپڑوں میں باہر جانے کا دل نہیں ہوا تو وہیں کھڑکی میں آکر کھڑی ہو گئی جہاں سب باہر باسکٹ بال کھیل رہے تھے اچانک اسفند کمرے میں چلا آیا اپنی ہی دھن میں مگن ہاتھ میں پکڑا کوٹ بستر پر پھینکا تو چونک گیا علیشا نے اپنا دوپٹہ پھیلا رکھا تھا نظر اٹھا کر سامنے دیکھا علیشا اس کی آمد سے بے خبر تھی اس نے گرم شال اوڑھ رکھی تھی اور فرش پر بچھے کارپٹ پر ننگے پاؤں کھڑی تھی وہ اس کے قریب چلا آیا۔

"یس ہم جیت گئے۔" اچانک ہی باہر کی سمت سے آواز آئی تو وہ چونک گیا اس نے خود کو دروازے پر کھڑا پایا پھر تیزی سے باہر نکل گیا۔

"لگتا ہے آج زور و شور کی بارش ہوگی۔" رضا نے موسم کے تیور دیکھ کر کہا۔

"کیوں بھئی گھر نہیں جانا؟" تانیہ نے اسے دیکھ کر کہا۔

"مجھے تو کوئی ٹینشن نہیں آپ اپنے اسٹاف کی فکر کریں۔ وہ دیکھیں سب ہی چلے آرہے ہیں۔"

"میڈم اب واپس چلتے ہیں بارش ہوگئی تو جانا بہت مشکل ہو جائے گا۔"

"او کے میں اسفند سے بات کرتی ہوں۔"

علیشا کی نظریں جب کوٹ پر پڑیں تو آگے بڑھ کر اٹھایا اچانک زمین پر کچھ گرا علیشا نے جھک کر دیکھا تو رنگ تھی۔

"رنگ اس کوٹ میں یہ تو سر کا ہے رنگ تو لیڈیز ہے اور ہے بھی بہت نفیس مگر سر کی جیب میں کیا کر رہی ہے سر نے کسی کو دینے کے لیے رکھی ہے ہو سکتا ہے ارے یار! مجھے کیا ہو گیا ہے کسی کے لیے بھی رکھی ہو۔" رنگ واپس کوٹ میں رکھ کر باہر چلی آئی گارڈن میں کوئی موجود نہیں تھا اس کی نظر جھیل کے اس پار گئی جہاں سب بیٹھے تھے

ان کی طرف آنے لگی تو رضا نے آواز دے کر روکا۔

"علیشا!! اگر بارش میں یہ کپڑے بھی بھیگ گئے تو بہتر ہے وہ بھی رکھ لو۔" دوسری طرف سب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"میں وہاں آ بھی نہیں رہی تھی۔" وہ تپ کر واپس ہوگئی۔

"بارش تھم جائے تو ہم واپس نکلتے ہیں۔" اسفند نے کافی پیتے ہوئے کہا۔ علیشا کا بہت دل چاہ رہا تھا کہ وہ بھی سب کے ساتھ جا کر بیٹھے اکیلے کمرے میں بور ہو رہی تھی۔

"اب اگر گئی تو رضا پھر شروع ہو جائے گا۔" اسفند بھی وہاں بیٹھا تھا اس لیے جانے کا ارادہ ترک کر کے سامنے والے کمرے میں چلی آئی جس کا دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا۔ اسے لگا شاید کوئی اندر ہے یہی سوچ کر اندر چلی آئی وہ بھول گئی تھی کہ یہ وہی کمرہ ہے جہاں اسفند نے کسی کو بھی آنے سے منع کیا تھا۔ اندر قدم رکھتے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا یہ روم اسفند کا ہے اس لیے وہیں دروازے پر کھڑے کھڑے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ بلیو کلر کے پردے کافی اچھے لگ رہے تھے سائیڈ پر جدید طرز کا سنگل بیڈ اور اس کے کچھ ہی فاصلے پر ڈریسنگ ٹیبل موجود تھی جس پر مختلف قسم کے پرفیوم اور دوسری اشیا رکھی تھیں اور دوسری طرف صوفے سیٹ کے ساتھ ٹیبل پر کچھ فائلز اور بک ریکس اور کھڑکی کے ساتھ فریج بھی تھا۔ کمرے کا مکمل جائزہ لینے کے بعد وہ وہاں سے جانے لگی تو اچانک اس کی نظر ٹیبل پر موجود ڈائری پر گئی تو تجسس کے ساتھ اندر چلی آئی اس نے آگے بڑھ کر ڈائری اٹھائی جو کھلی ہوئی تھی۔ جیسے ہی بند کرنے لگی تو یکدم رک گئی اس پر آج کی ڈیٹ درج تھی نہ چاہتے ہوئے بھی سب کچھ بھول کر پڑھنے بیٹھ گئی۔

"مما!! آپ جانتی ہیں آج وہ بھی یہاں آئی ہے۔ مما وہ بالکل آپ کی طرح ہے وہی مسکان وہی آنکھیں وہی سادگی وہی معصوم چہرہ پتہ ہے مما جب وہ میرے ساتھ ہوتی ہے مجھے بہت اچھا لگتا ہے اور جب وہ نہیں ہوتی تو کچھ بھی اچھا نہیں لگتا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے وہ میرے ساتھ نہ ہو کر بھی مجھے ہر سمت دکھائی دیتی ہے اب بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ میرے پاس ہے میرے بہت قریب میرے دل کے پاس میں اسے محسوس کر رہا ہوں یا شاید اس لیے کہ میں اسے تلاش کر رہا ہوں یا پھر یہ سمجھوں کہ مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے۔ مما میں اپنی اس فیلنگ کو کیا نام دوں اگر یہ واقعی پیار ہے تو میں اس کے بغیر نہیں جی پاؤں گا اگر وہ مجھے نہ ملی تو نہیں مما میں ایسا سوچنا بھی نہیں چاہتا نہیں مما میں آپ کے بغیر تو جی رہا ہوں لیکن اس کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پتہ نہیں مما وہ میرے بارے میں کیا سوچتی ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اسے بتاؤں کہ نہیں آپ یہاں ہوتیں تو دیکھتیں کہ وہ آپ کے ڈریس میں بالکل آپ جیسی۔۔۔"

"اس کا مطلب ہے سر کسی پر مرتے ہیں مگر وہ ہے کون؟" ڈائری پڑھنے کے بعد وہ سوچنے لگی۔

"بہت پیاس لگی ہے یہاں تو پینے کے لیے پانی بھی نہیں ہے۔" ٹیبل پر خالی جگ دیکھ کر وہ بولی۔

"ارے میں تو بھول گئی کہ یہاں پر تو فریج بھی موجود ہے پھر نہ کچھ تو ملے گا ہی۔" فریج میں ڈرنک اور کچھ بوتلیں وغیرہ تھیں اس نے کین اٹھایا اور منہ سے لگا لیا۔

"اوہ گاڈ! کتنا کڑوا سا ٹیسٹ ہے پتہ نہیں کیسا ٹیسٹ ہے بالکل بھی مزے کا نہیں۔" خود کلامی کرتی ہوئے بولی اور کین پی کر اپنی پیاس بجھائی۔

"او کے بھئی اس سے پہلے کہ بارش ہو جائے یہ سب اپنا سامان گاڑی میں رکھ لیں جاؤ رضا علیشا کو بھی بلا

لاؤ۔'' سب کو ہدایت دے کر وہ اپنے روم کی طرف چلا آیا۔
''علیشا! کیا ہوا تمہیں؟'' اندر آتے ہی اسفند علیشا کو اس حال میں دیکھ کر گھبرا گیا وہ کارپٹ پر گری ہوئی تھی۔ جلدی سے آگے بڑھا علیشا دھیرے سے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''سر وہ میں نے۔'' اسے اس حالت میں دیکھ کر یکدم ہی اس کے دل کو کچھ ہوا خود پر قابو پاتے ہوئے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

''بولو علیشا کیا ہوا؟''

''سر وہ میں......'' اس نے ہاتھ بڑھا کر سامنے کی طرف اشارہ کیا اسفی نے نظریں اٹھا کر سامنے ٹیبل پر دیکھا اور گھبرا گیا۔

''اوہ گاڈ علیشا! یہ تم نے کیا کیا؟'' یہ دیکھ کر اسے غصہ آ گیا اور نظریں واپس گھما کر اسے دیکھنے لگا مگر اب اسے ہوش کہاں تھا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے اگر کسی کو پتہ چل گیا تو اچانک ہی ایک ڈر نے اسے آ لیا۔

''علیشا! کیا ضرورت تھی تمہیں میرے کمرے میں آنے کی اور تمہیں کولڈ ڈرنک اور شیمپین میں کوئی فرق نظر نہیں آتا جو یوں چڑھا گئی ہو۔ جی میں آ رہا ہے ایک الٹے ہاتھ کا تھپڑ رسید کروں مگر افسوس میں یہ بھی نہیں کر سکتا۔'' اس کا غصہ عروج پر تھا مگر وہ بے جان مورت کی طرح اس کی بانہوں میں تھی۔ اسفند نے اسے گود میں اٹھا کر بیڈ پر لٹا دیا۔

''کیوں علیشا! کیوں کیا ایسا؟'' وہ اس کے قریب بیٹھ گیا۔

''جب میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ میرے کمرے میں نہیں آنا تو پھر کیوں آئیں۔'' وہ اٹھ کر جانے لگا تو علیشا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ مڑ کر دیکھا تو چہرے پر ابھی بھی معصومیت تھی۔ اس کی پلکوں میں نمی واضح تھی جس نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

''علیشا مجھے میرے احساسات کا جواب مل گیا ہے۔'' اسفند خود پر مزید کنٹرول نہیں رکھ پایا۔

''علیشا! جانتی ہو میں نے تمہیں اس حالت میں دیکھا تو ایک پل کے لیے مجھے ڈر لگا۔ علیشا اس ڈر کے احساس نے مجھے اندر سے ہلا کر رکھ دیا۔ آج مجھے احساس ہو گیا کہ پیار کسے کہتے ہیں ہاں علیشا جب سے میں نے تمہیں دیکھا اپنے اندر ایک عجیب سی بے چینی اور اضطراب محسوس کرنے لگا تھا نہیں جانتا تھا کہ یہ سب کیا ہے لیکن اب اچانک جا کر میرے دل کو سکون مل گیا ہو اتنے دنوں کی بے قراری کو جیسے قرار مل گیا ہو۔ آج اس پل نے مجھے احساس دلا دیا کہ میں تم سے بے پناہ محبت کرنے لگا ہوں نہیں جانتا کہ یہ سب سچ ہے یا غلط بس اب ایک بار تم بھی مجھ سے کہہ دو کہ میرے دل میں اٹھنے والے یہ جذبات اور احساسات بے معنی نہیں ہیں۔ غور سے سنو ان دھڑکنوں کو جن میں صرف تمہارا نام ہی گونج رہا ہے۔'' علیشا کا ہاتھ اپنے بائیں جانب سینے پر رکھ کر کہا۔

''سنا تم نے علیشا۔'' وہ اپنی محبت میں بہت مسرور ہو رہا تھا۔

''علیشا! اسفند درانی آج تمہیں اپنا پیار اپنا آپ سونپ رہا ہے اس کا خیال رکھنا۔'' اس نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی کو چوم لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی محبت میں اور آگے بڑھتا یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوہ گاڈ! یہ میں کیا کرنے جا رہا تھا۔ وہ نہیں مگر میں تو ہوش میں ہوں۔'' اسے جب علیشا کا خیال آیا تو کہا۔

''اسفی کیا کر رہے ہو جلدی کرو دیر ہو رہی ہے۔'' اچانک تانیہ اندر چلی آئی۔

''کیا ہوا اسے؟'' علیشا پر نظر پڑتے ہی وہ قدرے چونک کر اسفی کو دیکھنے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور سوچتی

اسفند نے خود آگے بڑھ کر اسے ساری صورت حال سے آگاہ کیا یہ سن کر وہ بھی پریشان ہو گئی۔

رضا کو تو بتانا ہی تھا اس لیے اسے سب کچھ بتا دیا۔

''اب کیا کریں اس حالت میں تو میں اسے گھر نہیں لے جا سکتا۔'' رضا نے گھبراتے ہوئے کہا۔ لہٰذا اسفند نے ہی مسئلے کا حل نکالا۔ اسفند کے کہنے پر تانیہ اسٹاف کے ساتھ چلی گئی اور ان سے کہا کہ علیشا الگ سے رضا کے ساتھ جائے گی اور خود اسفند یہیں ٹھہرے گا۔ فارم ہاؤس اس کا ہی تھا اس لیے کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ علیشا کے گھر موسم کی خرابی کا بہانہ بنا کر رضا نے آج رات یہیں ٹھہرنے کا کہا اب کچھ آرام سے ہو گیا۔

اب صرف علیشا کی ہی ٹینشن تھی۔ کافی دیر سے وہ بارش میں بھیگتے ہوئے باسکٹ بال کھیل رہا تھا اس کے اندر عجیب سی بے چینی اور بے سکونی تھی۔ جتنا اسے سوچ رہا تھا اتنا ہی اس میں ڈوب رہا تھا۔ رہ رہ کر اس کے اعصاب پر چھائی ہوئی تھی۔ اس کا تصور پوری طرح سے اس پر حاوی تھا۔ اسے اپنا بالکل بھی ہوش نہیں تھا تبھی تو اتنی دیر سے اتنی تیز بارش میں اکیلا ہی بال سے الجھ رہا تھا۔ شاید اس عمل سے وہ اپنی بڑھتی ہوئی بے قراری اور دیوانگی کو کچھ کم کر سکے۔

''سر! اتنی تیز بارش میں آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟'' رضا نے جب اسے یوں بھیگتے ہوئے دیکھا تو پوچھ لیا۔

''بس ایسے ہی مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اس لیے باہر چلا آیا۔'' وہ خود میں الجھا الجھا سا بولا۔

''او کے آئیں اندر چل کر باتیں کرتے ہیں۔'' رضا سردی سے کانپتے ہوئے بولا۔

''نو ایٹس او کے تم جاؤ اندر اور آرام کرو۔'' وہ تیزی سے بال لے کر ایک طرف ہٹ گیا۔

''سر! یہاں اتنی ٹھنڈ ہے آپ بیمار ہو جائیں گے۔'' اس وقت وہ وائٹ شرٹ کے ساتھ بلیک پینٹ پہنے ہوئے تھا شرٹ کی آستینیں فولڈ کی ہوئی تھیں اور شرٹ کے اوپر والے بٹن کھلے ہوئے تھے سر سے پاؤں تک مکمل بھیگ چکا تھا سردی کی پروا نہ کرتے ہوئے بھی وہ اب بھی کھڑا کھیل رہا تھا تو رضا نے اسے اندر چلنے کو کہا جو خود گیلری میں کھڑا تھا اس کے بار بار کہنے پر آخر وہ اندر آ ہی گیا۔ کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اور اب وہ رضا کے کہنے پر چینج کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلا آیا۔ یہاں آ کر وہ اور بے چین سا ہو گیا۔ وہ اس کا جواب سننا چاہتا تھا۔ اس کی ہاں...... اس کا اقرار سننے کے لیے من مچل رہا تھا۔ بے قرار ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہ اس کے اٹھنے کا منتظر تھا۔ علیشا دنیا اور مافیہا سے بے خبر اس کے روم میں سو رہی تھی مگر وہ جانتا تھا وہ کسی پل جاگے گی ضرور۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک ہی کچھ گرنے کی آواز آئی وہ گہری نیند سے اٹھ بیٹھا۔ ٹائم دیکھا تو دو بج رہے تھے۔ اٹھ کر باہر چلا آیا۔ باہر آ کر جگہ کا سرسری سا جائزہ لینے کے بعد واپسی کے لیے مڑنے لگا تو پھر سے کھٹ پٹ کی آوازیں آئیں۔ اب کی بار غور کیا تو آواز کچن سے آ رہی تھی جلدی سے اس طرف آیا تو اسے دیکھ کر چونک گیا علیشا سر پکڑے کرسی پر بیٹھی تھی۔

''سر! آپ؟''

''کیا ہوا بھوک لگی ہے۔'' اس کی حالت دیکھ کر پیار سے پوچھا۔

''ہاں پتہ نہیں سر بہت بھاری ہو رہا ہے۔'' کچھ ہی بیزاری لگ رہی تھی اس نے اس کے لیے لائم جوس بنایا۔

''یہ لو اسے پی لو۔''

''مجھے نہیں پینا۔''

''دیکھو یہ پی لو پھر جو کھانا ہو کھا لینا۔'' نہایت نرم لہجے میں کہا تو وہ مزید نک چڑھاؤ ذرا قریب کر بولی۔

READING CORNER http://readingcornerpk.blogspot.com/

"تم نہیں جانتی تم میرے لیے کیا ہو گئی ہو۔" وہ روانی میں بول گیا تو علیشا نے کہا۔

"سر! میں نہیں وہ۔"

"ہاں وہ میرے لیے کیا ہے جانتی ہو۔ میری خوشی، میری چاہت، میری کل کائنات اس کے ساتھ دل کا نہیں روح کا رشتہ جڑ چکا ہے۔ اب تو وہی میرے جینے میرے سانس لینے کی وجہ بن گئی ہے اگر وہ کبھی مجھ سے جدا ہوئی تو نہیں علیشا پہلے ہی اس خیال نے مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا۔" اضطراب، بھیگی آنکھیں، بے چین نگاہیں عجیب سی داستان سنا رہی تھیں۔ وہ بہت عجیب سے اسے دیکھنے لگی۔ کتنا الگ تھا اس کا یہ انداز، کتنا درد تھا اس کی باتوں میں کتنا جذباتی ہو رہا تھا وہ اگر اسے بتاتا کہ وہی اس کی چاہت، وہی اس کا پیار، اس کی دیوانگی اس کی محبت کا حاصل ہے کیسے بتاتا کہ وہی تو اس کے پیار کا سمندر ہے۔ اس کی زندگی کا محور صرف اس کی ذات ہے۔

"علیشا! آپ کس سے پیار کرتی ہیں؟" بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ متوجہ ہوا انداز بالکل نارمل تھا مگر وہ یکدم گھبرا گئی۔ کیا جواب دیتی وہ اس کے سوال کا۔ پیار تو واقعی اسے ہوا نہیں تھا تو پھر کیا کہتی عدنان کا نام وہ لینا نہیں چاہتی تھی۔

"سر! آپ کافی تھک گئے ہوں گے اور مجھے بھی اب نیند آنے لگی ہے۔" وہ بات کو ٹال کر بولی اور جمائی لینے لگی۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ باتوں باتوں میں وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔ تینوں اکٹھے ہی وہاں سے نکل آئے۔ تھکن کے باوجود سورج نکلتے ہی وہ واپسی کے لیے تیاری کرنے لگے۔ گھر آ کر اس نے دن بھر آرام کیا۔ اب بھی اسفند آفس چلا آیا۔ رضا نے آنا ضروری سمجھا لیکن علیشا نہیں آئی۔ وہ خود کو کافی ریلیکس فیل کر رہی تھی۔ آفس سے واپسی پر رضا سیدھا ادھر چلا آیا۔

☆......☆

وہ اسے دیکھ کر چونکی تو وہ نارمل انداز میں بولا۔

"ہاں مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"

"کیا بات ہے؟"

"بتاتا ہوں آپی کافی ملے گی؟"

"ہاں بالکل ابھی لاتی ہوں۔" تحریم وہیں پاس بیٹھی تھی اس لیے پہلے اسے چلتا کیا اور پھر خفیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"رضا کیا بات ہے؟"

"کیا ضرورت تھی تمہیں یہ سب کرنے کی؟" دھیما مگر سخت لہجہ تھا۔

"میں نے کیا کیا؟"

"تمہیں کچھ یاد نہیں؟" اس کے انداز پر اسے حیرت ہوئی۔

"رضا ہوا کیا؟"

"واقعی تمہیں بالکل یاد نہیں۔"

"نہیں۔" اس کے لہجے میں حیرانگی کے ساتھ لاعلمی تھی اسے یقین ہوا واقعی اسے کچھ یاد نہیں کل جو کچھ ہوا وہ سنایا۔ جوں جوں وہ انکشاف کر رہا تھا ویسے ویسے اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑتی جا رہی تھیں۔

"او گاڈ! یہ میں نے کیا کیا؟" حقیقت جان کر وہ صدمے کی سی کیفیت میں مبتلا ہو گئی۔

"کتنی آسانی سے انہوں نے مجھ سے سچ چھپایا تھا تاکہ مجھے شرمندگی نہ ہو اور میں نادان سمجھ نہیں پائی رضا کو

میں کسی کو......"

"نہیں تم نے مجھے پاگل سمجھا ہے کیا۔ اچھا یہ چھوڑو یہ بتاؤ کل چلو گی؟"

"آفس تو ویسے اتنا سب کچھ ہو گیا میں اب کیسے جاؤں گی۔ سب میرے بارے میں کیا سوچیں گے۔"

"ڈونٹ وری یار آفس میں کسی کو علم نہیں۔" مگر اسے ٹینشن ہونے لگی۔

"وہ تو سب جانتے ہیں کیسے نظریں ملاؤں گی میں ان سے نہیں اب میں آفس نہیں جاؤں گی۔"

"کم آن علیشا! سر کو اگر کچھ کہنا ہوتا تو کل ہی کہہ دیتے اور ویسے بھی تم یوں اچانک آفس چھوڑ دو گی تو سب کیا سوچیں گے۔ اس لیے پلیز آفس چھوڑنے کی غلطی مت کرو۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن دو تین دن تک تو میں نہیں جاؤں گی جب تک یہ بات پرانی نہ ہو جائے۔"

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔" آج بھی جب رضا آفس آیا تو اسفند کی بے چینی مزید بڑھ گئی کل تو سمجھ سکتا تھا مگر آج کیوں نہیں آئی۔ رضا نے اس کے گھر والوں کو کچھ بتا تو نہیں دیا۔ ہاں شاید یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ خود سے یہ سوچتا ہوا رضا کے کیبن کی طرف چلا آیا۔

"رضا! علیشا آج آفس کیوں نہیں آئیں؟" رضا نے جب اسے اپنے کیبن میں دیکھا تو کام چھوڑ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی بے تابی اپنی جگہ تھی اس کے تاثرات اپنی جگہ تھے جسے وہ نظر انداز کر گیا۔

"سر! اسے بخار ہے۔" وہ بری طرح چونکا تھا۔

"تو آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں انفارم کیا؟"

"وہ سر میں آپ کے پاس آنے ہی والا تھا مگر کام میں بزی تھا۔" وہ صفائی دیتے ہوئے بولا۔ وہ بجھے چہرے کے ساتھ واپس چلا آیا۔

"مجھے اس سے ملنے جانا چاہیے پتہ نہیں وہ کیسی ہو گی؟ مجھے دیکھ کر نہ جانے کیا سوچے میرا جانا اسے اچھا لگے یا نہ لگے آئی ہوپ اب کی بار اچھا سوچے۔" اسے آج بھی وہ دن یاد تھا۔

"سر! وہ آ گئی ہے۔" تنویر نے آ کر انفارم کیا۔

"آپ کو کسی کی پرواہ ہے کوئی مرے یا جیے آپ کو تو بس اپنے کام سے مطلب ہے یہ بھی نہیں دیکھتے کہ سامنے والا اس پوزیشن میں ہے یا نہیں کہ آپ کو دے سکے... لیجیے اپنی فائلز۔" وہ اندر آتے ہی کسی طوفان کی طرح برسی تھی اسے بخار تھا بھی تو اس نے چھٹی کی تھی مگر اسفند کو یہ علم نہیں تھا جب ہی تو اس نے گھر سے فون کر کے بلایا تھا۔ آنکھوں میں شدید اشتعال تھا۔ چہرہ جو بخار میں تپ رہا تھا اس کا حلیہ بھی بے ترتیب ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بستر سے اٹھ کر چلی آئی ہو۔ نہ ہی کندھے پر گری شال کی پرواہ تھی نہ ہی بالوں کا خیال اپنے حال سے بے خبر وہ جو ایک پل میں اسے بے کل کر گیا تھا اپنی اس حرکت پر وہ پشیمان بھی تھا۔

"آئی ایم رئیلی سوری۔" سر جھکا کر اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

"سر! آئی کم ان؟" عماد کے پکارنے پر یکدم ہی اپنی سوچوں سے باہر آیا۔

"یس کم ان۔" آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے کہا اس پل نے اسے واقعی تکلیف پہنچائی تھی۔ جس علیشا کو اس نے ہمیشہ ہنستے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اسے اس حال میں دیکھ کر وہ خود بھی تو کتنے ہی پل بے چین رہا تھا اور اب یہ جان کر کہ وہ بیمار ہے کسی بھی پل اسے قرار نہیں تھا اسے دیکھے بغیر اسے قرار آ جائے یہ ممکن ہی کہاں تھا۔

"مجھے یہ ذرا اچھا نہیں لگتا میں یہ نہیں پیوں گی۔"

"لگتا ہے اسے کچھ یاد نہیں۔" اس لیے وہ اسے اصل وجہ بتا نہیں رہا تھا۔

"علیشا پی لو اس سے تمہارے سر کا بھاری پن ختم ہو جائے گا۔" اس نے مصنوعی غصے میں ذرا سخت لہجے میں کہا تو اس نے

"علیشا میں کہہ رہا ہوں اس لیے چپ چاپ پی لو۔" کچھ دیر تک وہ اپنے منہ کے زاویے ہی بدلتی رہی۔ پھر جھٹ گلاس منہ سے لگایا اور ایک ہی سانس میں پی گئی۔ یہ دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جب اس کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو خود کو اس ماحول میں دیکھ کر چونک گئی اور حیرت بھری نظروں سے اس کو دیکھنے لگی جو اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو۔"

"کچھ نہیں۔" وہ نظریں جھکا گئی لیکن اس نے محسوس کر لیا تھا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

"علیشا! آپ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی اس لیے ہمیں یہاں رکنا پڑا۔ اسٹاف نادیہ کے ساتھ جا چکا ہے اور اس وقت میں اور آپ......" اتنا بول کر وہ جان بوجھ کر رک گیا۔ تبھی اس نے اس کی طرف دیکھا کیا سماں تھا اس کے چہرے پر گھبراہٹ، ڈر، خوف سب ہی، وہ اس کی حالت پر ہنس دیا۔ اسے مزید پریشان نہ کرتے ہوئے کہا۔

"رضا سامنے والے کمرے میں سو رہا ہے۔" یہ سن کر وہ جیسے پُرسکون ہو گئی۔

"علیشا! اب آپ کیسی ہیں؟" وہ اسے چھوڑنے کمرے تک چلا آیا۔ اسے بستر پر بٹھا کر پوچھا تو اس نے سر ہلا دیا۔

"ایم سوری میں نے آپ کو پریشان کر دیا۔"

"اٹس اوکے۔" اس نے جھک کر شال اس کے کندھے پر ڈال دی۔

"سر! مجھے کیا ہوا تھا؟" اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں کیا واقعی اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ اس کے انکشاف پر وہ بہت حیران ہوا۔ اگر اسے کچھ یاد نہیں تو اس نے سوری کیوں کیا۔ اب وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ جو کافی انجان بنا اسے دیکھ رہی تھی تو اس نے نظریں جھکا کر گہری سانس لی۔

"وہ ایکچوئلی علیشا وہ تمہیں اچانک چکر آ گئے اور تم بے ہوش ہو کر گر پڑی تھیں۔" اسے کچھ یاد نہ ہونے کا اس نے فائدہ اٹھایا۔

"لیکن سر......"

"ارے چھوڑیے لیکن ویکن، کیوں اپنے دماغ پر زور ڈال رہی ہیں آپ آرام کریں۔" وہ مسکرا کر بولا اور واپسی کے لیے مڑا تبھی اس نے کہا۔

"سوری سر! مجھے آپ کے کمرے میں نہیں جانا چاہیے تھا۔"

"ارے ہاں میں تو بھول ہی گیا۔" پلٹ کر اس کی طرف دیکھا تو وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"اٹس او کے علیشا! مجھے برا نہیں لگا۔"

"سر! میں نے ایک اور غلطی کی ہے۔"

"علیشا جو ہوا اسے بھول جائیں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔" اسے لگا وہ اپنی ڈرنک والی حرکت کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہے اس لیے اگنور کرتے ہوئے باہر کی طرف بڑھنے لگا۔

"سر! میں نے آپ کی ڈائری پڑھی۔" وہ فوراً بولی۔ وہ جھٹکے سے پیچھے مڑا تو وہ ساکت ہو گئی۔ اس کا نقش نقش

دل میں اترتا ہوا محسوس ہوا کمال کا بھولپن سادگی تھی اس کے چہرے پر اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"سر! میں نے صرف آج ہی کی رائٹنگ پڑھی ہے۔" کتنا معصوم سا تھا اس کا انداز بے اختیار اس کا قہقہہ چھوٹ گیا۔ وہ نا سمجھی میں اسے دیکھنے لگی۔ اس نے ایسا تو کچھ نہیں کہا تھا جس پر وہ اس قدر ہنس رہا تھا وہ کنفیوژ سی ہو گئی۔ پھر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"ٹیک اٹ ایزی علیشا!" وہ خوش ہو گئی۔ وہ اس کی آنکھوں میں کہیں کھو سا گیا کہیں دور بہت دور۔

"سر! آپ کسی سے پیار کرتے ہیں؟" یہ سوال جو وہ کب سے پوچھنے کی ہمت کر رہی تھی اس وقت خود بخود زبان پر آ گیا۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا پھر نا جانے کیا سوچ کر پُرسکون سا ہو گیا اور اس کے سامنے صوفے پر آ بیٹھا۔

"پوچھو کیا کہہ رہی تھیں تم آج میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔" وہ بھی سب کچھ بھول بھال کر بڑے اشتیاق سے پوچھنے لگی۔

"ہاں علیشا! میں کسی سے محبت کرنے لگا ہوں بے پناہ بس اپنی ماما سے تھوڑی کم لیکن باقی سب سے بہت زیادہ۔" نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی لیکن ان خوبصورت آنکھوں میں کتنا پیار تھا ایک عجیب سا نشہ تھا محبت سے سرشار تھیں اسی کی یہ آنکھیں مگر وہ تو جیسے انجان تھی محبت کے اس بہتے دھارے سے بھی تو یہ اقرار سن کر اسے کچھ نہیں ہوا تھا شاید اس کا دل اس جذبے سے عاری تھا۔

انجان ہے محبت کے افسانوں سے اس کے سلگتے ارمانوں سے یہ جانتی ہی نہیں کہ محبت کیا چیز ہے محبت کسے کہتے ہیں۔ "محبت شاید اسے ابھی ہوئی نہیں تھی ورنہ محبت تو وہ ہے جو آنکھوں سے پڑھ لی جائے۔ محبت ہو پھر کہنے کی ضرورت ہی کہاں رہتی ہے اسے تو بند آنکھوں سے بھی محسوس کیا جا سکتا ہے مگر جب سامنے والا ہی نا سمجھ نادان ہو تو یہ اقرار بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اسفند کی نظریں خود پر گڑی دیکھیں تو اس کی اٹھی پلکیں دوبارہ جھک گئیں۔

"سر! کون ہے وہ؟" اس کی جھکی نظریں دوبارہ سے اس کے چہرے کا طواف کرنے لگیں۔

"بتا دوں؟" اس کے لہجے میں شوخی تھی اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

"تم۔" بنا کسی ہچکچاہٹ کے کہا یہ بھی نہ سوچا کہ اس کے دل پر کیا بیتے گی۔

"میں؟" یکدم ہی اس کا دل بے قابو ہو گیا تیزی سے چلتی سانسوں پر اپنا کنٹرول کھو بیٹھی وہ بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"ریلیکس علیشا! میرے کہنے کا مطلب ہے کہ تم جان کر کیا کرو گی؟" اس میں جان جیسے واپس آ گئی ہو اس کی حالت دیکھ کر ایسا لگا جیسے شاید یہ ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں اس لیے بات کو گھما گیا اس کا سکون اسے بے چین کر گیا۔

"علیشا! وہ ابھی اس سب کے لیے تیار نہیں مجھے ڈر ہے میں اس کا اقرار سننے سے پہلے اسے کھونا نہیں چاہتا۔" کتنی تڑپ تھی کتنی بے چینی تھی اس کی آواز میں مگر وہ اب بھی سمجھ نہیں پائی تھی۔

"سر! اس کا مطلب وہ آپ سے پیار نہیں کرتی۔" اسفند نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں ایسا بالکل بھی نہیں ہے شاید وہ اقرار سے ڈرتی ہے۔"

"لیکن کیوں سر؟"

"نہیں جانتا۔" وہ بے دل سا ہو گیا۔

"مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ بھی مجھ سے اتنا ہی پیار کرتی ہے۔" جبکہ اسے دیکھ کر ایسا نہیں لگتا تھا۔

☆......☆

"علیشا! او دیکھو دروازے پر کون ہے؟"

"آپی پلیز آپ دیکھ لیں میں کچن میں ہوں۔" گیٹ کھولا تو سامنے نہایت اسمارٹ ہینڈسم لڑکے کو کھڑے پایا تو حیران ہو کر پوچھا۔

"جی آپ کون؟"

"میں اسفند درانی، علیشا کا باس۔"

"آئیے آپ اندر آئیے۔" وہ اندر چلا آیا۔ ڈرائنگ روم میں مما کے ساتھ بٹھا کر تحریم سیدھی کچن میں چلی آئی۔

"علیشا! تمہارے باس آئے ہیں۔"

علیشا کے لیے یہ خبر انہونی تھی جسے سن کر وہ گلاس کا نقصان کر چکی تھی۔

"آپ سچ بول رہی ہیں۔" وہ بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھی۔

"ہاں مگر تمہیں کیا ہوا؟" اس کا ری ایکشن دیکھ کر تحریم حیران ہو گئی۔

"اوہ گاڈ! پتہ نہیں یہ سر کیوں آئے ہیں مما سے میری شکایت کرنے تو نہیں آئے۔" من ہی من سوچ کر گھبرا گئی۔

"آپی آپ ذرا چائے وغیرہ دیکھیں میں دیکھ کر آتی ہوں۔" وہ بھی بوکھلائی ہوئی اندر چلی آئی۔

"ارے سنبھل کر زمین پر کانچ بکھرے پڑے ہیں۔" ان سے...

"آؤ علیشا! تمہاری ہی باتیں ہو رہی تھیں۔" مما نے جب اسے پکارا تو اسفند نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وائٹ شلوار قمیص میں ملبوس تھی شرٹ کی آستینوں پر اور گلے پر خوبصورت موتی ٹنکے ہوئے تھے اور بڑے سے دوپٹے کے کنارے پر بھی سیاہ موتی چمک رہے تھے ایک لمحے کے لیے اسفند کی نگاہیں اس کے چہرے پر آ کر رک گئیں۔ اس کا چہرہ بالکل پھول کی مانند کھل رہا تھا۔ بخار یا اس جیسی کوئی اور بات اس کے چہرے پر عیاں نہیں تھی۔ یہ دیکھ کر اس کے اندر تک سکون اتر گیا۔ بے قرار روح کو جیسے قرار مل گیا ہو۔ ہر پل بڑھتی بے چینی دور ہو گئی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ ریلیکس ہو گیا۔ ابھی بھی ٹکٹکی باندھے اس کو دیکھ رہا تھا۔

"سر! آپ یہاں؟" اس کے حیران کن لہجے نے اسے چونکا دیا۔ یہ سن کر اس کی جان میں جان...

"ایکچولی مجھے پتہ چلا کہ آپ بیمار ہیں اس لیے خیریت پوچھنے چلا آیا۔"

گہری سانس لی۔

"ایسی کوئی بات نہیں بس کچھ کام تھا اس لیے۔" وہ نارمل انداز میں بولی۔

"اوکے تو پھر کل آپ آ رہی ہیں ناں؟" وہ پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

"جی سر۔" یہ سن کر وہ کھڑا ہو گیا۔

"اوکے اب میں چلتا ہوں۔"

"ارے سر ایسے کیسے چائے نہ ٹھنڈا۔"

"تھینکس اوکے پھر کبھی۔"

"ارے بیٹا! جب آئے ہو تو تھوڑی دیر تو بیٹھ جاؤ۔" مما نے جب اتنی اپنائیت سے کہا تو وہ انکار نہ کر سکا اور بیٹھ گیا۔ علیشا بھی یہ دیکھ کر جلدی سے چائے لینے چلی آئی۔

"آپی! مجھے یہ سن کر بہت حیرت ہوئی کہ سر میری خیریت پوچھنے آئے ہیں۔" اسفند کے جانے کے

تحریم سے اپنی حیرانگی کا ذکر کر رہی تھی۔

"اوہو علیشا! تم تو اس طرح ان سے ڈر رہی ہو جیسے وہ تمہیں کھا جائے گا۔ کتنے اچھے اور نائس انسان ہیں مگر تم نے انہیں ہٹلر سے بھی زیادہ سنگین بنا رکھا ہے۔"

"ہاں بھئی بڑے اچھے اخلاق کا لڑکا ہے۔" تحریم کی مما نے بھی اس کی تعریف کی تو وہ چپ ہو گئی۔ خاموشی سے ان کی باتوں پر سر ہلانے لگی۔ اسفند نے کہہ دیا تھا اس لیے خود کو بھی آفس جانے کے لیے تیار کر لیا تھا۔ روز کی طرح آج بھی ہارن عروج پر تھا جلدی سے چیزیں لے کر باہر چلی آئی۔

"ارے واہ رضا! یہ تمہاری ہے کس کی ماری؟" باہر آ کر جب اس نے رضا کی بائیک کی جگہ گاڑی کو دیکھا تو حیران رہ گئی۔ رضا تو اس کے یوں کہنے پر تپ گیا۔

"اسفند سر نے مجھے میری سکسیس پر دی ہے۔"

"لیکن تم نے کونسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جو سر نے تمہیں گاڑی دے دی۔"

"یار! وہی جو میں ثانیہ کے ساتھ اسلام آباد گیا تھا۔"

"ویل ڈن کانگریچولیشن۔" علیشا نے اسے مبارکباد دی۔

☆......☆

"سر! آپ نے یہ فائل منگوائی تھی۔" علیشا نے فائل اس کے سامنے بڑھائی۔

"جی ہاں۔" اس وقت روم میں ابیحا بھی موجود تھی۔ جو اپنی شادی کی وجہ سے ریزائن دینے آئی تھی۔

"علیشا! ابیحا تو اب جا رہی ہیں اس لیے اب آپ میری پرسنل سیکریٹری اپائنٹ کی جاتی ہیں۔" علیشا کو یہ سن کر حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی تھی۔

"سر میں جاؤں۔" دونوں ایک ساتھ بولیں۔ اسفند نے انہیں دیکھا۔

"اوکے جائیں۔"

"واہ علیشا! اب تو آپ پرسنل سیکریٹری ہو گئی ہیں پھر تو ہماری ٹریٹ بنتی ہے۔" رضا نے سب کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

"اوکے لنچ بریک میں سب کو میری طرف سے ٹریٹ ہے۔"

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" اچانک ہی اسفند کی آواز پر سب یکدم خاموش ہو گئے۔

"سر وہ ہم علیشا سے ٹریٹ مانگ رہے تھے۔" اسفند نے سامنے کھڑی علیشا پر نظر ڈالی جو اٹھتی گرتی پلکوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں بھئی ضرور دیجیے مجھے چھوڑیے گا مت۔" اس کا مسکراتا لہجہ سب کو حیران کر گیا وہ واپس چلا آیا۔

"ارے واہ کمال ہو گیا سر تو آج بڑے ہی اچھے موڈ میں تھے۔" اسفند کے جانے کے بعد فہد نے کہا۔

"ایکسکیوزمی یور ٹائم از اوور۔"

"واٹ اتنی جلدی۔" رضا نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ سب فوراً وہاں سے نکلے۔ علیشا ہاتھ میں پکڑی آئس کریم کھاتی مزے سے جا رہی تھی کہ سامنے سے آتے شخص سے ٹکرا گئی وہ غصے سے بولی۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتے سارا ڈریس خراب کر دیا۔" بنا دیکھے ہی برس پڑی۔

"آئی ایم سوری۔" ایک مانوس سی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی اس نے جلدی سے سر اٹھا کر دیکھا۔

"س... سر آپ۔" وہ اسے دیکھ کر جلدی سے اپنی آئس کریم چھپانے لگی یہ خیال ہی نہیں رہا کہ وہ پہلے

READING CORNER

ہی دیکھ چکا تھا۔ اس کی حرکت پر وہ مسکرانے لگا۔

"ایس او کے علیشا! کیا آپ ہمیں ٹریٹ نہیں دیں گی۔" اس کا یہ انداز حیران کر دینے والا تھا۔

"لیکن سر! اب تو لنچ بریک ختم ہو گیا۔"

"ہمارے لیے بھی یہ پابندی ہے؟" وہ سرگوشی کرتے ہوئے بولا تو وہ اس کے انداز پر اسے دیکھتی رہ گئی۔

"چلیں؟"

"جی ہاں سر! آپ کو کیا پسند ہے؟" وہ کافی گھبرائی سی لگ رہی تھی۔

"جو آپ کو پسند ہو۔" اس کے ساتھ چیئر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اچانک اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔ دیکھا تو تانیہ کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

"علیشا! جسٹ آ منٹ۔" وہ ریسیو کرتے ہوئے سائیڈ پر چلا آیا۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد واپس آیا۔ نظر جب ٹیبل پر گئی تو رک گیا۔

"علیشا! آئی تھنک یہ کسی اور کی ہے۔"

"نو سر! یہ ہماری ہی ٹیبل ہے۔" وہ بری طرح چونکا کیونکہ ان کی ٹیبل پر اس وقت کینٹین سے ملنے والی تمام چیزیں موجود تھیں۔ کتنا بے ساختہ تھا اس کا قہقہہ جس کے لیے تو وہ کچھ سمجھ ہی نہ پائی تھی۔

"اوہ گاڈ علیشا! تم بھی ناں۔" وہ ابھی تک مسکرا رہا تھا اور وہ شرمندہ سی ہو رہی تھی۔

"میری لیس یہ ٹریٹ میں کبھی نہیں بھولوں گا۔" وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"علیشا! کیا تم بعد میں بھی ایسا کرو گی۔" مگر وہ نجانے خود کو کہاں تصور کر رہا تھا۔ یہ پل تو جیسے اس کے لیے آب حیات تھے۔ اس کی ایک ایک ادا اور اس پل کو اپنے کل میں سمو رہا تھا لیکن اسے کیا خبر تھی کہ جس کی وہ تمنا کر رہا تھا جسے اپنے خیالوں میں اپنے سپنوں میں اپنے کل میں بھیج رہا تھا وہ محض اس کی ادھوری محبت ہے۔ جسے وہ اپنے اندر باہر محسوس کر رہا تھا کیا وہ اس کی بن سکے گی کیا وہ اسے حاصل کر پائے گا' کل کی کسے خبر؟

"آج کا یہ حسین پل میری زندگی کے خوبصورت پلوں میں سے ایک تھا۔ وہ میرے بالکل سامنے بیٹھی تھی۔ کاش میں اسے بتا سکتا کہ میں اس کے بغیر کیا ہوں وہ میری محبت' میری چاہت' میری زندگی ہے۔ کیا اسے میری محبت نظر نہیں آتی کیا وہ جان نہیں سکتی کہ میرا دل ہر وقت اسے دیکھنے کے لیے مچلتا رہتا ہے کیا ان آنکھوں میں اپنا عکس اپنا وجود دکھائی نہیں دیتا یا پھر وہ میری محبت سے واقف ہے اور شاید میرا امتحان لے رہی ہے کیا ایسا بھی ہوا ہے کہ جل کر مٹ جائیں اور شمع کو خبر بھی نہ ہو۔ ہاں وہ جانتی ہے میری محبت کو میری بڑھتی ہوئی چاہت کو میرے عشق سے وہ انجان نہیں میں بھی دیکھتا ہوں وہ میری محبت کا اور کب تک امتحان لیتی ہے۔ آخر خود ہی ان بانہوں میں تڑپ کر نہ سمائی تو میری محبت محبت نہیں۔ آج سے امتحان تمہارا بھی ہے علیشا میری یہ بانہیں بے صبری سے تمہارا انتظار کریں گی۔" اس لائن کے اختتام پر اس نے اپنی ڈائری کو بند کیا اور اٹھ کر بستر پر چلا آیا۔

☆......☆

"مبارک ہو اب آپ میرے ساتھ نہیں جا رہیں۔" اچانک دروازے کی سمت سے آواز آئی تو علیشا نے مڑ کر دیکھا تو سامنے عدنان کھڑا تھا۔ چہرے پر خفگی نمایاں تھی۔ اسے دیکھ کر علیشا نے نظریں دوبارہ موڑ لیں۔ عدنان یورپ جا رہا تھا اس لیے چاہتا تھا کہ علیشا بھی اس کے ساتھ چلے شادی کر کے وہ بھی ایک ہفتے کے اندر اندر آفس سے آتے ہی اس کے لیے یہ خبر کسی قیامت سے کم نہیں تھی۔ جھنجھلا کر تحریم کو اپنے ساتھ ملا کر اس بات کو ٹالا۔ دونوں کے درمیان خاموشی کے پل بیت گئے۔ عدنان علیشا کے انکار کی وجہ جاننا چاہتا تھا اس لیے ابھی تک

READING CORNER

وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جبکہ وہ اس سے نظریں چرا رہی تھی۔
"کیا میں انکار کی وجہ جان سکتا ہوں۔" وہ اب بھی خاموش تھی۔
"بولو علیشا! میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔" اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔
"عدی! آپ جانتے ہیں اتنی جلدی سب کچھ ارینج کرنا بہت مشکل ہے ماما بابا کے لیے۔"
"انکار تم نے کیا ہے وہ اب بھی راضی ہیں۔"
"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"
"یہی کہ تم....." اتنا کہہ کر وہ رک گیا۔
"رک کیوں گئے کہیے ناں عدی! کیا میں اس بے اعتباری کی وجہ جان سکتی ہوں۔" علیشا نے جیسے اس کی نظروں کو پڑھ لیا ہو۔
"وجہ تم خود ہو۔" علیشا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی وہ ہنس دیا۔
"یہ سب کیا ہے عدی؟"
"ایم سوری یار میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ واقعی تمہارے انکار کی وجہ یہی ہے یا کچھ اور مگر اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہارے انکار کی وجہ کوئی نہیں ہے ویری اگین سوری میں نے تمہیں یونہی ہرٹ کیا۔" اس کی حرکت پہ وہ اندر ہی اندر کھول رہی تھی مگر عدنان کو شاید اس کی پرواہ نہیں تھی۔
"اچھا یہ بتاؤ میرے جانے کے بعد مجھے فون کرو گی؟"
"دیکھوں گی۔"
"دیکھوں گی نہیں کرو گی۔"
"جی۔" وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔
"ویسے سچ میں تمہیں بہت مس کروں گا اگر تم میرے ساتھ چلتیں تو ویل ایس او کے آج نہیں تو کل تمہیں میرے پاس ہی آنا ہے۔"
"میرے خیال سے باہر سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔" اس نے جب اس کا ہاتھ تھام کر اپنا حق جتایا تو وہ گھبرا سی گئی۔
"ہاں بھئی چلو۔" یوں تو سب اس کی مرضی سے ہوا تھا مگر اس کی وجہ سے پھوپھو کچھ خفا سی ہو گئی تھیں مگر سب خاموش تھے بلا ٹلی تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

☆......☆

"علیشا! سر پوچھ رہے ہیں اور کتنا ٹائم لگے گا۔"
"بس دو منٹ اور۔" اس نے تیزی سے پیپرز ٹائپ کرتے ہوئے کہا۔ جب سے نئے پروجیکٹ پر کام شروع کیا تھا سب ہی کی توجہ اس پر تھی آفس کا ٹائم بھی بڑھا دیا گیا تھا۔
"سر! یہ فائل۔" وہ کام میں اس قدر بزی تھا کہ بنا نظر اٹھائے اس سے فائل لے کر رکھ لی۔ جگہ جگہ فائلز بکھری ہوئی تھیں دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ اسفند کا کیبن ہے۔ فائل دے کر وہ واپس چلی گئی۔ اسفند نے اسے اسائمنٹ کمپلیٹ کرنے کو کہا تھا۔ سارا دن وہ کام میں بزی رہی۔ اسائمنٹ مکمل کر لیا تو اسفند کو چیک کرانے کے لیے آئی دیکھا تو وہ صوفے پر بیٹھا ٹانگیں سامنے ٹیبل پر رکھے سو رہا تھا۔ وہ اسے غور سے دیکھنے

لگی۔ اس کے بال بے ترتیب ہو کر اس کی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی ہوئی تھی شرٹ کی آستینیں بھی فولڈ کی ہوئی تھیں پین اب بھی اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔ اس کا بغور جائزہ لینے کے بعد وہ آگے بڑھی اور ٹیبل پر بکھری فائلز سمیٹنے لگی۔ اچانک گلاس اس کے ہاتھ سے ٹکرایا اور نیچے جا گرا اسی لمحے اس کی آنکھ کھل گئی۔
"علیشا! تم یہاں؟"
"سر وہ میں....." اس کی نیند سے بوجھل آنکھیں دیکھ کر وہ ہڑبڑا سی گئی۔ اسی کی نظر ٹوٹے ہوئے گلاس پر پڑی۔
"ایس او کے پیون سے کہیے وہ صاف کر دے کام بتاؤ کچھ کام تھا۔"
"جی سر میں یہ فائل دینے آئی تھی۔"
"ٹھیک ہے رکھ دیں میں چیک کر لوں گا۔"
"سر آج آپ گھر چلے جائیے گا۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تو اس نے رک رک کر کہا۔
"تو میں ٹھیک ہوں ایک دن کی بات ہے اس کے بعد ریسٹ ہی کرنا ہے۔"
"سر آپ کام کی ٹینشن مت لیں میں ہینڈل کر لوں گی۔ احمر نے بتایا تھا کل رات آپ یہیں تھے سر پلیز آج مت ٹھہریے گا۔" کتنا اپنا سا لگ رہا تھا اس کا یہ انداز کتنی چاہ کتنی اپنائیت سے کہہ رہی تھی۔
"او کے نہیں ٹھہروں گا۔"
"تو ابھی سب کے ساتھ نکلیں۔"
"واٹ آٹھ بج گئے۔"
"جی سر۔"
"او گاڈ! میں نے مسٹر ہمدانی کو ٹائم دے رکھا تھا۔" ایک ہی جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
"سر! بہت ضروری ہے؟"
"یس علیشا۔"
"لیکن سر آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں آپ کو آرام کی ضرورت ہے آپ اتنی لمبی ڈرائیو کریں گے ان کا آفس بھی اتنا دور ہے۔"
"ہاں مگر جانا ضروری ہے میرے پاس اور دوسرا آپشن بھی نہیں ہے۔ اگر تانیہ ہوتی تو وہ چلی جاتی مگر اب کے مجبوری۔"
"سر آپ رضا کو بھیج دیجیے۔"
"ارے ہاں مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔" کچھ دیر میں رضا ان کے آفس میں موجود تھا۔ اسفند نے اسے ساری ڈیٹیلز بتا دیں۔
"او کے سر میں چلتا ہوں۔"
"او کے جلدی نکلو وہ انتظار کر رہے ہوں گے۔" اچانک وہ رک گیا۔
"علیشا تم گھر کیسے جاؤ گی۔"
"ڈونٹ وری میں اسے ڈراپ کر دوں گا تم جاؤ۔" رضا چلا گیا۔
"لیکن سر آپ کیسے؟"
"علیشا! میں ٹھیک ہوں اب چلیں۔" علیشا اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اسفند خاموشی سے

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/

ڈرائیونگ کر رہا تھا مگر علیشا اس سے کچھ کہنا چاہ رہی تھی اس لیے بار بار اسے دیکھ رہی تھی۔

"سر! ایک بات پوچھوں؟" اسفند نے اثبات میں سر ہلایا۔

"سر وہ ڈائری والی لڑکی کون ہے؟" وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں نا جانے کیا محسوس کیا۔

"علیشا! میں نے کہا تھا وقت آنے پر میں بتاؤں گا بلکہ ملواؤں گا۔"

"کیا آپ اس سے ملتے ہیں؟"

"ہاں روز ملتا ہوں۔"

"لیکن کب سارا دن تو آپ آفس میں گزارتے ہیں تو پھر اس سے کب ملتے ہیں۔"

"اس سے بھی تو آفس میں ہی ملتا ہوں۔" وہ اپنی جگہ اچھل پڑی لیکن اس کا انداز نارمل تھا۔

"ہاں بھئی آفس میں کبھی وہ میرے پاس آجاتی ہے، کبھی میں اس کے پاس چلا جاتا ہوں۔"

"اس کا مطلب اسٹاف میں سے کوئی ہے۔"

"ہاں لیکن آپ کو اتنی بے چینی کیوں ہو رہی ہے۔" اس نے الٹا اس پر وار کیا تو وہ یکدم گھبرا گئی۔

"نو سر! ایسی کوئی بات نہیں۔" وہ اندر ہی اندر بے چین ہونے لگی۔

"آخر اسٹاف میں کون سی لڑکی ہو سکتی ہے جسے سر پسند کرتے ہیں۔" اس کی بے قراری بڑھتی جا رہی تھی اس لیے جلدی سے پوچھا۔

"سر وہ کیسی دکھتی ہے؟" وہ بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھے جا رہی تھی وہ ایک پل کے لیے ٹھٹکا پھر نارمل ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

"اس کے لمبے ریشمی بال کبھی کبھی شانوں پر بکھرتے ہیں مگر جب بکھرتے ہیں تو بادلوں کی سیاہی بھی کم لگنے لگتی ہے۔ اس کی جھلملاتی آنکھیں جب میری نظر سے ٹکراتی ہیں تو حیا سے جھک جاتی ہیں اس کے گلابی رخسار اور پنکھڑی ہونٹ جو بن کہے بہت کچھ بول جاتے ہیں۔ اس کا حسین پرکشش سراپا تو بس اپنی مثال آپ ہے۔ چنچل سی معصوم اور کبھی کبھی تو بچوں جیسی جس پر اور بھی پیار آتا ہے۔ جی چاہتا ہے بس اسے

"سر..." وہ کچھ زیادہ ہی آگے نکل رہا تھا علیشا نے اسے ٹوک دیا اور شاید اس لیے بھی کہ وہ اپنے اندر عجب سی فیلنگز محسوس کرنے لگی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر سمجھ بھی گیا تھا مگر وہ خود نہیں سمجھی تھی۔

"علیشا! اس کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی فیلنگز بالکل نہیں چھپا سکتی ہے جو اس کے دل میں ہو اس کی آنکھوں میں صاف پڑھا جا سکتا ہے بہت بھولی ہے وہ سچ پوچھو تو علیشا جب سے وہ میری زندگی میں آئی ہے تو مجھے اپنا آپ اچھا لگنے لگا ہے۔ پہلے نہ اپنا ہوش تھا نہ دنیا کی پرواہ مگر اس کے آتے ہی مجھے نئی زندگی مل گئی وہ ایک لڑکی نہیں ہے میری زندگی ہے میرے جینے کی وجہ۔"

"آج اسے یہ احساس ہوا ہوگا کہ وہ مجھے پیار کرتی ہے کتنی بے چینی تھی اس کے چہرے پر شاید میں نے غلط کیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا نہیں کم از کم اسے بھی تو پتہ چلے کہ پیار میں جلن کیسی ہوتی ہے ابھی تو صرف شروعات ہوئی ہے۔ ابھی تو اور بھی ہیں عشق کے امتحان دیکھتے ہیں علیشا تم کب تک انکار کر پاؤ گی۔ سنو پاگل لڑکی کہی اور ان کہی کے درمیان سولی پر لٹکی ہو تمہیں معلوم ہے تم جان کر منزل سے بھٹکی ہو۔ یہ نہیں کہ تم بہت خوددار ہو پر یہ حقیقت ہے انا کی ایک حد اچھی ہے مگر اس کے آگے محض یہ خود فریبی ہے اذیت سہہ رہی ہو اور چپ ہو کیا قیامت ہے تم آخر مجھ سے کیوں نہیں کہتیں کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔" روز کی طرح آج بھی اپنی

ڈائری سے اپنا حال دل تحریر کر رہا تھا۔

☆..........☆

آج آفس میں سب ہی بہت خوش تھے۔ کیونکہ ان کے ایک ہفتے کی محنت رنگ لائی تھی جس پروجیکٹ پر وہ لوگ کام کر رہے تھے آج وہ مکمل ہو گیا تھا۔ پورا ہفتہ اتنا بزی رہا کہ علیشا، عدی سے بات نہیں کر پائی تھی لیکن آج اس نے اسے کئی فون کیے تھے۔ گھر پہنچ کر سب کو اپنی سکسیس کے بارے میں بتا رہی تھی اور اسفند کی یوں تعریفیں کرنا شروع ہوئی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی تبھی تحریم نے ٹوک کر کہا۔ "علیشا! خیریت تو ہے آج تم اپنے اکڑو باس کی تعریف کر رہی ہو۔"

"ہاں آپی! جب سے میں نے انہیں قریب سے جانا ہے ان کی پرسنالٹی سامنے آئی ہے وہ جیسے غصے والے نظر آتے ہیں ایسے بالکل بھی نہیں ہیں بہت کیئرنگ اور نائس ہیں۔" وہ مما کے گرد بانہیں پھیلا کر بولی۔

☆..........☆

"اوہو یہ رضا کے بچے کو گاڑی کیا مل گئی اپنے آپ کو آسمان پر سمجھنے لگا ہے آ رہی ہوں بابا۔" مسلسل ہارن پر وہ تپ گئی۔ جلدی جلدی میں جوس کے گھونٹ گلے میں اتارے اور باہر نکل آئی۔ عدنان کو سامنے دیکھ کر چونک گئی۔

"آپ کب آئے؟"

"کل شام کو۔" گاڑی میں بیٹھتے ہی پوچھا تو وہ اسے دیکھ کر بولا آج اس کے آنے سے نجانے کیوں خوشی نہیں ہوئی تھی اس لیے مزید کچھ کہے بنا خاموشی سے بیٹھی گزرتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

"تم نے مجھے فون کیوں نہیں کیا؟" اچانک سوال پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ٹائم ہی نہیں ملا۔" مختصر سا جواب ملا۔

"اوہ بہت بزی ہو گئی ہو۔"

"میں نے کہا ناں مجھے ٹائم نہیں ملا دن رات اتنے مصروف تھے آخر کانٹریکٹ پورا کرنا تھا اسفند سر تو کافی پریشان تھے۔"

"اوہ تو پراجیکٹ کامیاب رہا۔" اس کی نگاہیں مسلسل اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں تو اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"سر نے پارٹی بھی دی تھی۔"

"کس خوشی میں۔" اس کا سوال کافی عجیب لگا مگر ظاہر نہ کرتے ہوئے بولی۔

"سکسیس کی خوشی میں۔"

"اوہ تو پھر آپ چیف گیسٹ ہوں گی۔" بنا سوچے سمجھے ہاں کہہ گئی تو وہ مسکرانے لگا اس کی مسکراہٹ میں طنز واضح تھا۔ وہ گاڑی سے اتر کر اندر چلی گئی اور عدنان گاڑی گھما کر واپس چلا گیا۔

"علیشا! سر تمہارا کب سے ویٹ کر رہے ہیں۔" اندر آئی تو ندا نے اسے انفارم کیا۔

"سب ٹھیک تو ہے؟"

"آئی ڈونٹ نو تم خود ہی جا کر پوچھ لو۔"

"سر! آپ نے بلایا۔"

"علیشا! آج آپ نے اتنی دیر کر دی خیریت؟" اندر قدم رکھتے ہی اس نے پوچھا۔

"سر وہ ایکچولی......"

"خیر چھوڑیے آپ بیٹھیے آج سب سے خاص دن ہے آج تانیہ کی برتھ ڈے ہے آپ سب نے آنا ہے شام میں۔" وہ اثبات میں سر ہلا کر روم سے باہر نکل آئی۔

☆......☆

علیشا جب تیار ہو کر باہر آئی تو مما کے ساتھ تحریم بھی اس کی تعریف کرنے لگی۔

"واؤ علیشا آج تو تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

"تھینک یو۔"

"یار! اب آ بھی جاؤ۔" رضا تقریباً آدھے گھنٹے سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ علیشا کو دیکھا تو گرنے کے انداز میں کہا۔

"واؤ یار آج کس ارادے سے تیار ہوئی ہو۔ کہیں کوئی خاص پروگرام تو نہیں؟"

"شٹ اپ رضا چلو اب نکلو اگر آج بھی لیٹ ہوگئے تو سر آج بھی سنا دیں گے۔" جیسے ہی یہ لوگ گیٹ سے نکلے سامنے سے عدنان کی گاڑی چلی آرہی تھی۔

"کہاں جا رہے ہو تم دونوں؟" دونوں کا بغور جائزہ لینے کے بعد کہا۔

"وہ ایکچولی ہم اپنے فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں جا رہے ہیں۔"

"کون ہیں تمہارے باس کیا نام ہے ان کا۔"

"ارے سر کی نہیں تانیہ کی برتھ ڈے ہے۔"

"او اوکے تو میں چلتا ہوں۔"

"عدنان اگر تم چاہو تو ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔"

"رئیلی؟" رضا نے آفر کی تو عدنان سے پہلے علیشا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ہاں بھئی ویسے بھی سر نے کہا تھا اگر آپ اپنی فیملی میں سے کسی کو لانا چاہیں تو لے آیئے گا۔" علیشا نے اعتراض کیا۔

"ویل اوکے رضا تم لوگ جاؤ مجھے ویسے بھی کچھ کام ہے۔" اسے علیشا کا یہ رویہ ٹھیک نہیں لگا اس لیے بہانہ بنا کر کہا رضا نے اسے گھورا تو مجبوراً بولی۔

"عدی! آپ کام چھوڑیے اور چلیے ہمارے ساتھ۔" نا چاہتے ہوئے بھی اسے اصرار کرنا پڑا تو وہ فوراً تیار ہوگیا۔ آفٹر آل اسے اس کا ساتھ چاہیے تھا۔ تانیہ کو یہ سرپرائز بے حد پسند آیا تھا۔ اسفند بلیک ڈریس میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ وہ کافی بے چینی سے علیشا کا انتظار کر رہا تھا۔ بیس منٹ کے بعد اسے دیکھ کر اس کی بے چینی دور ہوئی۔ ہاتھ میں بکے تھامے وہ اس کی طرف چلی آئی۔ اسے دیکھ کر وہ ہوش کھو بیٹھا اس نے ریڈ کلر کی بہت خوبصورت میکسی پہن رکھی تھی جس میں وہ پری کی طرح لگ رہی تھی۔ ہلکا سا دوپٹہ گلے میں ڈال رکھا تھا اور بالوں کو جوڑے کا شیپ دے کر قید کیا ہوا تھا۔ سر سے لے کر پاؤں تک غضب ڈھا رہی تھی۔ اسفند اسے دیکھ کر دیکھتا ہی رہ گیا۔ یہاں تک کہ وہ چل کر اس کے قریب پہنچ چکی تھی مگر اس کی نگاہیں تھیں کہ مسلسل اس پر لگی ہوئی تھیں۔

"ہیلو سر!" اس کے پکارنے پر وہ ہوش میں آیا۔

"سر یہ برتھ ڈے گرل کہاں ہیں؟" رضا نے پوچھا۔

"میں یہاں ہوں۔" تانیہ انہیں دیکھ کر ان کے پاس چلی آئی۔

رضا نے گفٹ آگے بڑھاتے ہوئے اسے وش کیا۔ اس نے مسکرا کر گفٹ تھام لیا۔

"واؤ علیشا! یو آر لکنگ سو گورجیئس۔"

"تھینک یو۔" اپنی تعریف سن کر مسکرا کر کہا۔ اس نے بکے اسے تھمایا۔

"علیشا! ویسے ان پھولوں میں اور تم میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آرہا۔" تانیہ نے پھر اس کی تعریف کر دی تو وہ شرما کر سر جھکا گئی۔ اتنے میں عدنان گاڑی پارک کر کے ان کی طرف چلا آیا۔ اسے دیکھ کر اسفند شاک رہ گیا۔ تانیہ بھی اسے اجنبی نظروں سے دیکھ رہی تھی تو پھر علیشا نے اس کا تعارف کرایا۔ اپنے کزن کی حیثیت سے عدنان نے نوٹ کیا مگر خاموش رہا۔ تانیہ خوش دلی سے اس سے ملی مگر اسفند چاہ کر بھی ایسا نہ کر پایا۔ کیونکہ اس نے آج علیشا کو صرف اپنے ساتھ تصور کیا تھا عدنان کی آمد پر اس کا موڈ آف ہوگیا۔ سب کی تالیوں کی گونج میں تانیہ نے کیک کاٹا اور سب سے پہلے اسفند کو کھلایا علیشا جو عدنان کے ساتھ کھڑی تھی اسے اس کے ساتھ دیکھ کر وہ حد درجے جیلس فیل کر رہا تھا۔ رضا نے آگے بڑھ کر تانیہ کو کیک کھلایا۔ پھر علیشا نے بھی اسے کیک کھلایا۔ تانیہ نے اسے اسفند کو کھلانے کو کہا وہ ایک پیس اٹھا کر اس کی طرف چلی آئی مگر وہ کہیں دور ہی کھویا ہوا تھا اتنے قریب سے اس کی آواز سن کر چونک گیا۔

"ٹیک کیک۔" اسے اپنے قریب پا کر من ہی من میں خوش ہوا اس نے اس کی جانب دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ کو تھام لیا وہ یکدم گھبرا گئی اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کیک کھایا اور پھر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ اس نے اس کے ہاتھ سے بچا ہوا کیک لے کر اس کی طرف بڑھایا اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا کتنا پیار تھا اس کی ان آنکھوں میں مگر اسے یہ سب کہاں دکھائی دے رہا تھا اس نے نظریں جھکا کر کیک کھا لیا۔

"کم آن تانیہ۔" اچانک وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ تانیہ شیمپین کی بوتل کھول رہی تھی ایک ہی پل میں شیمپین کی پھوار ہوا میں اچھلی سب تالیاں بجانے لگے۔ علیشا ہال میں بچھی ٹیبل پر آ بیٹھی۔

"ڈونٹ مائنڈ پر مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں اس پارٹی میں آنا چاہیے تھا۔" اچانک عدنان بھی اس کے پاس آ بیٹھا۔

"عدی! یہ میری فرینڈ کی پارٹی ہے اور ویسے بھی سر نے بہت اصرار کیا تھا اگر وہ نہ کہتے تو میں نہ آتی۔"

"او تو تم اپنے باس کی وجہ سے یہاں ہو۔"

"عدی! انہیں برا نہ لگے اس لیے میں یہاں آئی۔"

"تو تمہیں اپنی فرینڈ سے زیادہ اپنے باس کی ناراضی کی فکر تھی۔"

"اف عدی! آپ بھی ناں بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں۔"

"ارے تم دونوں یہاں کیوں چلے آئے کم لیٹس انجوائے۔"

"تو ہم یہیں ٹھیک ہیں۔"

"ارے کم آن علیشا گیٹ اپ۔" تانیہ نے جب انہیں اکیلے یہاں بیٹھے دیکھا تو کہا عدنان تو اٹھ گیا مگر علیشا انکار کرنے لگی۔ کیونکہ ڈانس وغیرہ اسے نہیں آتا تھا۔ عدنان نے اصرار کیا تو وہ چلی آئی۔ ان کے آتے ہی اسفند غصے سے وہاں سے چلا گیا۔ علیشا نے پہلے ہی کہہ دیا۔

"عدی! پلیز مجھے گھمائیے گا مت۔" مگر وہ کہاں ماننے والا تھا۔ ایک ہی جھٹکے میں اسے گھما دیا۔

"اوہ گاڈ عدی! میں نے کہا تھا کہ مجھے یہ سب نہیں آتا۔" وہ گھوم کر اس کے سامنے آئی تو کہا۔

READING CORNER
www.readingcornerpk.blogspot.com

''ریلیکس علیشا! میں ہوں' تمہیں گرنے نہیں دوں گا۔''

''مگر عدی......''

''تو اگر گر جسٹ انجوائے۔'' اس کا موڈ بھی بدل گیا۔ اس نے پھر گھمایا تو وہ گرتے گرتے بچی۔

''انیف عدی انیف ابھی گر جاتی۔''

''گری تو نہیں ناں۔''

''بہت مزہ آ رہا ہے ناں آپ کو اگر بیچ محفل میں گری تو دیکھنا میں کیا کرتی ہوں۔'' وہ اس کی بات پر ہنس رہا تھا۔ جبکہ وہ چڑ کر بولی۔ اسنی جو سامنے ہی چیئر پر بیٹھا اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس وقت اس کے دل پر کیا بیت رہی تھی۔ وہ تو بس اپنی دنیا میں ہی مگن تھے۔ وہ تڑپ اور جلن کی آگ میں اندر اندر جل رہا تھا۔ کوئی یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ اس کا پیار کسی اور کی بانہوں میں ہو۔ اسے اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا تو شراب کے نشے میں خود کو ڈبو رہا تھا۔ اچانک کسی کے ٹکرانے سے جام اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ ایکسکیوز کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر ڈانس فلور کی طرف بڑھا۔ عدنان نے علیشا کو اب کچھ زیادہ ہی گھما دیا اور اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اس سے پہلے کہ وہ گرتی کسی کے مضبوط بازوؤں کے حصار میں تھی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے اسفند تھا۔

''تھینکس سر! عدی آپ نے تو مجھے گرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ بس اب مجھے نہیں کرنا یہ ڈانس۔'' خود کو سنبھالتے ہوئے آگے بڑھنے لگی تو ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اس کا ہاتھ ابھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ ہاتھ چھڑانے لگی تو اس نے گرفت مضبوط کر لی۔ نظر اٹھا کر اس کا ارادہ جانا تو اس نے فلور پر ڈانس کرتے لوگوں کی طرف دیکھا وہ دیکھ کر جلدی سے بولی۔

''تو سر اب اور نہیں آپ نے دیکھا ناں میں گرنے والی تھی۔'' اس نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ بھی ایک جھٹکے سے اس کے قریب چلی آئی۔ اس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کے قید بالوں کو آزاد کیا۔ وہ کافی دیر سے یہی محسوس کر رہا تھا۔ اس کا یہ انداز اسے بے خود کر گیا۔ دیوانوں کی طرح اسے دیکھے جا رہا تھا۔ مسلسل اسے دیکھ کر ڈانس کر رہا تھا۔ اس نے جب اس کی آنکھوں میں دیکھا تو یکدم اسے کچھ ہوا۔ وہ تھا۔ کتنی بے قراری تھی اس کی ان آنکھوں میں' کتنی تڑپ تھی اس کے روم روم میں' کتنا جل رہا تھا وہ اندر سے مگر اسے ابھی بھی کیوں دکھائی نہیں دے رہا تھا' کیوں سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ پھر جان کر انجان کیوں تھی۔ کیوں اس کے جذبات سے کھیل رہی تھی' کیوں اسے دھوکہ دے رہی تھی اچانک اسنی نے اسے بیچ سہارا دیا اس کو گھما دیا اسے لگا کہ وہ گر جائے گی مگر اس کا ڈر غلط ثابت ہوا۔ اگلے ہی پل وہ اس کی بانہوں میں تھی۔ اسنی پر تو جیسے جنون سوار تھا۔ وہ بار بار اسے گھماتا اور وہ واپس اس کی بانہوں میں لوٹتی۔ پر اس بار اس نے زیادہ ہی جوش سے گھما دیا وہ مسلسل گھومتی جا رہی تھی سب اسے غور سے دیکھے جا رہے تھے۔ وہ بھی اپنے جنون سے باہر آ گیا اس سے پہلے کہ وہ گرتی اسفند نے اس کا ہاتھ کھینچ کر اپنی جانب کھینچا تو وہ ایک جھٹکے سے اس کے سینے سے آ لگی۔ اس کے بال اس کے رخسار پر بکھر گئے دھڑکنیں بہت تیز تھیں۔ سانس لینا دشوار ہو رہا تھا کچھ دیر اس کے سینے سے لگی اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگی۔ سب نے ایک ساتھ پر جوش انداز میں تالیاں بجائیں۔ جن میں رضا بھی شامل تھا۔ علیشا جو ان سب سے لاتعلق ہو چکی تھی تو اچانک سر اٹھا کر دیکھا۔ خود کو اسفند کے اتنا قریب پا کر اپنے ہوش سنبھال کر سیدھی ہوئی۔ وہ اس کے اتنا قریب تھا کہ اس کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو بھی محسوس کر لیا

READING CORNER
http://readingcorner4.blogspot.com

تھا۔ اس نے ابھی بھی اسے اپنی گرفت سے آزاد نہیں کیا تھا۔ علیشا کو فوراً عدنان کا خیال آیا جو کچھ دیر پہلے تو سامنے ہی کھڑا تھا مگر اب باہر کی طرف جاتا ہوا نظر آیا۔ علیشا نے اسے وہیں سے آواز دی۔ وہ جلدی سے اس کے پیچھے بھاگی۔ رضا جو کچھ دیر پہلے یہ سب انجوائے کر رہا تھا اب وہ بھی فوراً اس کے پیچھے بھاگا۔

"عدی! رکیں میری بات تو سنیں۔" وہ گاڑی میں بیٹھ کر جا رہا تھا وہ رو دینے والی ہو گئی مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ گاڑی اسٹارٹ کر کے وہ چلا گیا وہ اس کے پیچھے بھاگی کہ اچانک زمین پر بچھے کارپٹ سے پاؤں الجھا اور منہ کے بل آ گری۔ اس کا سر گملے سے زور سے ٹکرایا اور خون بہنے لگا وہ پرواہ کیے بغیر جھٹ سے اٹھی اور اس کے پیچھے بھاگی مگر وہ جا چکا تھا۔ اتنے میں رضا اس کے پیچھے چلا آیا اس کے پیچھے اسفند بھی اسے اس حال میں دیکھ کر فوراً آگے بڑھا۔ ماتھے سے خون بہہ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بھی۔

"علیشا! یہ کیسے ہوا؟" اس نے بے چین ہو کر پوچھا۔

"کیا ہوا؟" وہ انجان سی بولی۔

"تمہارے سر پر چوٹ لگی ہے تمہیں پرواہ ہی نہیں دیکھو کتنا خون بہہ رہا ہے۔" رضا بھی دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

"چلو رضا اسے ہاسپٹل لے کر چلیں۔" اس نے جیب سے رومال نکال کر اس کے ماتھے پر رکھا۔

"نو سر! آئی ایم او کے۔"

"جسٹ شٹ اپ۔" وہ مزید ہائپر ہو گیا۔ رضا نے جلدی سے اسفند کی کار نکالی اور اسے لے کر وہ ہاسپٹل گئے۔ واپسی پر رضا نے اس سے چوٹ لگنے کی وجہ پوچھی تو اس نے دھیمے لہجے میں سب بتا دیا۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ اسفند خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ پھر انہیں ڈراپ کیا۔ علیشا جب اندر آئی تو مما جاگ رہی تھیں تو اس نے انہیں دیکھ کر ماتھے پر بال گرا دیے۔ وہ ان سے مل کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔ صبح ہوئی تو رضا چلا آیا اور زور زور سے علیشا کو پکارنے لگا۔ سب گھر والے جمع ہو گئے۔ علیشا بھی اپنے کمرے سے نکل آئی۔

رضا کے ہاتھ میں نیوز پیپر تھا۔

"کیا بات ہے رضا خیریت تو ہے۔"

"جی خیریت ہی تو نہیں آپ سب کے لیے ایک بری خبر ہے۔"

"اللہ خیر کیا ہوا بیٹا؟" علیشا کی مما پریشان ہو کر بولیں۔

"ارے خالہ! آپ کی بیٹی کا رزلٹ آ گیا ہے۔" علیشا جلدی سے اس کے ہاتھ سے نیوز پیپر لے کر دیکھنے لگی۔

"ارے یار! یہاں صرف ٹائم لکھا ہے کہ 2 بجے آئے گا۔"

"بدتمیز تم نے تو مجھے ڈرا دیا۔"

"یار! تم تو پاس ہو جاؤ گی میرا کیا ہو گا۔"

"ڈونٹ وری تم بھی کلیئر ہو جاؤ گے۔"

آخر ان کی محنت رنگ لائی۔ علیشا نے ٹاپ کیا تھا اور رضا بھی کامیاب رہا تھا۔ علیشا نے رضا کو آفس جاتے ہوئے اپنا ریزائن لیٹر بھی تھما دیا۔ کسی نے بھی اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ سب ہی خوش تھے اس کے اس فیصلے سے۔ رضا نے جب اسفند کو علیشا کا ریزائن لیٹر دیا تو وہ تقریباً اپنی سیٹ سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"لیکن کیوں۔"

"سر! آج کل اس کی......" کہتے کہتے اچانک رک گیا۔ شادی کا ذکر کرنے والا تھا پھر بات بدل گیا۔

"سر! آج ہمارا رزلٹ آ گیا ہے اور علیشا نے کہا تھا وہ جاب صرف رزلٹ آنے تک کرے گی۔"

"وہ خود کیوں نہیں آئیں انہیں نہیں معلوم کہ ایسے ریزائن نہیں کیا جاتا۔" وہ اب باس کے انداز میں کہہ رہا تھا تو وہ جواباً چپ ہو گیا۔

☆......☆

عدنان نے علیشا کو ڈنر پر لے جانے کا پروگرام بنایا تھا جس کے لیے وہ بمشکل ہی راضی ہوئی تھی۔

"علیشا! دیکھو کون آیا ہے؟" وہ دیکھ کر چونک گئی۔

"سر! آپ یہاں؟"

"ہاں وہ کچھ ضروری کام ہے تم سے۔"

"مگر سر میں نے تو ریزائن......"

"آئی نو بٹ اٹس امپورٹنٹ۔" وہ اسے دیکھے ہی جا رہا تھا کتنی خوبصورت لگ رہی تھی وہ اس بلیک ڈریس میں وہ اس وقت اسے بے خود سا کر رہی تھی۔

"سر! کام کیا ہے؟"

"یہاں نہیں تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔ پلیز علیشا اگر ضروری نہ ہوتا تو میں نہ کہتا۔"

"مگر......"

"صرف چند منٹ اس سے زیادہ تمہارا وقت نہیں لوں گا۔" وہ الجھ سی گئی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے مما کی طرف دیکھنے لگی۔

"ٹھیک ہے بیٹا! تم جاؤ لیکن جلدی آ جانا۔"

"ڈونٹ وری میں خود انہیں یہاں چھوڑ جاؤں گا۔" اس نے فوراً کہا۔

"چلیں علیشا؟"

"اوہ میں بھول گیا یہ پھول تمہارے لیے۔" اس نے بکے اسے تھماتے ہوئے کہا اس نے پیاری سی مسکان کے ساتھ بکے لے کر ٹیبل پر رکھا اور اس کے ساتھ چلی آئی۔

"سر! ایسا کون سا ضروری کام آ گیا ہے؟" گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے پوچھا وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے چل پڑا۔

"وہ علیشا آئی ایم سوری میں نے اندر جھوٹ کہا تھا۔"

"واٹ؟"

"ہاں دراصل مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" اس نے ایک نظر اسے دیکھا وہ بے چین نظر آ رہی تھی۔

"سننے سے پہلے یہ حال ہے جاننے کے بعد کیا ری ایکٹ کرو گی۔" وہ اسے کہنا چاہتا تھا مگر خاموش رہا۔

"سر! بتائیے ناں کیا بات ہے؟"

"ابھی نہیں واپسی پر۔"

"لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

"تمہاری سکسیس پر تمہیں آئس کریم کھلانے لے جا رہا ہوں۔" اس نے جتنے آرام سے کہا تھا وہ اتنی ہی چونکی۔

"لیکن مجھے کہیں جانا ہے دیر ہو جائے گی۔"

"پھر بھی چلی جانا۔"

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

"سر! میرا جانا ضروری ہے۔" وہ ابھی بھی اپنی ضد پر اڑا تھا تو اسے خاموش ہونا پڑا۔ آئس کریم

"ٹھیک ہے ہم جلدی واپس آجائیں گے۔"

کھانے کے بعد جیسے ہی گاڑی میں آکر بیٹھے تو اس نے بے قراری سے پوچھا۔

"سر! پلیز اب تو بتایئے کیا بات ہے میں کتنی بار پوچھ چکی ہوں اور ابھی آپ نے کچھ نہیں کہا۔" اس نے بنا کچھ کہے گاڑی اسٹارٹ کردی۔ وہ کافی تیز ڈرائیو کر رہا تھا تو وہ یکدم گھبرا گئی پھر اچانک اس نے ایک جگہ پر آکر گاڑی روک دی سیٹ سے سر ٹکا کر گہرا سانس لیا اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہنا شروع کیا۔ وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"علیشا! جب میں چھوٹا تھا میری مما میری زندگی جو میرے جینے کی وجہ تھیں مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں اور پاپا میری زندگی میں ہو کر بھی نہیں تھے ان کے بعد میں خود کو اکیلا محسوس کرنے لگا تھا۔ ہر پل ان کی یادوں میں کھویا رہتا تھا۔ خوشیوں کے رنگوں سے مجھے نفرت ہونے لگی تھی دنیا کے ساتھ ساتھ مجھے اپنی زندگی سے بھی نفرت ہونے لگی تھی مگر اچانک ہی کسی نے آکر میری اس ویران بے جان زندگی میں جان ڈال دی۔ مجھے پھر سے جینا سکھایا۔ مجھے زندگی سے محبت ہونے لگی۔ رنگوں سے، پھولوں سے پیار ہونے لگا۔ اسے دیکھ کر ہی میرے شب و روز گزرنے لگے مگر جب وہ نظر نہ آتی تو دل بے چین ہو کر تڑپ اٹھتا۔ بے قرار ہو کر اسے یہاں وہاں ڈھونڈنے لگتا اور اسے جیسے ہی دیکھ لیتا تو ایسا گمان ہوتا کہ مجھے میری سانسیں واپس مل گئی ہوں۔ نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیوں ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ مجھے احساس ہوا کہ آئی ایم لو مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے یہ جان کر بہت عجیب سا لگا۔ جس اسفند نے آج تک کسی کو اہمیت نہیں دی تو پھر وہ میرے لیے اتنی خاص کیسے ہو گئی جیسے میں نے کسی کو اتنی چاہ سے دیکھا کہ وہ اس کی چاہ بن بیٹھی کیسے؟ یہ میں خود نہیں جانتا مگر یہ سچ ہے کہ آج میں اسفند درانی جی جان سے چاہتوں کی ہر حد سے آگے آخری انتہا تک زندگی کی چاہ سے بھی زیادہ اس حسین ماہ جبین کو چاہنے لگا ہوں۔ چاہے نہیں پوجنے لگا ہوں۔ میرا یہ پیار یہ بھی نہیں جانتا کہ اس دل میں اس پاگل دیوانے کے لیے کوئی جگہ بھی ہے یا نہیں۔ سچ تو یہ ہے علیشا اس نے مجھے مجھ سے چھین لیا ہے میرا خود پر اختیار نہیں رہا۔ اگر اس نے مجھے خود سے جدا کیا تو قسم ہے خدا کی اسی لمحے میں اپنی زندگی کی بازی ہار جاؤں گا۔ نہیں جی پاؤں گا مر جاؤں گا اس کے بغیر۔"

"سر! وہ کون ہے؟" جب اس کی شدت دیکھی تو ڈرتے ڈرتے کہا اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا۔

"میری زندگی کی سانس صرف اور صرف تمہارے نام کے ساتھ تمہارے وجود سے جڑی ہے ہاں علیشا آج میں تم سے اپنے پیار کا اقرار کرتا ہوں اس یقین کے ساتھ کہ تم بھی مجھے میری ہی طرح پیار کرتی ہو۔" اس نے اسے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی مگر وہ تو اپنی ہی دھن میں مگن نہ جانے کیا کیا کہہ رہا تھا۔

"علیشا! پتہ ہے تم رضا کے ساتھ آتی جاتی ہو تو مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا تھا اس لیے میں نے اسے تانیہ کے ساتھ بھیج دیا تاکہ خود کچھ پل تمہارے ساتھ گزار سکوں مگر نہیں تم تو دوسرے ہی دن کسی اور کے ساتھ چلی آئیں۔ مجھے بہت غصہ آیا جب رضا نے مجھے بتایا کہ تم اکیلی آفس آجا نہیں سکتی تو یہ سن کر خود پر غصہ آیا کہ میں نے کیسے تمہارے بارے میں غلط سوچا۔ پھر اس دن جب ہم ڈنر پر گئے تھے تمہارا ڈرنک لینے سے انکار کرنا مجھے بہت اچھا لگا تھا پتہ نہیں کیوں تب مجھے تم پر بہت پیار آیا تمہاری معصومیت میرے دل میں اتر گئی اور جب ہم فارم ہاؤس گئے تھے تمہارا درخت پر چڑھنا، کرکٹ کھیلنا اور سب سے بڑھ کر وہ شاٹ جس سے میری گھڑی کا نقصان ہوا تھا اور پھر سب سے تکلیف دہ وہ پل جب میں نے تمہیں بے ہوشی کی حالت میں دیکھا، بتا نہیں سکتا اس وقت مجھ پر کیا

تھی اس ایک پل نے ہی مجھے احساس دلایا کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں اور سب سے حسین پل وہ تھا کہ جب ہم دنیا جہان کو بھولے ایک دوسرے میں کھو سے گئے تھے یقین جانو اس ایک لمحے میں جیسے میں نے صدیاں جی لی ہوں۔ کتنا خوبصورت تھا وہ پل سچ علیشا تمہیں پا کر بھی وہ پل میں کبھی نہیں بھول پاؤں گا پر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی یہ عدنان کا تمہارے ساتھ رشتہ کیا ہے؟ کیوں وہ ہر وقت تمہارے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔"

تمام روداد سنا کر وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔ وہ ابھی بھی گم صم بیٹھی تھی لب بھی خاموش تھے۔

"ارے ہاں یاد آیا یہ رنگ میں نے کب سے تمہارے لیے لے رکھی ہے۔ علیشا یہ رنگ اس احساس کے ساتھ تمہیں پہنا رہا ہوں کہ تم پر صرف میرا حق ہے اور تم صرف میری ہو اپنے اس دیوانے اسفی کی۔" اس کا ہاتھ تھاما تو وہ بالکل بے جان مورت کی طرح تھی۔ یہ دیکھ کر وہ بے چین ہو کر تڑپ اٹھا۔

"علیشا! کیا ہوا تمہیں؟" اسے بازوؤں سے تھام کر اپنی طرف کیا۔

"علیشا! پلیز کچھ تو کہو یوں خاموش مت رہو ورنہ میں مر جاؤں گا پلیز بولو۔" اس کے جھنجھوڑنے پر وہ ہوش میں آئی۔ ایک نظر اس پر ڈال کر وہ اس کی گرفت سے آزاد ہوتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل آئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" وہ بھی اس کے پیچھے آیا۔ وہ تیز تیز چلتی جا رہی تھی۔ اس نے بازو پکڑ کر روکا اور خود اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا تھا کہ اس نے ہاتھ اٹھا کر تھپڑ مارنا چاہا تھا کہ وہیں رک گئی اس کے اس طرح ری ایکٹ کرنے پر وہ چونکا۔ حیران کن نظروں سے اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"رک کیوں گئیں اگر تمہارے اقرار کا انداز یہی ہے تو مجھے تہہ دل سے قبول ہے۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔

"پیار نہیں نفرت کا اظہار ہے۔" وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔

"جتنی عزت میرے دل میں آپ کے لیے تھی اس سے کہیں زیادہ نفرت اب ہونے لگی ہے میں نے کس مقام پر آپ کو رکھا تھا اور آپ؟" انتہائی غصے میں چلا کر کہا۔

"غلطی میری ہے میں نے ہی آپ کو سمجھنے میں دھوکا کھایا۔ زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو اتنی اہمیت دی تھی مگر میں نادان سمجھ نہیں پائی آپ کی دوغلی شخصیت کو۔"

"علیشا!! اگر تم سمجھ رہی ہو......"

"نام مت لیں میرا۔" وہ طیش میں آکر بولی تو وہ بے قرار ہو کر اس کی طرف بڑھا۔

"پلیز میرا یقین کرو۔"

"کیسے کروں میں آپ پر یقین آپ نے ہر پل مجھے دھوکے میں رکھا اور اب آپ پیار کی باتیں کر رہے ہیں اور جس شخص سے آپ اتنی جلن محسوس کرتے ہیں وہی میرے اس دل میں بسا ہے پیار کرتی ہوں میں اس سے۔" یہ سن کر وہ صدمے کی سی کیفیت سے اسے دیکھنے لگا۔

"اور بہت جلد ہماری شادی ہو رہی ہے۔"

"نہیں مانتا میں یہ سب بکواس ہے کچھ نہیں لگتا وہ تمہارا تم صرف مجھ سے پیار کرتی ہو صرف مجھ سے۔" وہ اسے اپنے سے قریب کیے پاگل پن کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

"دور رہے مجھ سے نہیں کرتی میں آپ سے پیار۔" وہ اسے دور ہٹا کر بولی۔

"کیوں جھوٹ بول رہی تم کیوں تم مجھ سے میری محبت کو چھین رہی ہو کیوں نہیں کہہ دیتیں کہ تمہیں مجھ سے

READING CORNER

محبت ہے میں نے تمہاری ان آنکھوں میں اپنے لیے وہی پیار وہی احساس وہی جذبہ محسوس کیا ہے کہہ دو کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے کہہ دو کہ تم صرف میری ہو کہہ دو علیشا۔" اسے پھر سے اپنے قریب کرنا چاہا تو وہ دور ہٹتی چلی گئی اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"تم سے اقرار سنے بغیر میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔"

"میں نے کہا ناں میں آپ سے پیار نہیں کرتی پلیز چھوڑیں مجھے جانے دیں۔" آنکھوں میں آنسوؤں کی دھار بہنے لگی۔

"سر! میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے آپ سے پیار نہیں ہے پلیز مجھے چھوڑ دیں میں......" اچانک اس نے خود کو اس کی گرفت سے آزاد محسوس کیا۔ وہ اسے چھوڑ چکا تھا اس کے بہتے آنسوؤں نے اسے یقین دلا دیا تھا کہ وہ واقعی اس سے محبت نہیں کرتی۔ شاید وہ وقتی احساس تھا جسے وہ پیار سمجھ بیٹھا تھا۔ اسے یکدم اپنے اندر کچھ ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کی سانسیں جیسے رک سی گئی تھیں۔ کچھ نہیں رہا۔ ہار گیا وہ اپنے پیار سے اپنی زندگی سے بھی وہ ہار گیا تھا۔ جسے اس نے ٹوٹ کر چاہا تھا آج اس نے ہی اسے چھوڑ دیا تھا۔ آخر لوگ محبت کرتے ہی کیوں ہیں ایسی محبت کا کیا فائدہ جس سے ایک کو غم ملے اور ایک کو موت۔ آخر کیوں نہیں کرتے ہے اس محبت کے کھیل کو جو محض ایک خوبصورت دھوکا ہے درحقیقت نفرت اور تباہی سے کیا حاصل ایسی محبت کا جسے نہ پا کر بھی لوگ امر ہو جاتے ہیں۔

"مما! آج آپ کا بیٹا ہار گیا ہے۔" گاڑی میں بیٹھتے خود کے جذبات کو روک نہیں پایا اور سسک سسک کر رونے لگا۔

"مما! میں پھر سے اکیلا ہو گیا ہوں بالکل تنہا سورج کی طرح جو خود جل کر دوسروں کو روشنی دیتا ہے آپ کے بیٹے نے اپنی زندگی اپنی سانسیں اپنا وجود کو جلا کر اپنے پیار کو روشنی دی میرے پاس نہ تو روشنی ہے نہ جینے کی وجہ میں ٹوٹ کر بکھر چکا ہوں اب اور جی نہیں سکتا کسی کو میری ضرورت نہیں کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ مما مجھے اپنے پاس بلا لیں اس دنیا میں کوئی نہیں رہا میرا کوئی نہیں رہا۔ میں آپ کے پاس آ رہا ہوں مما پلیز اپنی بانہیں پھیلا کر مجھے اپنے آنچل میں چھپا لیں میں آ رہا ہوں۔"

علیشا گھر پہنچی تو عدنان آیا بیٹھا تھا اسے دیکھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ تحریم بھی پیچھے چلی آئی۔ علیشا نے دروازہ لاک کر دیا تھا۔

"علیشا! کیا ہوا تمہیں دروازہ کھولو عدنان کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہے اور تم یوں اندر چلی گئی ہو چلو باہر آؤ شاباش۔" تھوڑی دیر بعد وہ باہر آئی پتہ نہیں کیسے اس نے اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائی تھی۔ عدنان اسے دیکھتے ہی اس کے پاس چلا آیا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" گاڑی میں اس کے ساتھ ہو کر بھی اس کے ساتھ نہیں تھی۔ چہرے کی رنگت ابھی بھی ماند پڑی ہوئی تھی۔ دل و دماغ پر ابھی تک اس کی باتیں اس کا خیال اسے پل پل ستا رہا تھا۔ اسے یوں گم صم دیکھ کر کہا۔

"کیا ہوا علیشا! آر یو او کے؟"

"ہاں ہاں میں ٹھیک ہوں۔" آواز میں کپکپاہٹ ابھی بھی موجود تھی۔ ہائی وے پر لوگوں کی کافی بھیڑ جمع دیکھی تو گاڑی روک کر جا کر دیکھا تو وہ خون میں لت پت پڑا تھا۔

"اوہ گاڈ!" وہ فوراً آگے بڑھا۔

سانسیں ابھی بھی چل رہی تھیں اسے اٹھا کر گاڑی کی طرف چلا آیا۔

"علیشا! گاڑی کا دروازہ کھولو۔" اس کا چہرہ عدی کی طرف تھا اور پورا کوٹ خون سے بھرا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ ناگواری سے بولی۔

"یہ کسے اٹھا لائے ہیں آپ چھوڑ دیں اسے اور چلیں یہاں سے کیوں اپنا ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں۔ آتی ہوگی ایمبولینس۔" اس کا یہ بی ہیویر اسے بری طرح چونکا گیا۔ جو علیشا کسی کی معمولی چوٹ پر خود رو پڑتی تھی آج وہی اس قدر روڈ لہجے میں کہہ رہی تھی اسے بالکل یقین نہیں آیا۔

"پلیز علیشا اوپن دا ڈور۔" اس نے پلٹ کر جیسے ہی دروازہ کھولا اس کے بازوؤں میں موجود شخص کو دیکھ کر وہ پتھر کی ہوگئی۔ وہ اس سے ناراض ضرور تھی مگر اس نے ہرگز یہ نہیں چاہا تھا۔ وہ اسے لے کر ہاسپٹل پہنچے اسے آئی سی یو میں لے جانے لگے تو اس کا ہاتھ نیچے کی طرف تھا تو علیشا نے بڑھ کر اس کا ہاتھ اوپر اسٹریچر پر کیا۔ اس کی بند مٹھی میں کچھ تھا۔ اس نے آہستہ سے ہاتھ کھولا تو خون میں ڈوبی ہوئی رنگ تھی جو وہ اسے پہنانا چاہتا تھا۔ انگوٹھی ہاتھ میں لے کر وہ زار و قطار رونے لگی۔ عدنان کافی دیر سے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔

"ریلیکس علیشا! تم اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟ آؤ یہاں بیٹھو۔" اندر سے ڈاکٹر نکل کر ان کے پاس آئے اور کہا۔

"ان کی حالت بہت سیریس ہے خون بھی بہت بہہ چکا ہے انہیں فوری خون کی ضرورت ہے۔"

"ڈاکٹر! ان کا بلڈ گروپ کیا ہے؟"

"او نیگیٹو۔"

"میرا بھی او نیگیٹو ہے پلیز میرا بلڈ لے لیجیے مگر پلیز ان کی جان بچا لیجیے۔ انہیں کچھ نہیں ہونا چاہیے او کے چلیں میرے ساتھ۔" عدنان میں آئی۔" اس نئی تبدیلی کو وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔ اس نے تو بس خدا کا شکر ادا کیا تھا کہ بلڈ کا فوراً انتظام ہو گیا۔ علیشا نے تانیہ کو انفارم کیا کچھ دیر میں وہ وہاں موجود تھی۔ اسفند کے ڈیڈ اس وقت ملک سے باہر تھے تانیہ انہیں اسفند کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں بتا چکی تھی۔ انہوں نے کہا وہ دو تین گھنٹے کے اندر یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہ خود بھی روتے ہوئے علیشا کو دلاسہ دے رہی تھی۔ عدنان کا موبائل رنگ ہوا اس نے فوراً اٹھایا۔ دوسری طرف تحریم تھی۔ انہیں گھر سے گئے دو گھنٹے سے زیادہ ہو چکے تھے۔ تحریم کے پوچھنے پر اس نے ساری صورت حال بتا دی۔

"اس کا مطلب تم لوگ ڈنر پر نہیں گئے؟"

"نہیں۔"

"اچھا اب تم لوگ سیدھا گھر آ جاؤ۔"

"لیکن آپی وہ علیشا..."

"کیا ہوا اسے۔"

"آپی! وہ کب سے مسلسل رو رہی ہے میں نے بہت سمجھایا اسے پر وہ......"

"اچھا تم اس سے میری بات کراؤ۔"

"علیشا! آپی کا فون ہے۔"

"علیشا یہ کیا بچپنا ہے۔"

"آپی! اسر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"

READING CORNER

"علیشا! تم ابھی اسی وقت گھر واپس آؤ۔"

"مگر آپی اسر کو ابھی تک ہوش نہیں آیا۔ میں انہیں اس حال میں چھوڑ کر نہیں آ سکتی۔" ثانیہ اور عدنان نے اس کا یہ انداز خاص طور پر نوٹ کیا تھا۔

"علیشا! میں نے کہا نا فوراً گھر واپس آ جاؤ۔" سخت لہجے میں کہا اور کال کاٹ دی۔

"علیشا! ڈونٹ وری اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے اور ویسے بھی میں یہاں ہوں ناں تم جاؤ۔"

"لیکن اسر کو میں کیسے چھوڑ کر جاؤں۔"

"پلیز علیشا تم جاؤ تھوڑا آرام کرو بعد میں آ جانا انکل بھی آتے ہی ہوں گے۔" وہ جانا نہیں چاہتی تھی مگر ثانیہ کے اصرار پر وہ اٹھ کر چلی آئی۔

"انکل آپ آ گئے؟" ثانیہ انہیں دیکھ کر حوصلہ ہار گئی اور سینے سے لگ کر رونے لگی۔

"ڈونٹ وری بیٹا میرا بہادر بیٹا ہے جلدی ٹھیک ہو جائے گا ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟" اسے ساتھ لیے وہ بنچ پر بیٹھ گئے۔

"اب وہ خطرے سے باہر ہے۔"

"شکر ہے خدا کا۔"

"بیٹا اب رونا تو بند کرو اب تو وہ ٹھیک ہے۔" ثانیہ نے آنسو پونچھے۔

☆......☆

تحریم جب علیشا کے کمرے میں آئی تو دیکھا وہ بیڈ کے قریب گری ہوئی تھی۔ وہ فوراً اس کی طرف بڑھی۔

"علیشا! کیا ہوا تمہیں آنکھیں کھولو۔" وہ ابھی بھی ساکت پڑی تھی بے جان اس کی حالت دیکھ کر وہ گھبرا گئی سامنے ٹیبل سے جگ اٹھایا اور اس کے منہ پر پانی چھڑکا۔

"اٹھو علیشا! آنکھیں کھولو میری جان۔" اس کی آنکھوں میں حرکت سی ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

"آپی اسر۔" ہوش میں آتے ہی اس کا نام لینے لگی۔

"علیشا! کیا ہو گیا ہے تمہیں اس طرح سے کیوں رو رہی ہو کچھ نہیں ہوگا اسے سنبھالو اپنے آپ کو۔"

"نہیں آپی اسر کا ایکسیڈنٹ میری وجہ سے ہوا ہے میں نے انہیں اس حال میں پہنچایا ہے۔" وہ روتے ہوئے سب بتانے لگی۔ یہ سن کر وہ بھی پریشان ہو گئی۔

"بولیں ناں آپی مجھے یہ اچانک کیا ہو گیا ہے کیوں میں اپنے آنسو نہیں روک پا رہی۔ کیوں انہیں اس حال میں دیکھ کر دل بے چین ہو کر تڑپ اٹھا ہے۔ بتائیے ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی۔"

"علیشا! آج میں تمہاری آنکھوں میں وہ پیار دیکھ رہی ہوں جو میں کب سے تلاش کر رہی تھی شاید تمہیں عدنان سے محبت تھی ہی نہیں بھی تو تم اس سے دور دور رہتی تھیں۔ آج حقیقی معنوں میں وہ محبت دکھائی دے رہی ہے۔ یہ جذبہ یہ تڑپ یہ احساس یہ سب محبت کی آگہی ہے۔ ہاں علیشا تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہے۔ ایسی محبت جو لاحاصل ہے تو نے محبت کی آگہی میں بہت دیر کر دی علیشا بہت دیر۔" اقرار ہی تو وہ سننا چاہتا تھا مگر تب تو وہ خود انجان تھی اپنے دل میں چھپے جذبوں سے ناواقف تھی اس کی گہرائی سے اور جب اسے محبت کا ادراک ہوا اس کی بے چینیاں، بے قراریاں جیسے سمٹ کر رہ گئی تھیں۔ دل پرسکون ہو گیا تھا لیکن نگاہیں ابھی بھی اسے ایک نظر دیکھ لینے کو بے قرار تھیں۔

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com

''آپی! اس ایک پل میں مجھے ان سے جی جان سے محبت ہو گئی ہے۔ مجھے اب ان سے ملنا ہے پتہ نہیں ابھی تک ہوش آیا بھی ہے یا نہیں۔''

''تم کہیں نہیں جاؤ گی۔'' اس سے زیادہ رونا وہ اس کا برداشت نہیں کر سکتیں تھیں اس لیے اسے جانے کی اجازت دے دی۔ ہاسپٹل پہنچی تو کمرے کے باہر تانیہ اس کی آمد سے بے خبر صوفے پر سو رہی تھی اس کے ساتھ ہی کوٹ پڑا تھا مگر وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ ڈاکٹر سے اجازت لے کر وہ اسے دیکھنے اندر چلی آئی۔ دھیرے قدم اٹھاتی وہ اس کے بیڈ تک آئی اس کا چہرہ ابھی بھی ویسے ہی چمک رہا تھا ماتھے پر ابھی بھی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ وہ ابھی بھی بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

''سر!'' بڑی محبت سے اس نے پکارا۔ اس کے بیڈ کے قریب پڑے اسٹول پر بیٹھ گئی اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

''دیکھیں سر میں آ گئی ہوں آپ کے پاس۔ دیکھیں سر آپ کی علیشا آپ سے ملنے آئی ہے۔ پلیز سر! آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھیں مجھے محسوس کریں۔ سر کچھ تو کہیں ایک بار آنکھیں کھول کر مجھے دیکھیں۔ سر مجھے میری غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ میں نے جو کچھ کیا مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا مگر یقین جانیے سر اس وقت واقعی میرے دل میں ایسی کوئی فیلنگز نہیں تھی مگر میں کیا کرتی اس وقت میرے دل و دماغ پر بس ایک نام حاوی تھا مگر اب میں ہار گئی ہوں آپ کے پیار کے سامنے سر میں اپنی سوچوں کو جھٹلاتے جھٹلاتے تھک گئی ہوں مجھے بھی آپ سے محبت ہو گئی ہے بالکل ویسی ہی محبت جیسی آپ اپنی علیشا سے کرتے ہیں شاید آپ سے کم یا آپ سے زیادہ کاش میں اس وقت یہ اقرار کر لیتی تو آج آپ اس حال میں نہ ہوتے پلیز سر مجھے معاف کر دیں یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔'' سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی اسے ہوش آیا تھا۔ آنکھیں کھولتے ہی بیڈ پر سر رکھے سوئی ہوئی علیشا پر پڑ گئی۔

''ابھی ان سانسوں کا دوبارہ چلنا میری سمجھ میں نہیں آیا لیکن جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ میری سانسیں واپس ملی ہیں کیوں میں لوٹ آیا ہوں صرف تمہارے لیے صرف تمہارے پیار کے لیے ہاں علیشا تمہارے ان آنسوؤں کی شدت نے مجھے خدا سے واپس مانگ لیا ہے۔ آج تمہاری وجہ سے مجھے نئی زندگی ملی ہے یا شاید تمہارے لیے لوٹ آیا ہے۔ جانتی ہو تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے اپنے زندہ ہونے کا احساس ہوا ہے بس ایک بار اقرار میں تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں کہہ دو کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے بولو علیشا۔'' اس کی ہلکی ہلکی سرگوشی سے اس کی آنکھیں کھلنے لگیں یہ دیکھ کر اس نے فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ آنکھیں کھولتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ نظر اٹھا کر اسے دیکھا وہ اب بھی اسی بے ہوشی میں تھا۔

''سر! لگتا ہے آپ اب بھی اپنی علیشا سے ناراض ہیں اس لیے تو ابھی تک ایک بار بھی آنکھیں کھول کر مجھ سے بات نہیں کی میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ آپ کی علیشا آپ کے لیے کتنا تڑپی ہے کتنا روئی ہے آپ کے لیے کیا آپ اپنی علیشا کو معاف نہیں کریں گے۔'' آنسوؤں کی دھار پھر سے اس کے رخسار پر بہنے لگی۔

''سر! آپ کی علیشا آپ کے بغیر کچھ نہیں کوئی وجود نہیں اس کا وہ اب آپ سے بے محبت سے بے حد۔'' ''پلیز آنکھیں کھولیں اپنی محبت سے الگ مت کریں ورنہ وہ مر جائے گی نہیں جی پائے گی وہ آپ کے بغیر پلیز آنکھیں کھولیں۔''

''اتنی محبت کرتی ہو مجھ سے۔'' اس کا اقرار سنا تو وہ آنکھیں کھولے اٹھ بیٹھا۔ اسے ہوش میں آتا دیکھ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اس کو دیکھ کر کہا۔

''سر! آپ کو ہوش کب آیا؟''

''ہوش تو کچھ دیر پہلے آیا تھا مگر صحیح معنوں میں اب مکمل ہوش آیا ہے اس اقرار میں اتنی دیر کیوں؟'' وہ سر جھکائے کسی قصوروار کی طرح بیٹھی تھی۔ اچانک اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا۔

''سر! مجھے آئے کافی دیر ہو گئی ہے اب مجھے چلنا چاہیے۔'' جانے کے لیے قدم بڑھائے تو ایک دم رک گئی۔ اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اسفی کی نگاہیں مسلسل اسی پر تھیں۔

''ٹھیک ہے لیکن اس وعدے کے ساتھ کہ تم پھر لوٹ کر آؤ گی میرے پاس ہمیشہ کے لیے کہو آؤ گی ناں۔'' وہ اب بھی خاموش رہی تو اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ تیزی سے باہر کی طرف بڑھی مگر اندر آتی تانیہ سے جا ٹکرائی۔ اس کے ہاتھ میں موجود اسفی کی رنگ ٹکرانے سے زمین پر جا گری۔ اس نے گھبرا کر اسفند کی جانب دیکھا اور دروازے سے باہر نکل گئی۔

''ارے رکو تمہاری رنگ۔'' تانیہ نے جب رنگ اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ جا چکی تھی۔ وہ رنگ دیکھ کر سمجھ گیا تھا۔

''تانیہ لاؤ مجھے دے دو۔'' وہ گیٹ سے نکل رہی تھی کہ رضا نے اسے دیکھ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ کر اس سے کچھ پوچھتا وہ آٹو میں بیٹھ کر چلی گئی۔ وہ اندر آیا جیسے ہی اسفند کے روم میں جانے لگا اندر سے ان کی باتیں سن کر وہ کھڑا ہو گیا اور سننے لگا۔

''اس کا مطلب تم علیشا سے پیار کرتے ہو؟'' وہ تعجب سا سے دیکھنے لگی۔

''ہاں نہیں جانتا کیسے مگر یہ سچ ہے۔''

''مگر اس کی تو شادی ہونے والی ہے۔''

''جانتا ہوں لیکن وہ یہ شادی نہیں کرے گی۔''

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟''

''ٹھیک کہہ رہا ہوں اسے بھی مجھ سے محبت ہو گئی ہے وہ مجھے چاہنے لگی ہے اور اب میں اسے کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا۔ وہ صرف میری ہے صرف میری اسے مجھ سے کوئی نہیں چھین سکتا۔''

''لیکن تم کرو گے کیا؟'' وہ اس کے جنون کو دیکھتے ہوئے بولی۔

''کچھ بھی مگر اسے کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا۔ محبت اگر سچی ہو تو لاکھ مشکلوں اور لاکھ رکاوٹوں کے بعد بھی مل جاتی ہے۔'' ان دونوں کی سچی محبت گواہ تھی کہ جذبات سچے تھے ایک دوسرے کے لیے تڑپ سچی تھی تبھی تو ان کی محبت ان کی چاہت ان کے سچے پیار کی جیت ہوئی تھی۔ عدنان نے سب کچھ جان کر خود اس رشتے کو ختم کر دیا۔ اس کے انکار سے پہلے ہی اسفی کے ڈیڈ اور تانیہ رشتہ لے کر آئے لیکن علیشا کے بابا نے صاف انکار کر دیا مگر پھر عدی کے انکار کے بعد انہوں نے اس رشتے کو قبول کر لیا۔ عدنان بہت خوش دلی سے اس شادی میں شریک ہوا تھا۔ وہ شاید ان کے جذبات ان کی محبت کو جان گیا تھا اور دل سے اس رشتے کو قبول کر لیا تھا۔ وہ پہلے ہی اس کی آنکھوں میں اس کے لیے محبت دیکھ چکا تھا مگر وہ ہر بار اسے جھٹلا دیتی اور آج اس کی محبت اس کی زندگی اسفی پر چوٹ آئی تو اس محبت کا احساس اسے خود بخود ہو گیا۔ وہ بہت خوش تھا ان دونوں کو ملا کر اپنی ماں کی ناراضی مول لے کر اس نے یہ قدم اٹھایا تھا۔ وہ ہر صورت علیشا کی خوشی چاہتا تھا اور اس کی خوشی اسفند کے ساتھ تھی۔ اپنی محبت نہ ملنے کا اسے غم تو تھا مگر ساتھ دو محبت کرنے والوں کو ملانے کی جو خوشی تھی وہ ناقابل بیان تھی۔ کتنے خوش نصیب تھے یہ دونوں محبت کو دور جانے کے بعد بھی دونوں نے ایک دوسرے کو پا لیا تھا۔ علیشا کو اب بھی اپنی خوش قسمتی پر یقین نہیں آ رہا تھا سب ایک خواب کی طرح لگ رہا تھا۔ وہ دلہن کے روپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی بلکہ کسی

پری کی مانند سرخ عروسی جوڑے پر سنہری کام کیا گیا تھا۔ گجروں اور زیوروں کی آرائش نے اس کے حسن میں چار چاند لگا دیے تھے۔ پھولوں کی سیج میں بیٹھی خود بھی ایک پھول لگ رہی تھی آف وائٹ شیروانی پر بلیک کڑھائی بہت سوٹ کر رہی تھی۔ اس کے آتے ہی چار سو خوشبو سی پھیل گئی اس کی خوشی اس کے چہرے پر صاف جھلک رہی تھی۔

"علیشا! میں پہلی نظر کی محبت پر کبھی یقین نہ رکھتا اگر مجھے تم سے پہلی نظر میں محبت نہ ہوئی ہوتی۔" وہ اس کے قریب آ بیٹھا اس نے بھی پلکیں اوپر اٹھائیں سامنے اسفی کا خوبرو چہرا تھا۔ وہ اسے تکے جا رہی تھی۔

"تمہاری محبت اور معصومیت نے مجھے ایسا بنا دیا ہے۔" وہ ذرا سا مسکرا کر بولا۔

"علیشا اس وقت تو میں نے اپنے آپ کو روک لیا تھا لیکن آج نہیں روک پاؤں گا اور ویسے بھی آج تو مجھے پورا حق ہے۔" وہ شرارت بھرے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"اس وقت مطلب؟" وہ چونک گئی۔

"ایکچولی اس دن فارم ہاؤس میں تمہیں سنبھالتے سنبھالتے میں خود تھوڑا بہک گیا تھا۔"

"کیا؟" حیرانگی سے اسے دیکھا تو وہ نظریں جھکا گیا۔

"ہاں علیشا!"

"نہیں سر آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔" بے دھیانی میں وہ سر بول گئی تو اس نے قہقہہ لگایا۔

"یار پلیز! اب تو سر کہنا بند کرو۔"

"ٹھیک ہے لیکن پہلے آپ بتائیے اس روز کیا ہوا تھا۔"

"کیا واقعی تم سننا چاہو گی۔ پر آئی ایم سوری میں نہیں بتا سکتا۔" وہ اسے ستانے لگا۔

"سر پلیز بتائیے نا۔"

"ارے کمال ہے حد کرتی ہو تم میں نے کہا نا اب میں تمہارا باس نہیں اب تم میری باس ہو پہلے تم یہ سر کہنا چھوڑو پھر تمہیں بتاؤں گا۔"

"لیکن سر!"

"واٹ پھر سر۔ جاؤ مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ اس سے خفا ہو کر کھڑکی میں آ کھڑا ہوا۔

"میں جان بوجھ کر نہیں کہہ رہی اب اتنی جلدی آپ کا نام لینا عجیب لگ رہا ہے۔ پلیز ناراض تو مت ہوں نا۔"

"ٹھیک ہے تم پھر میرا نام لے کر اسے خاص کر دو۔ اسفی کو اپنے ہونٹوں سے ادا کرو۔"

"اوکے سر۔"

اب کی بار اس نے جان بوجھ کر کہا وہ جانتا تھا مگر پھر بھی خفا تھا کیونکہ اسے واقعی تڑپ تھی اس کے ہونٹوں سے ادا ہونے کی۔ وہ بھی اس کے جذبات کو سمجھ رہی تھی مگر پھر بھی اسے ستا رہی تھی۔

"پہلے ہی دن خفا ہو جائیں گے تو آپ کے سارے دعوے جھوٹے ثابت ہو جائیں گے اور ایسا ہو آپ کی علیشا ہرگز نہیں چاہے گی۔ اس لیے واپس آ جائیے مسٹر اسفند درانی۔"

وہ یکدم خوشی سے اس کی جانب بڑھا تھا۔ تو وہ پلکیں جھکا گئی۔ محبت، چاہت اور پیار سے رنگی تھی یہ رات ان کی خوبصورت زندگی کا آغاز ہوا تھا۔

☆ختم شد☆

READING CORNER
http://readingcornerpk.blogspot.com/